بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ

عاشقِ رسول ﷺ

(حضرت کشمیری)

حضرت الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

تحسین اللہ (ایم اے اردو، بی ایڈ)

نظرِ ثانی

محمد نذیر رانجھا

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت جماعت ناجیہ

المجاہد آباد عمرزئی چارسدہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اپنے پیرو مرشد، پیکر رشد و ہدایت، پیر شریعت

جناب حضرت مولانا الحاج الحمدللہ صاحب قادری مدظلہ لعالی سجادہ نشین

المجاہد آباد شریف اور اپنے بیٹے **حسیب احمد**

جو کہ ذہنی معذور ہے

کے نام

احقر

تحسین اللہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مئولف

این سعادت بہ زور بازو نیست
تانہ بخشد خدائی بخشندہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالۡاَنۡبِیَاءِ وَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحۡبِہٖ وَمَنۡ تَبِعَھُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنَ

آمین ثم آمین

عرصہ دراز سے اس ناتواں اور فقیر تحسین اللہ ولد امین اللہ ساکن عمرزئی چارسدہ کی دلی خواہش تھی کہ وہ تصوف اور عرفان کی ایک بڑی ہستی قدوۃ الواصلین امام العارفین ، زبدۃ الاولیاء الکاملین ، عاشق و مداح سید المرسلین ، فخر مجاہدین ، فخر کشمیر ، الحاج حضرت محمد امین رحمۃ اللہ علیہ قدس اللہ سرہ و افاض علینا برہ کی یاد میں ایک کتاب لکھے سوائے اس کے کہ احقر کے پاس آپ کے شیرین کلام (اشعار) کے علاوہ اور خاص مواد اور معلومات نہ تھیں۔ لہٰذا بندہ جناب محترم حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وابستگان اور مریدوں کے پاس گیا کہ یہ کام میری طاقت اور بس سے نہایت بلند ہے آپ صاحبان اس سلسلے میں میری پوری پوری مدد کریں۔ لیکن کسی نے بھی اس عظیم کام کو سر کرنے میں حامی نہ بھری بلکہ بعض تو یہ کہہ دیتے کہ

پیتل کے کٹورے بھی نہیں اپنے گھروں میں
خیرات میں چاندی کا تقاضہ نہ کیا کر

کچھ عرصہ احقر اسی فکر میں مستغرق رہا۔ اسی فکر و انتظار میں ہمارے محلے میں ایک شخص تشریف لائے جو کہ اچھے اخلاق کے مالک تھے! پوچھنے پر پتہ چلا کہ ان کا اسم گرامی قاضی فضل اکبر صاحب ہے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں ان کا آپ سے قریبی تعلق رہا ہے۔ لہٰذا بہت خوشی ہوئی اور پھر سے کتاب لکھنے کے جذبات بیدار ہو گئے۔ اور جلدی سے خالی کتابچہ اور قلم اٹھا کر ننگے سر دوڑتا ہوا قاضی صاحب کے دروازے پر گیا اور دل میں گنگنایا کہ

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں
بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو
خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

انتہائی ادب سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ محترم قاضی صاحب نحیف جسم کے ہمراہ باہر تشریف لائے بندہ نے سلام کیا۔ جواب کے بعد انہوں نے آنے کا مقصد پوچھا جس پر احقر نے اپنا مدعا بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ پیارے میں تو ہر قدم اور ہر مقام پر آپ کی معاونت اور امداد کروں گا مگر یاد رکھیے اس سلسلے میں آپ کو کسی کی بھی مدد کی ضرورت نہیں کیونکہ لوگ تو لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، ہیر رانجھا، آدم خان درخانی اور دوسرے لوگوں کے متعلق لکھتے

ہیں اور مشورے نہیں کرتے آپ نے تو ایک ایسی عظیم شخصیت کی تاریخ لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔جو کہ انسانی معراج کے بلند مراتب تک پہنچے ہوئے تھے۔ نیز عاشق رسول ﷺ اور مجاہد اعظم تھے اور ان کے کارناموں پر تو آپ بہت سی کتابیں لکھ سکتے ہیں
قاضی صاحب کی ان باتوں سے بندہ کو بہت تسلی ہوئی۔ اور خوشی بھی ہوئی کہ کسی نے تو میری حوصلہ افزائی کی اور بندہ کے دل میں روشنی کی وہ کرن جو کہ تقریباً ختم ہو رہی تھی پھر سے روشن ہو گئی اور اپنے ٹوٹے ہوئے قلم کو اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے ان قرآنی ارشادات کی روشنی میں لکھنا شروع کر دیا

وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

اس حقیقت سے تمام پاکستانی بھائی بلکہ اکثر عرب ممالک کے باشندے بھی روز روشن کی طرح آگاہ ہیں کہ بیسویں صدی کے وسط میں ایک ایسے عالی مقام ، متقی ، پرہیزگار ، مؤثر مبلغ ، بے مثال عالم ، شجاع ، حضور ﷺ کے عشق و محبت میں مست، شریعت پر مکمل مستقیم ، اللہ تعالیٰ کے صحیح فرمانبردار، جہاد فی سبیل اللہ میں مستغرق ، تمام عالم اسلام کے خیر خواہ ، غریبوں اور بیکسوں کے ساتھی عدل و انصاف کے علمبردار ، فاضل ، بزرگ اور ولی غوث الزماں قدوۃ الاقطاب والاوتاد، عطاء الرحمانی ، العارف الربانی اور بہادر جوان جناب الحاج حضرت محمد امین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ضلع چارسدہ کے المجاہد آباد عمرزئی

نامی گاؤں سے منسوب ہوئے ہیں اور گزرے ہیں جن کے اوصاف حمیدہ کا ایک زمانہ قائل ہے۔ جن کا مزار شریف المجاہد آباد عمرزئی چارسدہ میں کتب خانہ کے شرقی جانب مرجع الخلائق ہے

ایک طرف اللہ تعالی کا خصوصی فضل و کرم اور حضور ﷺ کی محبت اس فقیر کے شامل حال رہی جبکہ دوسری طرف حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی مدد ہر وقت اور ہر آن نصیب رہی اور اسی طرح یہ منزل ہفت خواں طے ہوتی گئی۔ بندہ نے مقدور بھر سعی بلیغ کی ہے کہ کتاب کو ہر لحاظ سے جامع بنایا جائے

اگر چہ احقر بہت زیادہ تلاش و جستجو کے بعد اس قابل ہوا کہ کتاب کو منظر عام پر لائے لیکن اس حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ وہ نہ تو مورخ ہے نہ ادیب نہ عالم اور نہ صاحب قلم کہ اتنی بڑی کتاب لکھ سکے ' بلکہ ایک معمولی سکول ٹیچر ہے بس یہ سب اللہ تعالی کا کرم اور حضور ﷺ کی محبت ہے اور ساتھ ہی اپنے مرشد کے روحانی فیض کا نتیجہ ہے

چونکہ بندہ عرض کر چکا ہے کہ وہ مذکورہ بالا صفات سے ناآشنا ہے اس لئے پیرا بندی ' جدید تحقیق کے مطابق نئی نئی معلومات ' دلچسپ پیرائے میں بیان کرنا یہ سب اس کی طاقت سے باہر ہے۔ ہاں البتہ بندہ نے سادہ اردو میں کوشش کی ہے کہ اپنی بات آپ تک پہنچا سکے

یہاں ان حضرات کا ذکر نہ کرنا سراسر زیادتی ہوگی جن کی پر خلوص محبت اور ایثار کی بدولت بندہ اس کتاب کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنا سکا۔ فقیر اللہ تعالی سے ان کے اس کام کے عوض اجر جمیل اور خیر کثیر کا طالب ہے۔

پیر طریقت و شریعت جناب الحاج صاحبزادہ الحمدللہ صاحب مدظلہ تعالی فرزند ارجمند حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کی دن رات توجہ خاصہ اور دعاؤں کی بدولت بندہ اس قابل ہوا کہ اس تحریر کو منظر عام پر لاسکے۔ آپ نے جس انداز سے احقر کی حوصلہ افزائی فرمائی اور سہارا دیا۔ اس پر بندہ جتنا بھی فخر کرسکے کم ہے۔ آپ کی نظر عنایت نے اسے اس قابل بنایا کہ بندہ کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا

آپ نے نہ صرف بندہ کی بدنی امداد فرمائی بلکہ مالی طور پر بھی اس کی مدد فرمائی آج اگر فقیر اس قابل ہوا ہے تو اللہ تعالی کا فضل اور صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کی برکت ہے اگر بندہ یوں کہے کہ اس کتاب کو حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی نے مکمل کیا ہے تو بجا ہوگا

جناب حاجی مولانا رضوان اللہ صاحب کے قیمتی مشوروں نے مجھے بہت حوصلہ دیا۔ جناب امان اللہ صاحب سلیمان خیل جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے ہیں نے احقر کی مالی امداد فرمائی

جناب حاجی مشرف صاحب تہکال نے کتاب کی تکمیل میں مالی امداد کے ساتھ ساتھ کافی مدد فراہم کی اور دوسرے جناب ڈاکٹر عالم زیب صاحب جو کہ احقر کے چھوٹے بھائی ہیں نے کافی حد تک میرا ہاتھ بٹایا۔

جناب زلفت شاہ صاحب اور دوسرے دوستوں نے ہر قسم کی مدد فراہم کی یہاں خاص طور پر جناب محمد نزیر رانجھاصاحب جو کہ اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد میں لائبریرین ہیں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے بہت سا وقت احقر کو دیا اور احقر کے مسودے پر نظر ثانی کی۔

بہرحال اس کتاب کے بارے میں احقر کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس کا اندازہ آپ کو کتاب کے مطالعہ سے ہو جائے گا۔

محترم قارئین!

خداوندکریم و متعال کا ہزار بار شکریہ بلکہ لاکھ لاکھ حمد و ثنا کرتا ہوں جس نے اس ناتواں اور فقیر کو ایک عظیم شخصیت کی سیرت لکھنے کے قابل بنایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اِتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ تَسْلِيْمَاتُهٗ عَلَيْهِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

جب بندہ نے اس کتاب پر پہل پہل لکھنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے اس کے دل میں یہ نیک خیال پیدا ہوا کہ شرعی لباس میں ملبوس ہو جاؤ اور پیشواوں کے نقش قدم پر چلو اور اسلام کی روشنی کا پتنگ بن جاؤ جسکی بدولت بندہ کو شرعی لباس، پگڑی کا باندھنا، مسواک اور مسنون داڑھی رکھنا نصیب ہوا۔ اور اس کا المجاہد آباد شریف کے خادموں کی قطار میں شمار ہو گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ۔

اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اس کتاب کا ہر قاری اسی نیک خیال کو اپنے دل میں پائے گا۔ جناب حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کی کراماتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے حضور بڑے بڑے امراء نے بھی سکوت اور خاموشی اختیار کی آپ کی آواز اتنی شیریں اور تبلیغ اتنی پر تاثیر تھی کہ جس نے سامعین کو بھی رلایا اور اللہ کا فرمانبردار بنایا

جناب عبدالحلیم اثر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے بزرگوں

اور اولیاء اکرام رحمہم اللہ علیہم کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کے جہادوں اور سخاوتوں کی تعریفیں سنی ہیں۔ مگر جناب حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ موضع جالہ بیلہ ہشت نگر میں شرح جامی کتاب میں ہم جماعت اور ساتھی تھے۔ ان کا تقوی اور اخلاق بہت بلند اور قابل تعریف ہے

حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک بڑے عالم، متقی، موثر مبلغ اور سخی جوان تھے۔ بلکہ جہاد کے موقع پر سب مجاہدین سے آگے اسلحہ ہاتھ میں لیے شیر کی طرح دشمن کے مقابلے میں نکلتے تھے اور دشمنوں کی فوج کو زبردست شکست دیتے تھے

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کی آزادی کی مد میں دوسرے سرفروشوں کے ساتھ کتنی دفعہ انگریزوں کے ساتھ زبردست لڑائیاں لڑیں اور فتح حاصل کی پاکستان کی آزادی کے بعد ہندوستان کے مقابلے میں خود آزاد کشمیر حکومت نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو "فاتح کشمیر" اور "فخر کشمیر" کا خطابات دیے جو کہ آپ کے جہاد اور بہادری کے منہ بولتے ثبوت ہیں۔

اللہ تعالی بندہ کے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو اپنے دربار میں قبول و منظور فرمائے اور اسے ہمت عطاء فرمائے کہ بندہ بار بار ایسی عظیم ہستیوں کے حالات کو منظر عام پر لاتا رہے۔ آمین ثم آمین

فقط

خاکپائے اولیاء اکرام رحمہم اللہ علیہم

تحسین اللہ عمرزئی یوسف آباد (چارسدہ)

متصل پنجرہ زیارت مبارک

حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بروز جمعۃ المبارک بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ نمبر(۱)

جناب مولانا سمیع الحق صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت الحاج محمد امین صاحب ترنگ زئی قدس سرہ۔ اپنی مجاہدانہ خدمات خداداد صلاحیتوں مدحت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کشمیر اور نفاذ شریعت کے لئے بیش بہا خدمات کے بناء پر ناقابل فراموش شخصیت تھے منکرات کے خلاف عملی جدوجہد فرمائی اور اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی صاحب ترنگزئی کے عظیم مشن کو زندگی بھر آگے بڑھایا ایسی جامع شخصیات کی زندگی اور سوانح آنے والی نسلوں کے لئے مینارۂ رشد و ہدایت ثابت ہوتی ہیں مگر بدقسمتی سے پٹھانوں سے تعلق رکھنے والی ایسی تاریخی ہمہ گیر شخصیات کے شاندار خدمات اور سوانح پردہ عدم میں رہ جاتے ہیں تصنیف و تالیف تحقیق و تدوین کی طرف بے توجہی نے کتنے ایسے لعل و جواہر کی چمک و دمک کو نگاہوں سے ان کے وفات کے ساتھ مخفی کر دیا ہے حضرت حاجی محمد امین صاحب جیسی شخصیت کے افکار و سوانح خدمات و کمالات بھی مرتب و مدون شکل میں اب تک سامنے نہ آ سکے۔ بہرحال ''دیر آید درست آید'' حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے صاحبزادگان بالخصوص حضرت مولانا الحمد للہ صاحب جو ہمارے جامعہ حقانیہ کے فارغ التحصیل ہیں اور اپنے والد بزرگوار حضرت حاجی صاحب کے مسند و رشد و ہدایت کو سنبھالے ہوئے ہیں نے اس طرف خصوصی توجہ دی اور ان کے ایک ساتھی جوان صالح محترم جناب تحسین اللہ صاحب ایم اے بی ایڈ نے اس

عظیم اور انتھک کام کا بیڑا اٹھایا اور دو ڈھائی برس کی شبانہ روز محنت سے حضرت حاجی صاحب کی سوانح کا ایک عظیم ذخیرہ مرتب فرمایا جو اب کتابت و طباعت کے آخری مراحل میں ہے مولانا الحمد للہ صاحب حقانی اور تحسین اللہ صاحب پوری قوم کی طرف سے تبریک و تحسین کے مستحق ہیں اللہ تعالی اسے مقبولیت سے نوازے اور جلد منظر عام پر آسکے

والسلام

سمیع الحق
خادم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۹ جمادی الاول ۱۴۱۷
۲۲ ستمبر ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولانا مفتی فرید صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فقیر نے حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ صادق پابند شریعت عالم باعمل کے سوانح کو جگہ بہ جگہ مطالعہ کیا سوانح کے کاتب نے بہت کامل سعی کی ہے اللہ تعالی اس کو مقبول کرے

وما ذالک علی اللہ بعزیز
محمد فرید عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ نمبر(۲)

جناب مولانا محمد رحمت اللہ صاحب تنگی چارسدہ

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
وہ سپہ کی تیغ بازی یہ نگہ کی تیغ بازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اما بعد۔ امام عبداللہ الذہبی نے بہت خوب کہا تھا ”جو لوگ اپنی برگزیدہ اور انقلابی ہستیوں کے صحیح حالات سے واقف نہ ہوں اور نہ جانتے ہوں کہ ان کے رہنماؤں اور بزرگوں نے ملک و ملت کی کیا خدمت کی ہے۔ ان کے اعمال کیسے تھے ' کیا کرتے تھے اور کیا کہتے تھے۔ تو وہ لوگ تاریکی اور ظلمتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اسی ہی طرح وال گلبرٹ جرمنی کا ایک مفکر بھی لکھتا ہے۔ ”جو لوگ اپنے بزرگوں اور اسلاف کے صحیح حالات کا مطالعہ نہیں کرتے وہ ان کا مقام ہی نہیں پہچان سکتے!“ اس لئے قابل صد تحسین و مبارکباد ہیں جناب محترم تحسین اللہ صاحب جس نے مجاہد کبیر ' عالم با عمل عابد و زاہد فخر کشمیر مداح امام الانبیاء الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح لکھ کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مغفور کے عقیدت مندوں پر عظیم احسان فرمایا اور مریدین و منتسبین کے دلوں کی تسلی کے لئے سامان تسکین مہیا کیا۔

الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کے ان عظیم مجاہدین میں سے تھے جنہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے مقدس خون سے اہالیان کشمیر کو جہاد کا وہ لافانی جذبہ عطا فرمایا جو آج بھی زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عظیم مجاہد نڈر اور دلیر واعظ جامع شریعت و طریقت اور میدان سیاست کے مرد میدان تھے۔ حضرت الحاج رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں تقویٰ و طہارت ، عشق و محبت اور کمال اتباع اسلام کے ساتھ ساتھ تواضع و انکسار کا مجسمہ تھے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوبہ سرحد کے ضلع چارسدہ کے مردم خیز علاقہ ہشت نگر کے سرسبز و شاداب ، مجاہدین کی سرزمین عمرزئی میں خواب فرما ہیں۔ جس نے ماضی قریب میں بہت سے مجاہدین علماء اور صوفیاء پیدا کئے۔ ان میں دو آفتاب و مہتاب ایسے ہیں جن کے علم و زہد کی روشنی کبھی ماند نہ ہوگی۔ ان میں ایک شمس المعارف علامہ شمس الحق افغانی المتوفی ۱۹۸۳ء اور دوسرے مجاہد کبیر الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۹۵۸ء حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علوم دینیہ کے ماہر ، پشتو ،فارسی اردو ، عربی زبان کے بلند پایہ اور صاحب طرز شاعر اور ادیب تھے۔ آپ کے اشعار میں عالمانہ شان اور صوفیانہ رنگ جھلکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پڑھنے اور سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ ان بزرگان عظام میں سے تھے جن کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آتا تھا۔

گویا وہ اس حدیث مبارک کے مصداق تھے۔ "**العالیم من اذا رایتہ ذکرت اللہ تعالی** اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مندرجہ ذیل قول کے مصداق کامل تھے۔

من تعلم و علم و عمل فذاک یدعی عظیما فی ملکوت السماء جس

نے اپنے علم پر عمل کیا وہ عالم بالا میں عظیم کے لقب سے پکارا جائے گا۔
حضرت موصوف نے مسلمانوں میں تعلیمات اسلام پھیلانے کے لئے جماعت ناجیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کے خلوص اور روحانی تاثیر کی برکت تھی کہ مختلف طبقات کے ذی اثر حضرات آپ کی اس اسلامی اور تبلیغی تحریک میں دل و جان سے جوق در جوق شریک ہوتے جاتے تھے۔ اور اس وقت کی حکومت پر واضح کیا کہ دور حاضر کی تمام اقتصادی ، علمی ، اخلاقی ، معاشرتی اور عمرانی گتھیاں صرف اسلامی قانون ہی سلجھا سکتا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ اسلام کے خلاف ہر ازم کا سدباب اسلامی قانون کے سوا دنیا کا کوئی سخت سے سخت تعزیری قانون بھی نہیں کر سکتا۔ اسی ہی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جماعت ناجیہ کی طرف سے لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ شائع ہو کر اس وقت کے گورنر جنرل اور وزیراعظم کو مسلمانوں کی طرف سے بھیج دئے گئے جن میں کہا گیا تھا کہ اس ملک کی سلامتی اور امن و امان کا واحد ضامن صرف قانون اسلام ہے اور اس ہی مطالبہ کو اس وقت کے صدر ریاست سکندر مرزا کو اتمان زئی میں جبکہ شاہنواز خان مرحوم کے ہاں مدعو تھے بڑے زور کے ساتھ کہا تھا اور کہا تھا کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو اس مملکت سے حرف غلط کی طرح مٹا دے گا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ بہت جلد کرسی اقتدار سے ہٹا کر اپنے وطن سے ہزاروں میل دور انگریزوں کے وطن میں پناہ لے کر اس جہان سے چل بسے۔

یہ نور خدا کا ہے بجھائے نہ بجھے گا
کچھ دم ہے اگر تجھ میں تو آ تو بھی بجھا دیکھ

محترم موصوف کی اس کتاب میں حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موصوف کی

زندگی کے مختلف ادوار ہیں۔ جس کے پڑھنے سے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا اندازہ ہو جائے گا۔ میں نے یہ چند حروف لکھ کر اس کے نام لیواؤں میں اپنے آپ کو شامل کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہمیں صالح زندگی گذارنے کی توفیق بخشے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ **احب الصالحین و لست منهم لعل الله یرزقنی صلاحا۔** اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جناب محترم تحسین اللہ صاحب کی اس محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کے علم و عمل اور زندگی کے شب و روز میں برکت نصیب فرمائے اور اس کتاب کو عوام و خواص میں مقبول بنائے۔ آمین ثم آمین

مولانا محمد رحمت اللہ صاحب
تنگی چار سدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ نمبر(۳)

جناب مولانا محمد یوسف قریشی مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان

خطہ سرحد ایک انتہائی مردم خیز علاقہ ہے زندگی کے تمام شعبہ جات میں کئی ایک نامور افراد اس خطہ میں پیدا ہوئے ہیں۔

اتنے علماء و اولیاء اس خطے میں پیدا ہوئے ہیں کہ شاید برصغیر میں کہیں اور پیدا ہوئے۔

عبدالحلیم اثر صاحب نے اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے علماء و اولیاء افاغنہ کے نام سے جس میں تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

سرحد کی ایک نامور شخصیت حاجی صاحب ترنگ زئی کی ذات مبارکہ ہے جس کو دنیا جانتی ہے۔

ان کی خدمات اور انگریزوں کے خلاف جہاد سے بچہ بچہ باخبر ہے لیکن ان ہی کے ایک خلیفہ حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ اپنے مرشد کے صحیح معنی میں نائب اور خلیفہ ہیں۔

ان کی ساری زندگی جہاد فی سبیل اللہ اور معاشرتی برائیوں کے خلاف گذری ہے قید و بند اور لامثال قربانیوں سے ان کی زندگی کے اوراق مزین ہیں۔

والد محترم حضرت الحاج عبدالودود قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کے انتہائی قریبی اور محبت کے تعلقات تھے حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ اکثر پشاور میں ہمارے ہاں ہی قیام فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت میں بہت چھوٹا تھا لیکن ان کی بہت سی باتیں اور ان کی تقریریں یاد ہیں۔

وفات سے کچھ عرصہ قبل ہمارے جامعہ اشرفیہ مسجد مہابت خان میں ان کا انتہائی تاریخی بیان ہوا تھا پشاور میں انگریزوں کے زمانے میں قائم شدہ بے حیائی کا چکلا ان ہی کی مجاہدانہ کاوشوں سے ختم ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد پشاور کے ایک سینما کا نام فردوس رکھا گیا تھا انہوں نے اس نام کو بدلوانے کے لئے عظیم الشان جلوس نکالا اور اس سینما پر ان کی مریدین نے فائرنگ کی۔

لیکن اس وقت ظالم حکمرانوں نے ان کے اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا۔ مقام شکر ہے کہ ان کی اس آرزو کو اس ناکارہ نے دو سال قبل پورا کر دکھایا۔

اس کے خلاف جلوس نکالے اور تسلسل کے ساتھ اس سلسلہ میں جہاد کیا۔

اور الحمد للہ حکومت اور سینما مالکان اس سینما کا نام بدلنے پر مجبور ہو گئے یہ حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ مرحوم ہی کا فیض تھا ان کی یہ خواہش بھی ان کے وفات کے بعد رب العالمین نے پوری کر دی۔

مرحوم ہمارے ساتھ بے انتہا محبت فرمایا کرتے تھے اور والد صاحب پر تو اتنے مہربان تھے کہ اس کی تفصیلات کے لئے علیحدہ ایک کتاب چاہیئے۔ اتنے عظیم الشان مجاہد کے حالات زندگی کے متعلق اکثر لوگوں کو معلومات

نہیں ہیں۔

مقام شکر ہے کہ جناب تحسین اللہ نے حاجی صاحب ؒ کی حالات زندگی کے متعلق انتہائی قابل قدر معلومات جمع کی ہیں اور ایک قابل قدر کتاب تصنیف کی ہے۔

امید ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے لوگوں کو اس عظیم مجاہد کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں گی۔

جناب تحسین اللہ صاحب اس قابل قدر کاوش پر انتہائی مبارکباد کے قابل ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اس سعی مسعور کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں۔

محمد یوسف قریشی
مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان
رئیس الجامعہ اشرفیہ
خطیب تاریخی جامع مسجد مہابت خان پشاور
یکم ستمبر ۱۹۹۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ نمبر(۴)

جناب مولانا محمد سلامت اللہ صاحب یوسف آباد

محترم حاجی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرحوم و مغفور صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے مجاہدین کے اس طبقے کے سالار تھے۔ جو حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں نہ صرف انگریزی شہنشائیت کے خلاف برسرپیکار رہے۔ بلکہ ملک میں اسلامی اقدار کے فروغ اور ایک صحیح دینی مزاج رکھنے والی سوسائٹی کے قیام کے لئے بھی سالہا سال کوشاں رہے۔ اور ان کی جدوجہد کے نتیجے میں برپا ہونے والی تبدیلیوں کے آثار آج تک نظر آ رہی ہیں۔

زیر نظر کتاب حاجی صاحب مرحوم کی زندگی کے حالات پر مشتمل ہے جناب مولف محترم تحسین اللہ صاحب کی یہ کوشش نہایت ہی قابل قدر ہے جو قوم اپنے اسلاف کے کارناموں سے واقفیت نہ رکھتی ہو۔ اور اسلاف کے کارناموں کے درخشندہ مقاموں سے عبرت حاصل نہ کرتی ہو۔ وہ قوم کبھی سرخرو نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے افغان علماء اولیاء کرام اور دوسرے مصلحین کے کارناموں کو اجاگر کیا جائے۔

میرے خیال میں زیر نظر کتاب اس مقصد کو کماحقہ پورا کر رہی ہے محترم جناب تحسین اللہ صاحب نے یہ کتاب تالیف کر کے ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے اور ملت اسلامیہ افغانیہ کے ایک روشن ستارے کی حالات زندگی کو منضبط کرکے اس امت پر بڑا احسان کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اپنے اسلاف کی زندگیوں سے صحیح رہنمائی حاصل کرنے کی توفیق دیدے۔

اور مولف کو اللہ تعالیٰ اس سعی و کاوش کے بدلے میں اجر جزیل عطا فرمائے۔

آمین

محمد سلامت اللہ
المرکز الاسلامی سردار گڑھی
جی ٹی روڈ پشاور
یکم جون ۱۹۹۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ نمبر(۵)

جناب مولانا محمد ادریس صاحب دار العلوم نعمانیہ اتمانزئی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین۔

زیر نظر کتاب محترم بھائی تحسین اللہ صاحب نے حضرت مجاہد کشمیر حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات قلمبند کرکے بڑی سعادت حاصل کی تاکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کردار و زندگی کے واقعات منتشرہ یکجا کتابی شکل میں شائع ہو کر اقوام عالم کے لئے صراط مستقیم پر چلنے میں مد و معاون بن سکے۔ اللہ تعالی بھائی تحسین اللہ صاحب کی اس عمل کو قبول فرمائے۔

مجھ جیسے بے بضاعت آدمی کے لئے اس کتاب کی تقریظ کے سلسلہ کچھ لکھنا اپنے لئے بڑی جسارت محسوس کرتا ہوں لیکن محترم بھائی کے بار بار اصرار پر کتاب کی مناسبت سے کچھ لکھ کر کتاب مذکور کا ایک حصہ ہو کر میرے لئے ایک فخر ہوگا۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فقط ایک پیر طریقت نہ تھے بلکہ ایک عظیم مجاہد رہنما تھے جنہوں نے باطل کے ہر میدان میں حدیث پاک کے اس جملہ کا عملی مصداق تھے کہ **من رای منکم منکرا" فلیغیرہ بیدہ فان لم تستطع فبلسانہ** الحدیث یعنی شریعت کے خلاف جو منکر دیکھا اول ہاتھ

۔۔ور۔ پھر زبان سے فوراً مخالفت کر کے اصلاح فرماتے اور یہی وجہ ہے کہ ایام زندگی میں صدر پاکستان مرزا سکندر کو گریبان سے پکڑ کر فرمایا کہ روز قیامت میں میرا ہاتھ اور تمہارا گریبان ہوگا۔ کیا اس زمانہ میں بھی کوئی ایسا اقدام کرے گا نہ ہرگز نہ۔

چونکہ قبلہ گاہ محترم حضرت مفتی مولانا شہزادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی صاحب کے تقریباً ہر سفر میں رفیق رہ چکے ہیں وہ فرماتے تھے کہ حاجی صاحب پر عشق نبوی اتنا غالب تھا کہ کسی بھی میدان میں تھوڑا سا خلاف سنت برداشت نہ کر سکتے ان کی مجاہدانہ کردار کے واقعات کتاب مذکور میں آئیں گے لیکن میں جب بھی صحابہ کرام کی تاریخ دیکھتا ہوں اور پھر خصوصاً حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے حالات نظر سے گزرتے ہیں تو فوراً حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذہن پر آ جاتے ہیں۔ ویسا یہ تو ہمارا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام اعلیٰ درجہ کے اولیاء گزرے ہیں۔ اور تمام اولیاء کرام ان کے خاک پا کے برابر بھی نہیں لیکن جیسا بھی حضرت عمر فاروقؓ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار تھے اور ہر موقعہ پر معمولی سی بے ادبی اور خلاف شریعت کام پر برہم ہوتے اور تلوار نکالتے اس کی مثال اسی صدی میں حضرت حاجی صاحب ۔۔۔ تھے کہ شریعت کی ادنی سی خلاف دیکھ کر پسینہ پسینہ ہوتے اور اس وقت تک دم نہ لیتے کہ اس کی اصلاح بایعد یا باللسان نہ کرتے یوں تو ہر آدمی بحیثیت مسلمان جب کافروں کے ظلم و تشدد سن لیتے ہیں تو جذبات شدت میں آ کر جذبہ جہاد پیدا ہوتا ہے لیکن عملی میدان میں پھر بزدلی۔ اور یقیناً جیسا کہ آج اطراف پاکستان میں کشمیر و افغانستان کی زمین ہمیں نصرت کے لئے پکار رہی ہے۔ لیکن ہم صرف زبان سے مظلومان کشمیر

و افغانستان پر صرف آہ کر کے کفار کے لئے بددعا کرتے ہیں لیکن جب حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ارض کشمیر نے للکارا تو فوراً" مع اپنے مریدین کے میدان میں اتر آئے اور عملی طور پر خوشی لبیک کہتے ہوئے کفار کے مقابلہ میں آہنی دیوار بن گئے۔ آہ افسوس کہ آج ان کے تمام معتقدین حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فی صد حقیقی وارث ہوتے ہائے افسوس کہ آج بھی حاجی آباد باطل کے مقابلہ کے لئے رباط جہاد کا اڈہ ہوتا۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اصلاح الناس کے سلسلہ میں عوام کی ایک بڑی جم غفیر کے لئے ایک داعی ہدایت تھے اور اکثر لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے پابند شریعت بن گئے یہاں تک کہ حکمت کے ساتھ اپنے دور کے پیر حضرات اور علماء کرام کی اصلاح پر بھی توجہ دی اور ہر ہر پیر اور عالم کے ہاں جا کر ایک مخصوص الہامی حکمت عملی کے تحت ان کی اصلاح کر گئے۔ میرے قبلہ گاہ حضرت شیخ الحدیث مولانا شہزادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اول اول جب حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آئے تو میں اپنی مسجد میں تھا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں داخل ہوئے ان کے ساتھ فقہ کی ایک کتاب تھی اور مجھ سے نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھنا چاہا میں نے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہچانا صرف ایک نیک آدمی تصور کر کے طریقہ نماز سکھلائی پھر مجھے فرمایا کہ مولوی صاحب اب آپ کتاب کو دیکھ لیں میں نماز پڑھتا ہوں آپ نگرانی فرمائیں کہ میں درست پڑھتا ہوں یا نہیں۔ میں متوجہ ہو کر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت خشوع و خضوع سے آہستہ آہستہ نماز پڑھنے لگے نماز ختم ہوئی تو رخصت ہوئے۔ چند دن بعد میں راستہ پر جا رہا تھا دیکھتا ہوں کہ وہی آدمی حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے نماز پڑھا رہا ہے اور علامہ ان کو دیکھ رہا

پھر معلوم ہوا کہ تقریباً" تمام علماء کرام کے ساتھ انہوں نے یہی عمل اس لئے نہیں سمجھا کہ یہ آدمی خود عالم ہے نماز جانتا ہے اسی طریقہ کو اختیار کر کے علماء کرام کو نماز کے طریقہ کی طرف متوجہ کروانا ہے۔ کہ جو لوگ والی نماز پڑھتے تھے تاکہ ان کی اصلاح ہو کہ نماز کے آداب پر عمل کر کے وہ خشوع سے نماز پڑھیں اس لئے کہ ایک عالم کو یہ کہنا کہ آپ نماز ٹھیک ٹھیک درست پڑھیں ان الفاظ سے مذکورہ طریقہ زیادہ موثر ہوگا یہی وجہ تھی کہ علماء وقت بھی حاجی صاحب اور ان کی تحریک کو اچھی نظروں سے دیکھ رہے تھے اور ان کی تحسین کرتے جاتے تھے۔

قبلہ گاہ ان کی خاص صاحب مشاورت تھے ہر کام ان سے مشورہ لیتے اور یہاں تک ان کو اپنے تبلیغی جماعت ' جماعۃ ناجیہ صالحہ کا مفتی اعظم بنایا۔ وہ فرماتے کہ قسم ہے میں نے حاجی صاحب جیسا آدمی کہیں نہیں دیکھا۔ فرماتے تھے کہ میں اور حاجی صاحب ایک دفعہ سوات گئے۔ والی سوات سے ملاقات ہوئی تو والی صاحب نے کہا کہ میں نے اپنے لئے قبر بنائی ہے۔ اس کو دیکھ لیں تو والی صاحب نے ہم کو وہ قبر دکھائی سنگ مرمر کی اعلیٰ قبر بنائی تھی۔ جونہی حاجی صاحب نے دیکھا کچھ تامل کے بعد فرمایا کہ والی صاحب خود کو قبر کے لئے بناؤ نہ کہ قبر اپنے لئے۔ بس یہ تھوڑا سا جملہ تھا اس کا والی صاحب پر اتنا اثر ہوا کہ وہ رویا اور علم دین سیکھنے لگا۔ قبلہ گاہ صاحب حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سفرحج کے جو واقعات بیان فرماتے وہ انشاء اللہ کتاب میں آئیں گے اس سے حاجی صاحب کا عمل عشق نبویؐ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں حاجی صاحب کے کردار اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔

زیر نظر کتاب میں برادر مکرم تحسین اللہ صاحب نے جو کوشش کی ہے لائق تحسین ہے زن نے واقعات جمع کرنے میں نہایت جدوجہد کی ہے۔ اور حاجی صاحب کے خلفاء و متعلقین سے بار بار مراجعت کی ہے۔ جس سے حاجی صاحب کا زندگانی خاکہ محفوظ ہوا اللہ تعالیٰ ان کو اس عمل کا ثمرہ نصیب فرمائے اور کتاب مذکورہ ہمارے لئے ذریعہ ہدایت و عبرت بنائے۔

آمین

مولوی محمد ادریس ترنگ زئی
حالاً استاد حدیث دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی
۲۵-۹-۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله الذى زين السماء الدنيا بمصابيح و جعلها رجوما للشياطين و زين الارض بالرسل و الدنيا بالاولياء و العلماء و جعلهم حججا و براهين يرفع بهم الظلمات والشكوك من العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين و خاتم النبيين محمد و آله و اصحابه و اتباعه اجمعين الى يوم الدين و رحمة اللّٰه تعالىٰ على اساتذتنا و مشائخنا واسلافنا و اولادنا و اصحابنا و جميع المؤمنين۔

اما بعد: یہ فقیر ۱۹ اگست ۱۹۹۶ء کی صبح نو بجے اسلامی نظریاتی کونسل کی لائبریری (سیکٹر جی ۵/۲۔ اسلام آباد) میں بیٹھا تھا کہ دو معزز مہمان تشریف لائے۔ یہ وہی دو حضرات گرامی قدر تھے جن سے سرسری ملاقات حضرت پیر ابوالخیر عبداللہ جان۔ مدظلہ کے آستانہ خیریہ (اسلام آباد) پر ہوئی تھی جب [illegible] جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی کے ہمراہ زادالمتقین تصنیف لطیف الشریف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مخطوطہ لینے محترم پیر صاحب کے ہاں حاضر ہوا تھا۔ ان مہمانوں میں سے ایک حضرت صاحبزادہ الحاج مولانا [illegible] مدظلہ اور دوسرے جناب تحسین اللہ تھے۔

جناب تحسین اللہ نے ایک مسودہ اس ناچیز کی جانب بڑھاتے ہوئے [illegible] یہ ’’تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر کشمیر حضرت الحاج محمد امین [illegible] ہے جو بندہ نے تالیف کیا ہے۔ بندہ اور حضرت صاحبزادہ الحاج مولانا [illegible] صاحب۔ مدظلہ کی خواہش ہے کہ آپ اس پر نظر ثانی کریں۔

اس فقیر نے عرض کیا کہ بندہ اس کام کو بزرگوں کا فرمان سمجھ کر انشاء اللہ ضرور سرانجام دے گا لیکن ۲۸ ستمبر ۱۹۹۶ء تک ایم اے عربی کے امتحانی شغل میں مصروف ہوں۔۔۔۔۔۔۔ انتہائی مختصر قیام کے بعد دونوں صاحبان واپس تشریف لے گئے

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ عاجز کو ۱۹۶۹ء میں سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بسط اللہ ظلہم العالی۔ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقش بندیہ مجددیہ۔ کندیاں ضلع میانوالی کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا (اللہ تعالیٰ اس نسبت پاک پر آخری سانس تک استقامت عطا فرمائے آمین) جس کی بدولت اول اللہ تعالیٰ نے دینی رجحان نصیب فرمایا اور پھر اہل دل و اہل علم و فضل کی زیارت و ملاقات کا ذوق عنایت فرمایا اور یوں صوفیائے عظام اور اولیاء کرام کی محبت و عقیدت اس ناچیز کی زندگی کا سرمایہ بن گئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آخری دم تک اس پر قائم رکھے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

خانقاہی نظام نے برصغیر پاک و ہند افغانستان ، بلخ و بخارا ، ترکستان ایران اور مشرق وسطیٰ کے علاقوں میں جس للہیت و معرفت الٰہی کے چراغ جلائے ان کی روشنی سے نہ صرف شہر اور ملک جگمگائے بلکہ کفرستانوں میں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدائیں گونج اٹھیں اور اس کی ضیا پاشیاں ہر طرف بکھر گئیں اور لاکھوں انسانوں کی تاریک وادیاں نور ایمان سے منور و تاباں ہو گئیں اور کروڑوں دل اسلام کے پختہ و شیریں ثمرات سے لذت

روا ہو گئے۔

انہی خانقاہوں میں بوریا نشیں رہنے والے عرفا اور صلحا نے جہاں لوگوں کو ذکر و وظائف عبادت و ریاضت اور سنت و اتباع نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جادۂ مستقیم پر گامزن کیا وہاں انہوں نے علم و فضل سے بھرپور اور لبریز سینکڑوں کتب تصنیف و تالیف فرما کر لوگوں کے اذہان و ایقان کی روحانی تشنگی کو مٹانے کا سامان فراہم فرمایا شاید ایسے ہی عارفان حق کے بارے میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے کہا ہے

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

نقشبندیہ ' قادریہ ' چشتیہ اور سہروردیہ سلاسل کے پیروکاروں نے اپنے سلاسل کی ترویج و ترقی کو دین اسلام کی سربلندی اور عظمت کا ذریعہ بنایا۔ آج بھی حقیقی تصوف کے پیروکار اسی روش اسلاف پر چل رہے ہیں اور تصنیف و تالیف کے ذریعے شجر اسلام کی آبیاری کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ کسی غیر معروف شخصیت کو متعارف کرانا انتہائی مشکل کام ہے لیکن اس خاکسار کے خیال میں کسی معروف و مشہور بزرگ شخصیت کے بارے میں لکھی جانے والی کتاب کے متعلق اظہار خیال کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے کیونکہ اس بزرگ شخصیت کے اخلاق و کردار اور کارناموں سے ایک زمانے کے لوگ آشنا ہوتے ہیں لہٰذا اگر کوئی ایسی بات لکھ دی جائے جو ان کے اوصاف کے منافی ہو یا کوئی اہم بات جس کا پیش کرنا ضروری ہو وہ نوک قلم پر سے رہ جائے تو پھر

قیامت کی نظر رکھنے والے معاف نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔ لیکن جب کوئی محترم اور بزرگ شخصیت حکم فرما دے کہ یہ کام تمہیں کرنا ہے تو پھر پاس ادب کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ

سر تسلیم خم ہے

"تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ پر نظر ثانی کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا تو جناب تحسین اللہ کی زبانی حضرت صاحبزادہ الحاج مولانا الحمدللہ صاحب مدظلہ کا حکم ثانی یہ ملا کہ اس "تذکرہ" پر مقدمہ بھی لکھو۔ لہٰذا انتہائی عجز کے ساتھ چند کلمات پیش خدمت ہیں جو "مقدمہ" کے زمرے میں ہرگز نہیں آتے۔ وہ بھی صرف اس لئے کہ یہ فقیران مبارک ہستیوں کے نام لیواؤں میں شامل ہو جائے اور ان کے تذکروں کے ہمراہ اس ناچیز کا بھی نام آجائے اور اگر فضل ربی شامل حال ہو جائے تو شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے۔ بس رب قدوس سے التماس ہے کہ وہ ان الفاظ کو شرف قبولیت بخشے۔

یوں تو تاریخ اسلام کے ابواب مجاہدین اسلام اور صوفیائے عظام کی سنہری کارناموں سے بھرے پڑے ہیں لیکن اس میں جو نمایاں گوشے ہیں ان میں ایک اشاعت دین دوسرا جہاد اور تیسرا معاشرے کی دینی و اخلاقی بنیادوں کے استحکام کے لئے کوشش سے عبارت ہیں اس کتاب کے فاضل مولف جناب تحسین اللہ نے حضرت الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار مذکورہ بالا تینوں پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کیے ہیں جن کی تفصیل فہرست ابواب میں دیکھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے یقیناً" حضرت الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ پر اس سے قبل لکھی جانے والی چند کتب سے کہیں زیادہ مفصل، جامع اور

منفرد کتاب تالیف کر دی ہے۔

حضرت الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت علاقہ خلیل مہمند (پشاور) کے گاؤں سلیمان خیل میں قبیلہ خان خیل کے ایک خوشحال گھرانے میں جناب محمد اسعد خان کے ہاں تقریباً ۱۹۰۱ء میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم کا آغاز چھوٹی عمر میں شیخ محمدی کے پرائمری سکول سے ہوا جس کے ہمراہ قرآن مجید کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہا ۱۹۲۰ء (۳۹۔ ۱۳۳۸ھ) تک اپنے آبائی گاؤں سلیمان خیل میں زیر تعلیم رہے۔ بعد ازاں اسلامی علوم کی تکمیل کے لئے کیملپور کے گاؤں شینکئی اور چارسدہ کے علاقہ ہشتنگری میں قیام پذیر رہے۔

علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد روحانی علوم حاصل کرنے کا عزم فرمایا اور اکوڑہ خٹک (نوشہرہ) کی معروف روحانی شخصیت حضرت سید مہربان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور سات سال تک ان سے کسب فیض کیا۔ بعد ازاں ضلع کوہاٹ کے علاقہ دوآبہ میں اس زمانے کے معروف پیر طریقت حضرت مولانا محمد عمر شاہ صاحب المعروف کربوغہ ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء) دست مبارک پر سلسلہ قادریہ میں تجدید بیعت کر لی۔ ان کے انتقال فرمانے پر علاقہ آزاد مہمند کے ایک گاؤں غازی آباد سرخ کمر کے معروف روحانی پیشوا حضرت حاجی سید فضل واحد (م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء) المعروف بہ حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو گئے اور انہوں نے آپ کو سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ میں خلعت خلافت عنایت فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ سلسلہ سہروردیہ اور چشتیہ میں حضرت پائندہ محمد رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ استاد

صاحب ہڈہ شریف کے خلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح تصوف کے چاروں معروف و کبائر سلاسل میں آپ مجاز کامل تھے۔ تقریباً" ۵۸/۵۷ برس کی عمر میں آپ نے بروز ہفتہ بوقت چار بجے صبح بتاریخ ۳ مئی ۱۹۵۸ء بمطابق ۱۱ ذی القعدہ ۱۳۷۷ھ کو انتقال فرمایا اور مجاہد آباد ' عمر زئی ضلع چارسدہ میں آسودہ خاک ہوئے۔

بنا کر وند خوش رسمی بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

آپ کی شخصیت کے بہت سارے نمایاں پہلو ہیں۔ مثلاً" عظیم مجاہد و غازی و سپہ سالار ' حق گو اور بیباک مبلغ و مصلح و مقرر ' متقی و منصف قاضی اور کامل مرشد و رہبر ' زیر نظر کتاب میں آپ کی مجاہدانہ و قائدانہ سرگرمیوں کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک بہادر و جری سپہ سالار اور مجاہد اسلام کی حیثیت سے انگریزوں کے خلاف جہاد کرتے رہے اور اس سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ افغانستان کے محاذوں پر داد شجاعت دینے کے علاوہ آزاد کشمیر کے جہاد میں سری نگر تک آپ نے اسلام کی سربلندی کے لئے سفر کیا اور مختلف محاذوں پر مجاہدین اسلام کی سرپرستی فرما کر بھارتی سورماؤں کو شکست سے دوچار کیا۔ جب آپ کو اس علاقے میں اسلامی عدالت کی سربراہی سونپی گئی تو آپ نے بڑے مدلل اور دانشمندانہ شرعی فیصلے صادر فرمائے جن کا نمونہ اس کتاب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ جہاد کشمیر میں آپ کی عظیم قائدانہ صلاحیتوں اور مجاہدانہ خدمات کے اعتراف میں ۲۳ جولائی ۱۹۴۹ء کو حکومت پاکستان نے آپ کو "فخر کشمیر" کا خطاب دیا۔

آپ نے ۱۹۴۶ء بمطابق ۱۳۶۵ھ جماعت ناجیہ صالحہ قائم فرمائی جس نے جہاد کشمیر، استحکام پاکستان اور اصلاح معاشرہ کے لئے بے پناہ خدمات اور کارنامے سرانجام دیے۔ اس جماعت نے آپ کی سرکردگی میں پاکستان کے اندر اسلامی اقدار کے احیاء اور اسلامی آئین کے اجراء کے لئے بہت نمایاں کوششیں جاری رکھیں اس سلسلے میں اپ نے پاکستان کی سرکردہ سیاسی، مذہبی اور روحانی شخصیات سے ملاقاتیں کیں جن میں قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تک کے نام شامل ہیں۔ دوسری طرف پاکستان کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کو دبانے کے لئے آپ سرگرم عمل رہے۔ مثلاً" جب وزیرستان کے فقیر اے پی نے پاکستان کے خلاف بغاوت کی تو حکومت پاکستان کی درخواست پر آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے اس فتنے کو دبا دیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے لاہور میں منعقد ہونے والی ۲۴ فروری ۱۹۵۳ء کی کانفرنس کی صدارت آپ نے فرمائی اور ناموس رسالت ماب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خاطر نو ماہ تک گجرات اور راولپنڈی کی جیل میں بند رہے فتنہ مرزائیت اور فتنہ انکار حدیث کی ڈٹ کر مخالفت کی۔

ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے بھی آپ کے کارنامے ناقابل فراموش ہیں آپ نے مختلف سیاسی، سماجی، مذہبی اور روحانی تحریکوں میں پاکستان کی بقا اور دین مبین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ زیر نظر کتاب میں ان سب موضوعات پر بڑی شرح و بسط سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عقیدت جزو ایمان ہے اور ہر

مسلمان کو حقیقی کامرانی اور دنیا و آخرت کی سرخروئی اسی جذبے کی بدولت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت الحاج محمد امین ﷫ کو سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی سنت مطہرہ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ خلاف سنت کام یا عمل ہوتا ہرگز نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بڑے سے بڑے آدمی کو بھی خلاف سنت عمل کرتے دیکھتے تو ہاتھ سے روک دیتے اور سب کے سامنے اسے کھری کھری سنا دیتے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عظیم مبلغ تھے۔ پشاور میں قحبہ گری اور سینما بازی کا خاتمہ فرما دیا تھا۔ چھ بار زیارت حرمین شریفین کے لئے ملک عرب کا سفر کیا۔ روضہ رسول اکرم ﷺ کے سائے میں بیٹھ کر حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی مدح میں نعتیں کہتے رہے۔ عرب میں جاتے تو ننگے پاؤں رہتے یہ آپ کے دیار حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عقیدت کا زندہ ثبوت ہے۔ آپ نے عربی، فارسی، پشتو اور اردو میں متعدد کتب نظم و نثر میں تصنیف فرمائیں جن میں سے اکثر زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو چکی ہیں۔ آپ کا نعتیہ کلام۔ حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے بے پناہ عشق و محبت کا مظہر ہے۔ اور آپ کا ہر شعر سادہ رواں اور مقبول عام اسلوب میں کہا گیا ہے اس کے علاوہ آپ نے اصلاحی اور مذہبی موضوعات پر بھی نظمیں لکھی ہیں نیز نظم و نثر میں مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے۔ جناب تحسین اللہ نے آپ کے مذکورہ بالا جملہ محاسن اور اوصاف کو اپنی کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔

حضرت الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت روحانی پیشوا

آپ سلاسل نقشبندیہ ' قادریہ ' چشتیہ اور سہروردیہ میں مجاز کامل تھے۔ اس طرح اندرون و بیرون ملک آپ کے وابستہ گان کی تعداد لاکھوں میں تھی جنہوں نے آپ کے مشن اور تحریک کو تاحال جاری رکھا ہوا ہے۔ آپ کے خلفائے طریقت کی تعداد کتاب میں چون (۵۴) دی گئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاں زبان ' قولی اور عملی جہاد میں برسرپیکار رہے وہاں آپ نے تشنگان جادہ حق کے طالبان اور راہ رووٴں کی رہنمائی اور دلجوئی بھی بڑھ چڑھ کر فرمائی اور سینکڑوں دلوں کو تزکیہ نفس اور قرب الٰہی کی لذت سے بھی آشنا فرمایا ہے۔ زیر نظر کتاب میں "باب کرامات" میں اہل تصوف کے لئے آپ کی زندگی کے متعدد واقعات جمع کیے گئے ہیں جن میں آپ کے صاحب کشف و کرامت ہونے کا بین ثبوت موجود ہے۔ بقول علامہ اقبال

پس طریقت چست اے والا صفات
شرح را دیدن بہ اعماق حیات
قرآن رہے پیش نظر یہ ہے شریعت
اللہ رہے پیش نظر یہ ہے طریقت

مشتے از خروارے کے مصداق مذکورہ بالا واقعات پیش کرنے کے بعد فقیر کی گزارش ہے کہ قارئین کو زیر نظر کتاب میں حضرت الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور شاعری کے بارے میں بہت کچھ ملے گا اور صاحبان نظر ان شاء اللہ بہرہ مند ہوں گے۔

"تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم و فخر کشمیر حضرت الحاج محمد

امین رحمۃ اللہ علیہ" کی تالیف و تدوین میں جس محنت شاقہ اور صدق دل کا مظاہرہ جناب تحسین اللہ نے کیا ہے وہ لائق ستائش ہے۔

احقر نے اس مسودہ کو شروع سے آخر تک متعدد بار پڑھا اور جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوئی اصلاح کر دی ہے۔ قارئین کو اس میں جتنی خوبیاں نظر آئیں وہ حضرت الحاج محمد امین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صاحبزادہ الحاج مولانا الحمد للہ مدظلہ کی برکات اور جناب تحسین اللہ کی محنت شاقہ کی مرہون منت ہیں اس خاکسار کا اس میں کچھ کمال نہیں۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔

خاکسار محمد نذیر رانجھا غفرذنوبہ و ستر عیوبہ
۵ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ / ۱۶ دسمبر ۱۹۹۶ء
سی بی ۱۳۱ ' محلّہ غازی آباد
کمال آباد ' راولپنڈی۔ صدر

باب اول

عام حالات زندگی

خاندانی پس منظر

حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد لواڑگی کے رہنے والے تھے۔ اور وہاں سے دشمنی کی بنا پر سلیمان خیل منتقل ہوئے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دادا ولی خان بابا انگریزوں کے 102nd بمبئی گرنیڈئیر - میں صوبیدار تھے مگر پھر بھی اپنے ساتھ جیبی سائز کا قرآن شریف رکھتے تھے اور اکثر پہاڑوں میں جا کر تلاوت کرتے تھے ولی خان بابا نے اپنے بیٹے اسعد خان (جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار تھے) کو ایک دن نصیحت کی کہ بیٹا میں نے آپ کے لیے بہت سا مال جمع کیا ہے۔ میری نصیحت یاد رکھنا کہ زندگی میں کبھی دو کام نہ کرنا ایک جوابازی اور دوسرا طوائفوں کی ساتھ عیش و عشرت کیوں کہ اگر تم نے ان دونوں کاموں میں دلچسپی لی تو نہ صرف یہ کہ وہ تمام مال جو کہ تم ساری زندگی بیٹھ کر بھی ختم نہیں کرسکتے تھوڑے ہی دنوں میں ختم ہو جائے گا بلکہ تم کنگال ہو جاؤ گے۔

جب ولی خان بابا اپنے بیٹے اسعد خان کو یہ نصیحت کر رہے تھے تو اس وقت کسے خبر تھی کہ اسعد خان کے گھر ایک عظیم بیٹا پیدا ہوگا جو ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دے گا۔ کہ دنیا دیکھ کر حیران رہ جائے گی۔ اور لوگوں کو خلافت راشدہ کا دور یاد آجائے گا جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے کہ ولی خان بابا خاندانی دشمنی کی وجہ سے اپنے علاقے لواڑگی سے سلیمان خیل آگئے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے بھائی کو کسی دشمن نے قتل کر دیا تھا جس کا بدلہ انہوں نے ان کے تمام خاندان کو تباہ کرکے لیا۔ اور پھر اپنے دوسرے بیٹے اسعد خان کی

---

(۱) [illegible] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۳۱

حفاظت کی خاطر سلیمان خیل منتقل ہو گئے تھے۔ تاکہ دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو۔ یہاں آکر انہوں نے ۶۰ ایکڑ زمین خریدی اور باقی زندگی سلیمان خیل میں بسر کی[لہ]

[لہ] ذاتی ڈائری جناب عرفان اللہ صاحب فرزند ارجمند حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خالہ کی بیٹی جو کہ سلیمان خیل میں رہائش پذیر تھیں اور کچھ عرصہ ہوا فوت ہو چکی ہیں ۔ ان سے نقل کیا ہے جس پر ۹۷۔۳۔۱۳ تاریخ درج ہے

ولادت

دنیا کا یہ چمکتا اور روشن ستارہ علاقہ خلیل مہمند (پشاور) کے خاندان
…ان خیل میں بمقام سلیمان خیل جناب اسعد خان کے ہاں طلوع ہوا۔ آپ کی
تاریخ پیدائش کے بارے میں مصنفین کی مختلف آراء ہیں۔

راقم الحروف کی معلومات کے مطابق حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی
پیدائش کا سال ۱۹۰۱ء بنتا ہے۔ آپ کا پاسپورٹ جو کہ ۱۹۵۱ء کا بنا ہے اس میں
آپ کی عمر ۵۰ برس لکھی ہے۔

آپ لنڈی کوتل خیبر ایجنسی کے مشہور خلیل مہمند قوم کے شیخ محمد خیل کی
ذیلی شاخ عالم خان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد صاحب نے آپ (رحمۃ اللہ علیہ)
کا نام ''امین خان'' رکھا مگر آپ کو یہ نام پسند نہیں تھا جسکی وجہ سے آپ نے
اپنا نام امین خان کے بجائے محمد امین رکھ لیا۔

ماحول اور بچپن

آپ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ ماحول قطعاً" آپ کے مزاج
کے خلاف تھا۔ آپ کے والد بزرگوار کی زندگی امرانہ ٹھاٹھ باٹھ اور طرز ادا
والی تھی۔ جب کہ اس کے برعکس حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) بچپن ہی سے
مذہبی رجحان رکھتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے آپ سے بہت عظیم کام لینے تھے
اس لیے آپ کو اس ماحول سے متنفر فرمادیا۔ آپ کے والد صاحب نے آپ کو
دنیاوی تعلیم کی طرف راغب کرنا چاہا لیکن آپ کی طبیعت و مزاج دینی اور

روحانی تعلیم کی طرف مائل تھی۔ لہٰذا آپ نے دنیاوی تعلیم کے حصول سے انکار کر دیا۔

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم آپ نے شیخ محمدی کے پرائمری سکول اور بعض محققین کی رائے کے مطابق ماشو خیل کے پرائمری سکول میں حاصل کی۔ چوتھی جماعت پاس کرنے کے بعد آپ کے والد صاحب نے آپ کے لیے پانچویں جماعت کی کتابیں خریدیں تو آپ نے اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ ان کتابوں میں انگریزی ہے اور میں انگریزی کتابیں پڑھنا نہیں چاہتا۔ مگر والد صاحب اصرار کرتے رہے کہ ضرور بہ ضرور آپ پڑھیں گے۔ جب بہت مجبور کیا گیا تو آپ نے انگریزی کتابوں پر مٹی کا تیل ڈال کر انہیں جلا ڈالا

اس وقت آپ کے محلے کی مسجد میں جناب محمد اعظم ملا صاحب عرف کوٹے ملا صاحب تھے (اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے)

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے خلاصہ اور پنج گنج کتب شروع کیں ۔ چونکہ گرمیوں کا موسم تھا۔ اس لئے گرمی کی وجہ سے لوگ رات کو اپنے مکانوں کی چھتوں پر سوتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی رات کو اپنے مکان کی چھت پر سوتے تھے کتاب پنج گنج کے اشعار بہت ہی خوش آوازی سے گنگناتے تھے اللہ تعالی نے آپ کو نہایت خوش الحانی سے نوازا تھا۔

ذاتی ڈائری جناب مولانا عبدالجلیل صاحب شیخ محمدی جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں شمار ہوتے ہیں

آپ کے استاد محترم نے کہا: امین خان ذرا اونچی آواز سے پڑھو (چونکہ احقر
اس سے پہلے عرض کر چکا ہے کہ آپ کا نام امین خان تھا جس کو بعد میں آپ
نے تبدیل فرما لیا تھا) اس کے بعد آپ نے اونچی آواز سے اشعار پڑھنے
شروع کیے اور آپ کے استاد محترم بہت خوش ہوئے

انگریز اور انگریزی تعلیم سے نفرت

جب والد صاحب نے انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اصرار کیا
اور کہا کہ میں آپ کے لئے نئی کتابیں لایا ہوں۔ لہذا پانچویں جماعت پاس کر لو
پھر بالکل نہ پڑھنا اس پر آپ کی والدہ صاحبہ نے کہا کہ ان کتب کو تو انہوں
نے جلا ڈالا ہے۔ اس پر آپ کے والد صاحب اپنے ارادوں سے باز آگئے آپ
پر اللہ تعالی کا شروع ہی سے فضل و کرم تھا کہ بچپن ہی سے انگریز اور انگریز
تعلیم سے سخت نفرت تھی۔ آپ کی انگریزی تعلیم سے نفرت آپ کے ان
اشعار سے عیاں ہوتی ہے جو آپ نے بچپن میں ارشاد فرمائے۔

قرآن دِ وے پریخود پہ تعلیم دانگریزی
افسوس مالہ راځی

آمینہ! جارہ دخپل اسلام پہ غم
چہ قرار نہ شے یودم

پښتنه دِ قوم پریخود، دا دِ دہ سرفرازی
افسوس مالہ راځی

تم نے انگریزی اور غیر مذہبی تعلیم کی خاطر قرآنی تعلیم چھوڑ دی۔ جس

پر مجھے بہت افسوس ہے۔ اے محمد امین اپنے اسلام کے غم میں غمگین رہو اور
اس فکر میں ہر وقت مصروف رہو۔

جس نوابی اور سرداری کے لئے تم نے اپنی انا اور غیرت کو بھلا دیا ہے
اس پر مجھے بے حد افسوس ہے

شعر و شاعری اور نعت گوئی کا ذوق

ایک دن آپ نے اپنے استاد محترم کوٹے ملا صاحب سے کہا کہ اس خلاصہ کو پشتو کے اشعار میں تبدیل کر دوں جس پر آپ کے استاد محترم نے کہا کہ اس طرح خلاصہ کا لکھنے والا ثواب سے محروم ہو جائے گا۔ کیونکہ پھر لوگ تمہارے اشعار کو پسند کریں گے۔ اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کو شروع ہی سے حمد و ثنا اور نعت گوئی کا شوق تھا۔ آپ نے اپنے استاد محترم کے ادب و احترام کی وجہ سے ایسا نہ کیا۔ کیونکہ آپ بچپن ہی سے نہایت مؤدب تھے انہوں نے جو کچھ بھی پایا۔ ادب ہی کی وجہ سے پایا

یہاں سے پھر آپ بڈھ بیر نامی گاؤں میں دینی تعلیم کی غرض سے چلے گئے جو کہ سلیمان خیل سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں جناب قطب الدین صاحب سے ''یوسف زلیخا'' (مصنف عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) اور دوسری کتابیں پڑھیں[۵] ☆

آنے جانے کے لئے والد صاحب نے ایک گھوڑا خریدا تھا۔ ایک دن آپ گھوڑے سے گر گئے جس کی وجہ سے آپ کا ایک ہاتھ ٹوٹ گیا جو کہ

---

[۵] روایت جناب خان محمد صاحب بڈھ بیر ناظم جماعت ناجیہ بڈھ بیر

آخر ہی وقت تک ٹھیک نہ ہوسکا یعنی اس میں ایسا نقص رہ گیا تھا جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھ میں معمولی ٹیڑھاپن تھا۔[۵]

اپنے وطن میں ہی قیصہ، نظم اور صرف و نحو کی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے باقاعدہ تعلیم کسی دارالعلوم میں حاصل نہیں کی بلکہ مختلف اساتذہ سے ان کے مشوروں پر آزاد نصابی کتب پڑھتے رہے۔

ماشاء اللہ ولاحول والاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

عبادت الٰہی کا شوق

بہت ہی چھوٹی عمر میں آپ نے قرآن شریف اور دوسرے علوم پر عبور حاصل کر لیا۔ آپ بچپن ہی سے عبادت الٰہی میں مشغول رہنے والے تھے۔ اور اپنا زیادہ تر وقت ذکر الٰہی میں صرف کرتے تھے آپ کے دل میں بچپن ہی سے عشق الٰہی اور عشق رسول ﷺ موجزن تھا۔ جو روز بروز بڑھتا گیا اور اس کی برکات سے آپ نہایت ہی متقی اور پرہیز گار بن گئے اپنی اس پرہیزگاری اور عشق رسول ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت ہی چھوٹی عمر میں لازوال خوبیوں سے نوازا تھا۔

آپ پر شروع ہی سے اللہ کا خصوصی فضل تھا

یہ ان دنوں کی بات ہے جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت کم عمر

---

[۵] روایت مولانا عبدالجلیل صاحب شیخ محمدی

تھے ایک بزرگ فرماتے ہیں (جن کا نام راوی کو یاد نہیں رہا)[1] کہ اس وقت میں تجارت کا کاروبار کرتا تھا۔ اور اس سلسلہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر آنا جانا رہتا تھا۔ ایک دن میں اپنا سامان تجارت گھوڑوں پر لاد کر آرہا تھا چونکہ اس وقت آمدورفت کے لئے گھوڑوں سے کام لیا جاتا تھا اور راستے ایسے نہ تھے کہ گھوڑوں یا خچروں کی بغیر سامان تجارت ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاسکے۔ اس لئے میں بھی گھوڑوں کے ساتھ تھا ہمارے گاؤں سے باہر ایک پہاڑی راستہ تھا جہاں ہر وقت ڈاکوؤں کا خطرہ رہتا تھا لہٰذا میں جلدی جلدی جا رہا تھا کہ اچانک ایک گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور تمام سامان تجارت زمین پر گر گیا۔ میں اسی پریشانی میں ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ کہ اب کیا کروں مگر میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آرہی تھی۔ اندھیرا بھی چھا رہا تھا گھوڑے سے جو سامان گر گیا تھا وہ تو سات آٹھ مزدوروں نے اس پر لادا تھا جب کہ میں یہاں اکیلا تھا اور یہ میرے بس کی بات نہ تھی کہ اتنے زیادہ بوجھ کو اٹھا سکوں۔ اگر سامان تجارت یہاں چھوڑ کر کسی کو بلانے جاتا تو چوری ہونے کا اندیشہ تھا۔ اور اگر انتظار کرتا تو رات سر پر آرہی تھی اور ڈاکوؤں کا خطرہ تھا

اسی پریشانی میں مجھے دور سے کسی کے ذکر کرنے کی آواز آئی میں نے غور سے سنا تو وہ آواز مجھے محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کی لگی لہٰذا میں نے زور سے ان کو آواز دی تو وہ میرے قریب آئے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اس اندھیرے میں کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بس ایسے ہی مجھے یہاں تھوڑا سا کام تھا۔ پھر انہوں نے میری پریشانی کا سبب پوچھا جس پر میں نے ان کو تمام ماجرا سنایا کہ کس طرح اس مصیبت میں گرفتار ہوا ہوں اور اب یہاں سامان اٹھانے

[1] روایت قاضی فضل اکبر صاحب جن کا ذکر میں "عرض مولف" میں کر چکا ہوں

کے لئے آدمی نہیں ہیں پھر انہوں نے فرمایا کہ خدا خیر کرے گا آپ ایک طرف سے اٹھائیں اور خود دوسری طرف چلے گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں کیونکہ اس کے لئے تو سات آٹھ آدمی درکار ہیں اس پر انہوں نے فرمایا کہ آپ بسم اللہ تو کریں لہٰذا میں ایک طرف چلا گیا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوسری طرف چلے گئے اور ایک ہی جھٹکے سے سامان اٹھاکر گھوڑے پر لاد دیا۔ مجھے خود بھی پتہ نہ چلا کہ اتنی طاقت میرے جسم میں کہاں سے آگئی اور حیران ہو کر سوچنے لگا کہ اس لڑکے پر ضرور اللہ کا خصوصی فضل ہے

اعلیٰ بصیرت

پھر جب سفر پر روانہ ہونے لگا تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ جائیں میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ مجھے تھوڑا سا کام ہے اور ہاں یہ بات یاد رکھنا کہ گاؤں کو جانے والے بڑے راستے سے (چونکہ دو راستے گاؤں کو جاتے تھے) جانا اور چھوٹے راستے کو اختیار نہ کرنا جب میں دونوں راستوں کے سروں پر پہنچا تو دل میں سوچنے لگا کہ بس اس نے کم عمری کی وجہ سے یہ بات کہی ہوگی لہٰذا ارادہ کیا کہ چھوٹے راستے سے گاؤں جاؤں مگر پھر دل میں خیال آیا کہ وہ ایک غیر معمولی لڑکا ہے جس کا نظارہ میں اپنی آنکھوں سے کر چکا ہوں۔ اس لئے لمبے راستے کے ذریعے ہی گاؤں کی طرف روانہ ہو لیا جب گاؤں کے قریب پہنچا تو گاؤں میں ہلچل مچی ہوئی تھی اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مجھ سے پہلے وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ مگر میں نے ہلچل کی وجہ

سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دھیان نہ کیا بلکہ معلومات کرنے لگا کہ کیا بات ہوئی ہے ؟ جس پر گاؤں کے لوگوں نے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے کچھ تاجر سامان لے کر اس راستے سے آرہے تھے۔ راستے میں ڈاکوؤں نے ان پر حملہ کر دیا اور تمام لوگوں کو قتل کر کے سامان تجارت لوٹ کر لے گئے ہیں اس واقعے کے بعد میرے دل میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور بھی بڑھ گئی اور میں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر دنیا میں ضرور نام پیدا کرے گا۔ یہ وہ حکایت ہے جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن سے متعلق آپ کی پرہیزگاری بلند درجات اور دور اندیشی کی غمازی کرتی ہے

تکمیل تعلیم و استغراق ذکر

تقریباً" ۱۹۲۰ء / ۱۳۳۸ھ تک آپ اپنے گاؤں سلیمان خیل میں رہے اور اپنی دینی پیاس کو بجھاتے رہے اور پھر سلیمان خیل سے کیمبل پور ، چارسدہ کے ایک گاؤں اتمانزئی چارسدہ پڑانگ اور بڈھ بیر میں تعلیم حاصل کی۔ اور اس کے بعد اپنے گاؤں سلیمان خیل تشریف لے گئے اور اپنی تمام تر توجہ ذکر و عبادت الٰہی پر مرکوز کر دی

حج کا شوق

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شروع ہی سے حج بیت اللہ کا نہایت شوق تھا لیکن آپ کی عمر بہت چھوٹی تھی۔ آپ کے پہلے حج کا واقعہ آپ کی زندگی

کا انوکھا واقعہ ہے اور یہ آپ کے عشق خدا اور عشق رسول ﷺ پر مبنی ایک بہترین مثال پیش کرتا ہے جس کی وجہ سے آپ روحانیت کی بلندیوں تک پہنچے

زیارت رسول مقبول ﷺ

بہت کوشش اور تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا حج غالباً" ۲۵-۱۹۲۰ء کی درمیانی مدت میں ادا ہوا تھا۔ جب آپ حج پر جانے لگے تو آپ نے اپنی والدہ صاحبہ سے اجازت مانگی مگر آپ کی کم عمری کی وجہ سے آپ کی والدہ صاحبہ نے آپکو اجازت نہ دی۔ اس کی وجہ سے آپ کو چین نہ آتا تھا۔ اور آپ برابر اپنی والدہ صاحبہ سے اصرار کرتے رہے آخرکار آپ کے شوق کو دیکھتے ہوئے آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کو اجازت دے دی اور آپ سفرحج پر روانہ ہو گئے حج کی ادائیگی کے بعد آپ نے ارادہ فرمایا کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں کچھ عرصہ رہوں گا اور واپس نہیں جاؤں گا۔ اس لئے وہیں قیام پذیر ہوگئے۔ خواب میں فخر موجودات سردار دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواب میں رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں واپس نہیں جانا چاہتا۔ حضور ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ آپ رو کیوں رہے ہیں؟ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میں وطن واپس جانا نہیں چاہتا اور آپ مجھے واپس بھیج رہے ہیں اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس دفعہ چلے جائیں میں آپ کو پھر خدا کے حکم

سے یہاں بلاؤں گا۔ آپ واپس جا کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں۔ میں آپ کو ایک نشانی دیتا ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک انگلیاں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈال دیں اور آپ کے منہ سے ایک دانت نکال لیا۔ اور اس کو آپ کے بازو میں پیوست کر دیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ نشانی ہے کہ آپ پھر آئیں گے پھر فرمایا کہ آپ لعاب تھوکیں۔ لعاب تھوکنے کے ساتھ ہی آپ خواب سے بیدار ہو گئے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کا دانت مبارک بالکل صحیح سلامت اپنی جگہ قائم ہے مگر آپ کے گریبان پر خون کی چھینٹیں پڑی ہوئی تھیں[1] ☆

بعدازاں آپ وہاں سے واپس آگئے اور واپس آکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام شروع کر دیا۔ اور مختلف علاقوں کے دورے شروع کر دیئے اور کچھ عرصہ بعد آپ نے دوبارہ حج کا ارادہ فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ڈوبے ہوئے اشعار کہنے شروع کر دیئے نمونے کے طور پر آپ کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

د خدائے قرآن کښې په طٰهٰ او په یٰسٓ یاد یږی
د مرسلانو په تولی کښې نازنین یاد یږی
تا چه وعده ورسره کړے وه د خپلے روضے
هغه وعده همیش د خوار محمد آمین یاد یږی

---

[1] ذاتی ڈائری جناب عرفان اللہ صاحب فرزند ارجمند جناب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۹۳-۳-۱۳

اللہ کی آخری کتاب قرآن میں آپکو طٰہٰ اور یٰسین کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور رسولوں کی مجلس میں آپ کو اللہ کے محبوب کے لقب کے طور پر یاد کیا گیا ہے آپؐ نے مجھ فقیر سے اپنے روضہ کی زیارت کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ وعدہ مجھ عاجز محمد آمین کو ہمیشہ یاد آتا ہے۔[1]

[1] گلزار مدینہ: از حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزَنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْمِحْرَابِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتَرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ بِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب ؒ

باب دوم

عرفانی زندگی

سلسلہ طریقت و بیعت

آپ کی سلوک و معرفت کی زندگی کا آغاز نہایت ہی کم عمری میں ہوا جب آپ نے اکوڑہ خٹک نوشہرہ کے دارالعلوم جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا سید پادشاہ گل صاحب کے والد بزرگوار حضرت سید مہربان علی شاہ بن سید حبیب شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی جس میں آپ کو بہت انوار و برکات حاصل ہوئیں۔ حضرت سید مہربان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زیادہ تر مرید پنجاب سے تعلق رکھتے تھے۔ ☆[1]

جب سالانہ جلسہ منعقد ہوتا تو آپ کے پنجاب سے آنے والے مریدین ذوق و جذب سے مغلوب ہو کر ذکر جہر کرتے اور وجد میں مستغرق ہو جاتے۔ چونکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم دین تھے اور علمی، دینی تقاضوں کی طرف زیادہ میلان رکھتے تھے لہٰذا آپ نے نہایت ادب و احترام سے اپنے پیر و مرشد حضرت سید مہربان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ ازروئے شرع طریقت ذکر جہر و وجد کی اس صورت میں احقر کو اشکال ہے کیونکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ذکر خفی کا حکم دیا جاتا ہے لہٰذا آپ اپنے قول کی تائید میں کتاب "طریقہ محمدیہ" بھی ساتھ لے گئے اور اسے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن پیر و مرشد نے اپنے طریقہ ذکر و وجد کو جاری رکھا۔

دوسرے سال سالانہ جلسے کا انعقاد ہوا تو پھر ذکر و وجد کی وہی صورت پیدا ہوئی جس پر حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو نہایت سخت صدمہ پہنچا لہٰذا آپ نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ علماء اور سفید ریش بزرگوں

---

[1] [illegible] عبدالجلیل صاحب شیخ محمدی

کا ایک جرگہ حضرت سید مہربان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور نہایت عجز و انکساری اور ادب سے اپنے پیرو مرشد سے رخصتی کی اجازت طلب کی جس پر انہوں نے خوشی کے ساتھ آپ کو اجازت عنایت فرمائی اور دعا کے ساتھ رخصت فرمایا۔

دوسرے حج کے موقع پر سرخپوش لیڈر عبدالغفار خان صاحب سے ملاقات

۱۹۲۶ء میں آپ دوبارہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ اور وہاں آپ کی ملاقات اس وقت کے سرخ پوش لیڈر خان عبدالغفار خان عرف باچا خان سے ہوئی[۱] جنہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وعدہ کیا کہ وطن واپس جا کر انگریزوں کے خلاف جہاد کریں گے اور ان کو اپنے وطن سے نکالیں گے۔

حج سے واپسی اور سلسلہ قادریہ میں بیعت طریقت

حج مبارک سے واپسی کے بعد آپ نے اپنی جدوجہد تیز کر دی اور اپنی اس جدوجہد کو عملی شکل میں ترتیب دینے کے لئے ضلع کوہاٹ کے علاقہ دوآبہ کے مشہور و معروف صوفی عالم حضرت مولانا محمد عمر شاہ رحمۃ اللہ علیہ[۲]

---

[۱] روایت جناب حاجی جعفر خان صاحب حیات آباد پشاور

[۲] روحانی رابطہ قاضی عبدالحلیم اثر

(المتوفی ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ/ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۰ء) کے پاس تشریف لا کر سلسلہ قادریہ میں تجدید بیعت کی جن کا اس وقت نہایت ہی دبدبہ اور سکہ چلتا تھا یہاں بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت احتیاط سے کام لیا اور بیعت سے قبل ان کی خدمت میں کچھ عرصہ گذارا اور ان کو شریعت پر مستقیم پا کر اور ان کے جذبہ جہاد کو دیکھ کر کہ وہ بھی انگریزوں کے سخت مخالف ہیں ان سے بیعت کی۔ حضرت محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ شروع سے ہی عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مست تھے اور انگریزوں کی مخالفت آپ کی رگوں میں رچی ہوئی تھی اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیر و مرشد بھی کامل عطا فرمایا جن کے فیض صحبت سے آپ کو روحانی تسکین نصیب ہوئی

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاروں سلاسل طریقت کے خلیفہ و مجاز تھے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ طریقہ عالیہ قادریہ اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں مجاہد اعظم حضرت حاجی فضل واحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ماذون تھے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ اور عالیہ سہروردیہ میں حضرت پائندہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ استاد صاحب ھڈہ شریف کے خلیفہ تھے۔ آپ کو حضرت باباجی ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد (استاد صاحب) نے بھی تبرکاً نقشبندیہ میں اجازت عطا فرمائی تھی۔

---

[1] مدائح از حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۸۳ / ۸۴ گلدستہ مدینہ حصہ اول صفحہ ۳۶/۵۳

[2] مولانا عبدالجلیل صاحب شیخ محمدی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزَنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مَقْدُوْمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْمِصْبَاحِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتُرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب سوم

انگریزوں کے خلاف جہاد

۱۹۲۹/۱۳۴۷ھ میں آپ تیسری بار حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور حج شریف سے واپسی پر آپ کو راستے میں خبر ہو گئی کہ انگریزوں نے پشاور شہر پر گولی چلائی ہے اور بہت سے بے گناہ شہری شہید ہو گئے ہیں۔ لہٰذا آپ سیدھے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی اجازت سے علاقہ تیراہ (علاقہ غیر) میں انگریزوں کے خلاف جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ امر بالمعروف شروع کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ ہم سب مسلمان ایک ہی کلمہ کے تحت زندگی بسر کریں گے شرعی نظام رائج کریں گے اور انگریزوں کی حکومت اور لعنتی قانون کو اپنے وطن میں ہرگز نہیں رہنے دیں گے اور ساتھ ہی انگریزی حکومت کو الٹی میٹم دیا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہمارے وطن سے اپنی فوج اور دفاتر و غیرہ ختم کردیں اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو پھر ہماری طرف سے اعلان جنگ ہے تمام آفریدی قوم کے جو قبائل تیراہ میں تھے مثلاً" ملک دین خیل، کمبر خیل اور میدان اور کزئی سب نے متفقہ طور پر قسم کھائی کہ ہم دین اسلام اور وطن کے لئے جان و مال اور ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور سب نے صدق دل سے جنگ کے اقرار ناموں پر دستخط کر دیئے۔

ایک عظیم الشان اجتماع

اس وقت حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تیراہ میں ایک عظیم الشان اجتماع کا بندوبست فرمایا جس میں علاقہ کے تمام بزرگ، جوان اور نوجوان طلباء دینی جذبے سے شریک ہوئے اور نعرہ تکبیر کی گونج نے ان کالے

پہاڑوں میں ایک عجیب جہادی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ ان کے اس مجاہدانہ جذبے کو دیکھ کر یہ بڑے بڑے پہاڑ بھی گویا کانپ رہے تھے اور اس عظیم اجتماع کا اثر حکومت برطانیہ کے حکام پر اتنا شدید ہوا کہ اس نے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ انگریزوں کو ایسی فکر دامنگیر ہوئی کہ انہوں نے اپنی چھاؤنیوں سے تمام بیگمات کو اکٹھا کر کے واپس لندن بھیج دیا۔ اس تاریخی اجتماع میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مشہور نظم پڑھی [1]

بیرغ د کلمے مسلمانان پورته کوی ✩ وطن د مسلمان دے انگریزان پورته کوی

محمد امینه! شابه دلبنکر مخکښ روان شه

دا ستا جذبه نن ټول ښکلی غازیان پوره کوی

ترجمہ:۔ مسلمان کلمے کا جھنڈا لے کر میدان میں اترے ہیں کیونکہ یہ وطن مسلمان کا ہے اور انگریز کو اس ملک سے نکالنا ہے

اے محمد امین جلدی کرو لشکر کی رہنمائی کرو آج وطن کے یہ جیالے غازی تیرے جذبے کی تکمیل کریں گے

لشکر کی تیاری اور پشاور چھاونی پر حملہ

اس وقت علاقہ مہمند اور خاص کر شیخ محمدی اور سلیمان خیل میں انگوروں کے باغات تھے اور اس کثرت سے تھے کہ انکے بیلوں سے لوگوں نے چھپر بنا رکھے تھے اور اوپر سے ایسے معلوم نہیں ہوتے تھے کہ اس کے نیچے لوگ رہتے ہوں گے ان انگوروں کی بیلوں کے نیچے تیراہ کے غازیوں کا لشکر

[1] ذاتی ڈائری مولانا عبدالجلیل صاحب

قیام پذیر تھا تاکہ انگریزی جہاز ان کو نہ دیکھ سکیں۔ لہٰذا غازیوں نے تہکال کی طرف ۵ جون ۱۹۳۰ء کو پشاور چھاونی اور مکڑی گودام پر حملہ کر دیا۔ غازی نیچے سے معمولی اسلحہ سے جنگ لڑ رہے تھے جب کہ اس کے برعکس انگریز قلعہ بالا حصار سے گولوں کی بارش برسا رہے تھے پھر بھی انگریزوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ فریقین کے درمیان یہ جنگ تین دن تک جاری رہی جس میں دشمن کی طرف سے ایک جرنیل مع ایک انگریز دو سپاہی اور سترہ گھوڑے ہلاک ہوئے انگریز اور جرنیل دونوں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں قتل ہوئے اور مسلمانوں کی طرف سے شیخ محمدی کے ایک طالب علم سپاہی خان گل نامی شہید ہوئے۔

بعدازاں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے غازی لشکر کے ساتھ واپس انگوروں کے باغات میں تشریف لے گئے۔ جہاں پر ان لوگوں کا جذبہ و ایثار بھی دیکھنے کی قابل تھا۔ جو روٹیوں کی بوریاں بھر بھر کر خچروں پر لاد کر لا رہے تھے اور غازیوں کو فراہم کر رہے تھے۔

دوسری طرف انگریز بھی سخت پریشانی کے عالم میں آپ کی تلاش میں تھا۔ مگر آپ کا جذبہ جہاد روز بروز بڑھتا گیا اور ایک بار پھر ۹ اگست ۱۹۳۰ء کو آپ نے انگریزوں پر حملہ کر دیا۔[1] انگریزوں نے سکھوں کے "رسالے" نامی پلٹن کو پیش قدمی کے لئے بھیجا مگر انہوں نے غازی لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کی بجائے ان کو اپنے ہتھیار پیش کر دیئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم آپ پر گولی نہیں چلانا چاہتے لہٰذا غازیوں نے بھی ان پر گولی نہ چلائی۔[2]

---

[1] روایت عبدالقیوم صاحب سلیم ، خیل

[2] ذاتی ڈائری مولانا عبدالجلیل صاحب

اسی دوران زبردست لڑائی کے بعد خفیہ پولیس نے انگریزوں کو اطلاع کر دی کہ یہاں آفریدی قوم کا بہت بڑا لشکر آیا ہوا ہے اور اس کی مزید نفری بھی پہنچ رہی ہے جس کی بناء پر انگریزی سپاہی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بعد ازاں انہوں نے ڈوگرہ پلٹن کو بھیجا جس کا بھی بہت زیادہ نقصان ہوا اور اس کے بہت سے افراد مارے گئے۔ اور ایک انگریز شیخ محمدی کے نزدیک شہاب خیل کے رقبہ تورے بیر نامی علاقہ میں مارا گیا جس کے غم میں بہت عرصہ تک اس کی بیوی ہوائی جہاز پر آکر سوگ مناتی رہی۔

جب انگریزوں نے دیکھا کہ آفریدی ان کا بہت نقصان کر رہے ہیں تو انہوں نے اپنا روایتی ہتھیار (یعنی غداری) استعمال کیا اور علاقہ کے کچھ افراد کو اکٹھا کیا اور ان کو زمینوں اور نقدی کا لالچ دیا اور کہا کہ کسی طرح ان مجاہدین سے ہماری خلاصی کرائیں۔ لہٰذا ان لوگوں نے میر جعفر اور میر صادق کا کردار ادا کیا۔ مگر ذرا مختلف طریقے سے اور وہ یوں کہ سروں پر سفید پگڑی باندھ کر اور سفید کپڑے پہن کر آفریدی قبائل کے پاس آئے اور ان کے سرداروں اور دوسرے بزرگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا کہ ہم آپ کے خیر خواہ ہیں اور قرآن مجید کی قسم کھا کر آپ سے کہتے ہیں تاکہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ انگریزوں نے اتنی زیادہ ڈوگرہ فوج اکٹھی کی ہے کہ ان کا مقابلہ کرنا آپ کے بس میں نہیں اور وہ آپ سب کو ختم کرکے دم لیں گے۔ لہٰذا ہم آپ کی منت کرتے ہیں ہم آپ کے مسلمان بھائی ہیں اور آپ کے نقصان پر ہمیں افسوس ہوگا۔ اگر آپ ہماری مانیں تو ایک گھنٹے کے اندر اندر اپنے لشکر کو واپس لے جائیں اور اگر واپس نہیں جاتے تو پھر یہ نہ کہنا کہ اس علاقے کے مسلمانوں نے ہماری خیر خواہی کے لئے کچھ نہ کیا اب آپ کی مرضی جو چاہیں

کریں ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔

تمام غازیوں نے ان کی باتوں پر یقین کر لیا کہ یہ تو بہت مخلص بندے ہیں اور ہمارے فائدے کی باتیں کر رہے ہیں۔ چونکہ اس وقت بہت خلوص تھا اور تھوڑی سی محبت بھی ان کے لئے کافی تھی۔ اس لئے وہ ان کے مکروفریب میں آگئے اور وہ لشکر جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت مشکل سے ترتیب دیا تھا وہ اس سازش کا شکار بن کر مشورے سے علاقہ تیراہ کو واپس چلا گیا۔ اور مجاہدین بہت سا مال غنیمت اپنے ساتھ لے گئے۔

جب انگریزوں کو اپنے میر جعفروں اور میر صادقوں کے کارنامہ کی خبر ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کو بہت سی جائیداد انعام میں دے دی

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے انگریزوں کی حمایت کی اور ان کو اپنے وطن میں رہنے کا موقع فراہم کیا حقیقت میں یہی میر جعفر اور میر صادق ہوتے ہیں جو کہ سرفروشان اسلام کے ساتھ غداری کر کے دشمنوں کو موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ ملت اسلامیہ پر اپنا جبرو تسلط جاری رکھ سکیں مگر اللہ تعالی کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ایک نہ ایک دن ان کو خدا کے سامنے ضرور جواب دینا ہو گا کیونکہ یہ بے ضمیر لوگ نہ صرف اپنے آپ کو معنوی غلام بنا لیتے ہیں بلکہ ساری قوم کو غلامی کی زنجیریں پہنا دیتے ہیں "استغفراللہ"

آپ کی گرفتاری

پھر انگریزوں نے تحقیق شروع کی کہ اس جنگ کا بانی کون تھا۔ اور ان

کا نام کیا ہے ؟ خفیہ پولیس نے انگریزوں کو خبر کر دی کہ اس جنگ کا بانی "حاجی محمد آمین" نامی ایک شخص ہے جو کہ بہت باعمل اور صالح جوان ہے۔ اس کی بات میں اتنا اثر ہے اور ان کی تقریر اتنی پر تاثیر ہے کہ علاقہ غیر تیراہ کے آفریدیوں کو ایک ہی آواز میں جمع کر دیتا ہے اور ان کو حملے کے لئے تیار کر لیتا ہے۔ انگریزوں نے خفیہ پولیس سے معلومات طلب کی کہ یہ کون ہے ؟ اور کہاں کا رہنے والا ہے ؟ جنہوں نے انگریزوں کو بتایا کہ آپ سلیمان خیل کے رہنے والے ہیں۔ خاندانی شخص ہونے کے علاوہ عالم دین حقیقی شاعر اور صاحب طریقت بھی ہیں۔ جو کہ مشہور صوفی حضرت مولانا محمد عمر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں اور انگریزوں کے سخت مخالف ہیں لہٰذا انہوں نے فوراً" آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے

اس وقت انگریزوں کی حکومت میں مقامی لوگوں کے دلوں مین اپنے ہم وطنوں کا بہت احترام تھا جس تھانیدار کو آپ کی گرفتاری کا حکم ہوا تھا وہ بھی مقامی تھا۔ لہٰذا وہ سیدھا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب جناب اسعد خان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا ہمیں محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کا حکم ہے لیکن ہم آپ کو خبردار کرنے آئے ہیں کہ جتنی جلدی ہو سکے محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کو گاؤں سے باہر بھیج دیں۔ تاکہ ہم رپورٹ میں لکھ دیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گاؤں میں نہیں ہیں یہ آپ کی مہربانی ہوگی۔

دوسری طرف جب آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد عمر شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ کربوغہ صاحب کو پتہ چلا تو آپ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چچا زاد بھائی حضرت مولانا میرا گل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ بمطابق ۴ مارچ ۱۹۷۶ء) جو کہ بعد میں آپ کے سجادہ نشین بنے کے ذریعے خط بھیجا کہ

آپ یہاں تشریف لے آئیں اس طرح آپ انگریزوں کی دسترس سے باہر ہوں گے۔

جب آپ کو یہ خط ملا تو دوسری طرف سے آپ کے والد صاحب نے بھی آپ سے کہا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں اس پر آپ نے تمام سرکردہ سرداروں اور بزرگوں سے مشورہ کیا جنہوں نے آپ کو یہی مشورہ دیا کہ پولیس کپتان جو کہ انگریز ہے اس کے آنے سے پہلے پہلے یہاں سے تشریف لے جائیں لہٰذا آپ گاؤں سے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد عمر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور وہاں رہنے لگے۔

کچھ دنوں کے بعد جناب حضرت مولانا محمد عمر شاہ رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** ○ اس دوران میں انگریزوں نے کافی کوشش کی کہ پتہ چلا سکیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں مگر وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے آخر خفیہ پولیس والوں نے انعام کے لالچ میں آکر آپ کا کھوج لگالیا کہ آپ کربوغہ شریف ضلع کوہاٹ میں مقیم ہیں۔ پولیس کپتان کوہاٹ کی پولیس کے ہمراہ علاقہ دوآبہ گیا اور حضرت کربوغہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سے کہا کہ آپ کسی طرح محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں لے آئیں ہم نے ان سے بہت ضروری باتیں کرنی ہیں لہٰذا انگریز نے دھوکے سے حضرت کربوغہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کے ذریعے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور آپ کو دفعہ R –I –u/s 40 FCR کے تحت ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ کو گرفتار کرلیا۔[۵۱]

پھر انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف گواہ ڈھونڈنے

---

[۵۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ نمبر ۳۱ پشاور آرکائیوز

شروع کیئے۔ لیکن تہکال (پشاور) کے معتبر ارباب اور قبائلی لیڈر آپ کی حمایت میں ڈٹ گئے اور انہوں نے عام لوگوں کو اور خاص کر گواہوں کو خبردار کیا کہ اگر کسی نے بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف گواہی دی تو ان کے تمام خاندان کو تباہ کر دیا جائے گا اور اس کو بھی زندہ چونے میں جلایا جائے گا اس طرح کسی نے بھی ڈر کے مارے گواہی نہ دی کہ اس تحریک کے بانی حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور یہ کہ تمام جہاد آپ کی سرکردگی میں ہوا ہے مگر پھر بھی خفیہ پولیس والوں کی کوششوں سے بہت سے مسلمانوں کو پھانسی اور عمر قید کی سزائیں دی گئیں اور آپ کو بھی تین سال قید بامشقت کی سزا ہوئی جس کے تحت ۲۸ جولائی ۱۹۳۳ء کو آپ کی رہائی ہوئی۔ سزا تو آپ کو تین سال ہوئی مگر آپ نے جیل میں دو سال چھ ماہ او چار دن گزارے۔[۵۱]

---

[۵۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۳۱ پشاور آرکائیوز

قید اور انگریز سے نفرت کا اظہار

قید کے دوران آپ کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی گی تھیں اور آٹھ سیر چنا روزانہ چکی پر آپ پیستے تھے اس زمانے میں جیل کا داروغہ انگریز تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جیل کے قیدیوں نے کہا کہ ہر اتوار کو داروغہ جیل آتا ہے جب وہ آئے تو اس کو سلوٹ کرنا تو بیڑیاں اتار دی جائیں گی۔ جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قیدیوں سے کہا کہ اس لعنتی کو میں سلوٹ کروں مجھے تو انگریزوں سے اس قدر نفرت ہے کہ اگر میرا بس چلے تو میں دانتوں سے کاٹ کاٹ کر ان کو موت کے گھاٹ اتار دوں۔ اتنے غیرتی جوان تھے کہ پورے عرصہ قید میں بیڑیاں ڈالی رہیں مگر انگریزوں کو سلام نہ کیا اسی کو غیرت ایمانی کہتے ہیں اللہ تعالی ان پر اپنی رحمت کی بارش نازل فرمائے ایسے غیرتی جوان کہاں پیدا ہوتے ہیں؟

رہائی کے بعد آپ اپنے گاؤں سلیمان خیل پہنچے بھی نہ تھے کہ آپ کی گرفتاری کے وارنٹ پھر سے تھانہ بڈھ بیر کو بھیج دیے گئے کہ یہ شخص انگریزوں کا سخت مخالف ہے اس کو چھوڑنا اچھا نہ ہوگا اور ساتھ زبان بندی کا حکم بھی ہوا[۹۵] لہذا وہی تھانیدار پھر جناب اسعد خان صاحب جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار تھے کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو یہاں سے بھیج دیں اگر اس دفعہ گرفتار ہوئے تو پھر رہائی مشکل ہوگی اور ہمیشہ کے لئے جیل میں نظر بند رہنا پڑے گا۔ جس پر اسعد خان صاحب بہت پریشان ہوئے اور اپنے بیٹے سے کہا کہ آپ کہیں روپوش

---

[۹۵] بحوالہ چھٹی انگریزی IPS ۲۰۳۰ مورخہ ۵۲-۲-۱۰ رپورٹ متعلق جماعت ناجیہ صالحہ سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ پشاور آرکائیوز

ہو جائیں حالات ٹھیک نہیں ہیں ایسا نہ ہو کہ گھر کی بے عزتی ہو جائے جس کی وجہ سے آپ دوبارہ اپنے پیرو مرشد جناب حضرت کربوغہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ اور فاتحہ کے بعد آپ حضرت حاجی فضل واحد صاحب المعروف حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

علاقہ مہمند میں آپ کی تشریف آوری اور حضرت حاجی فضل واحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت

یہاں سے حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیادہ چلتے ہوئے حضرت حاجی فضل واحد صاحب المعروف بہ حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں (علاقہ مہمند لکڑو) غازی آباد سرخ کمر تشریف لے گئے۔ حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ بھی انگریز حکومت کے سخت دشمن تھے اور حضرت مولانا نجم الدین صاحب المعروف بہ ہڈے صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور زبردست مجاہد تھے۔ ہر وقت انگریزوں پر حملے کرتے رہتے تھے حضرت حاجی فضل واحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر کے تمام افراد نہایت صالح اور پرہیز گار تھے۔ وہ دین اسلام کے پتنگ تھے اور ہر وقت جان و مال کی قربانی کے لئے تیار ہوتے۔ جیسے پیاسے پانی کو دیکھ کر اس کی طرف لپکتے ہیں اسی طرح حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید انگریزی فوج کو دیکھ کر ان کی طرف لپکتے تھے۔ جب مجاہد سرحد حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے ملاقات ہوئی تو حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت اپنی مریدی میں لے لیا اور ساتھ ہی آپ کو خلعت خلافت عطا فرمائی یہاں اس واقعہ کا ذکر ضروری ہے جو کہ خود حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک دوست نور داد خان عرف جلو شیخ سے بیان

فرمایا۔

نورداد خان صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب حضرت کربوغہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما گئے تو مجھے فکر ہوئی کہ اب کن سے تجدید بیعت کروں ؟ ان دنوں حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا سکہ چلتا تھا میں نے دل میں خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ صرف نام ہی ہو اور وہ سندیافتہ عالم اور عارف باللہ نہ ہوں کیونکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود پابند شریعت شخصیت تھی لہٰذا آپ پابند شریعت ہی کی تلاش میں رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اسی وسوسے میں رہتے ہوئے میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں نے اپنی کتابیں اپنی چادر میں اکٹھی کر رکھی ہیں اور ان کو اٹھا کر نامعلوم مقام کی طرف جا رہا ہوں۔ راستے میں ایک نورانی چہرے والے بزرگ ملے جو کہ سونے کی چوکی پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے ان سے عرض کی کہ سبق پڑھنے کے لئے جا رہا ہوں انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے سبق پڑھا ہے ؟ میں نے ان سے عرض کیا کہ جی ہاں پڑھا ہے ! پھر انہوں نے ایک کتب خانہ کھولا اور ایک کتاب اٹھا کر میرے سامنے رکھ دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس کو پڑھو میں نے بہت کوشش کی مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا اس طرح بہت سی کتابیں دیکھنے کی بعد میری سمجھ میں کچھ نہ آیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے علم کی مثال لالٹین اور چراغ کی طرح ہے اور ہمارے علم کی مثال سورج کی مانند ہے اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی اور میں نے تہجد کی نماز پڑھی اور دل میں خیال کیا کہ واقعی حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ ایک عارف باللہ شخصیت ہیں میں نے اسی وقت دل میں ارادہ کیا اور پھر حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت کر لی

سپہ سالار مجاہدین بننا

حضرت حاجی صاحب ؒ مجاہدین اور غازیوں کے سپہ سالار مقرر کر دیئے گئے جب ان مجاہدین کو خبر ہوئی کہ ایک شخص جس کا نام محمد آمین ؒ ہے اس کو حاجی صاحب ترنگزئی ؒ نے نہ صرف خلافت عطاء فرمائی بلکہ مجاہدین کا سپہ سالار بھی مقرر کر دیا گیا ہے تو ان کی دلوں میں اشتیاق پیدا ہوا کہ آپ سے ملاقات کریں کیونکہ یہ بات ان کے علم میں آچکی تھی کہ یہ وہ شخص ہے جس نے انگریزوں کے ناک میں دم کر رکھا تھا اور تمام علاقہ مہمند میں یہ بات پھیل گئی کہ حاجی صاحب ترنگزئی ؒ نے حاجی محمد آمین ؒ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا ہے۔ دو غازی شیر بہادر ایک ساتھ ہو گئے یہ خبر خفیہ پولس والوں نے انگریزی حکومت تک پہنچا دی۔ انگریزوں کو اس خبر کے ملتے ہی فکر ہو گئی کہ اب اس وطن میں رہنا نہایت مشکل ہو گیا ہے اس کے ساتھ ہی حاجی صاحب ترنگزئی ؒ نے آپ کو تبلیغ و ارشاد کی خاطر علاقہ ننگرھار جلال آباد (افغانستان) جوار ہڈہ شریف بھیج دیا اور یہاں آپ کے پیر و مرشد جناب حاجی صاحب ترنگزئی ؒ کے بڑے صاجزادے جناب بادشاہ گل فضل اکبر صاحب مرحوم کی سرکردگی میں مجاہدین نے انگریزوں کے خلاف مختلف محاذوں پر کئی جنگیں لڑی تھیں[لہ]

حضرت حاجی صاحب ؒ علاقہ ننگرھار (افغانستان) میں تبلیغ و ارشاد کو جاری رکھے ہوئے تھے کہ ۱۹۳۵ء میں آپ کو اطلاع ملی کہ انگریزوں نے نحقی کے مقام پر جو کہ (مہمند آزاد علاقہ کا ایک مقام ہے) اپنی تمام تر قوت کو اکٹھا کر لیا ہے اور جنگ کے لئے تیار ہیں آپ نے علاقہ للمہ اور ہڈہ

[لہ] بحوالہ مولانا عبدالجلیل صاحب / روحانی رابطہ: قاضی عبدالحلیم اثر ص ۱۰۴۶/۱۰۴۷

شریف کے لوگوں میں جذبہ جہاد بیدار کیا اور اپنی پر تاثر تقاریر سے ان کو اس قابل بنایا کہ انہوں نے آپ کے ساتھ ہر قسم کی قربانی دینے کے حامی بھرلی لہٰذا آپ تقریباً" ۳۰ یا ۳۵ مجاہدین کو لے کر ۱۹۳۵ء بمطابق ۵۴۔ ۱۳۵۳ھ کو وہاں سے روانہ ہوئے۔[1] انگریزوں نے اپنی ہزاروں افراد پر مشتمل فوج، توپوں اور مشین گنوں کو نحقی کے مقام پر منتقل کر دیا اور مورچے سنبھال لیے۔ تاکہ مجاہدین کو ختم کر سکیں۔ کیونکہ انگریزوں نے حکم دیا تھا کہ مجاہدین کے اس مرکز کو مجاہدین سمیت مسمار کرنا ہے۔ لہٰذا حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مجاہدین اکٹھے کیے اور جنگ کی تیاری شروع ہوگئی اور حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے مجاہدین کے ساتھ (جو کہ راستے میں ان کی تعداد بڑھتی گئی تھی) پہنچ گئے۔ حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مجاہدین کو ایک منظم لشکر کی صورت ترتیب دیا ایک طرف اپنے صاحبزادے بادشاہ گل فضل اکبر مرحوم صاحب کو جنگی جرنیل مقرر فرمایا اور دوسری طرف حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کو جنگی جرنیل مقرر فرمایا۔ دونوں جرنیلوں کے ساتھ ہزاروں مجاہدین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے دین کی حفاظت کے لئے دو ایسے جرنیل منتخب کیے تھے جو کہ دین اسلام پر سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار تھے اور اسی جذبہ جہاد کے شوق سے میدان میں اترے تھے میدان سے بھاگنے والے جوان نہ تھے۔ انگریزوں نے خچروں پر توپیں اور مشین گنیں باندھ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچا دی تھیں۔

حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں دھڑوں کو اکٹھا کیا اور غازیوں کو ترغیب دینے کے لئے جہاد کے فضائل پر ایک موثر تقریر فرمائی اور

[1] روایت محمد عزیز صاحب للمہ افغانستان۔

یہ مشہور نظم پڑھی [۵]

کلہ پہ سرا و مال ویریبن ی چہ ایمان لری خوک
کلہ میدان کبن روستو کیبزی چہ ایمان لری خوک

ایماندار شخص کب اپنی جان و مال کی پرواہ کرتا ہے۔ اسی طرح میدان جنگ میں ایماندار شخص کبھی پیٹھ نہیں دکھاتا

محمدؐ آمین پہ ننگ د دین کفن پہ سر تہ لے
ورسرہ ھغہ روانبن ی چہ ایمان لری خوک

محمد آمین نے اپنے دین کی عزت کی خاطر کفن سر پر باندھ لیا ہے اور اس کے ساتھ تمام وہ لوگ ہیں جو اہل ایمان ہیں۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غازیوں سے کہا کہ میں نے جو آخری بیت میں کہا ہے کہ محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ نے کفن سر پر باندھا ہے تو انہوں نے اپنے سر مبارک سے اپنی دستار مبارک اتاری اور کہا کہ اس دستار کو میں نے آب زمزم میں کفن کے لئے گیلا کیا تھا اور میں جھوٹ نہیں بولتا یہی کفن سر پر باندھ کر اس وقت تک لڑیں گے جب تک شہید نہ ہو جائیں یا دشمن پر فتح حاصل نہ کرلیں انشاء اللہ خداوند تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا۔

اس کے بعد تمام مجاہدین اپنے اپنے مورچوں میں چلے گئے اور اس دوران میں ڈوگرہ فوج نے پیش قدمی شروع کر دی اور فائرنگ شروع کر دی۔ غازیوں نے بھی ان پر فائرنگ شروع کر دی۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی مگر جو سچے دل سے خدا کی راہ میں لڑتے ہیں۔ خدا بھی ان کی مدد فرماتا

[۵] ذاتی ڈائری مولانا عبدالجلیل صاحب شیخ محمدی

ہے اور اسی غیبی امداد کی بدولت دشمن جدید اسلحہ اور تعداد کے باوجود بھاگنے پر مجبور ہو گیا اور غازیوں نے ان کے تمام مورچوں پر قبضہ کر لیا انگریزی فوج نے توپ خانے کا اس بیدردی سے استعمال کیا کہ دھوئیں کی وجہ سے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔

خود حضرت حاجی فضل واحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقام غلنی (علاقہ غیر مہمند) میں مجاہدین کی رہنمائی کے لئے ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔[1] اس جنگ میں انگریزوں کی کئی پلٹنیں ختم ہوگئیں اور خاص کر دشمن کی مشہور پلٹن "گائیڈ پلٹن" ایسی تباہ ہوئی کہ اس کا کوئی سپاہی بھی زندہ نہ رہا۔ مسلمانوں کی طرف سے پچیس مجاہدین شہید ہوئے۔ اس جنگ میں قبیلہ عثمان خیل نے نہایت بہادری دکھائی جس میں 'مغل خان' نامی مجاہد ایک انگریز کا سر اپنے ساتھ لے گیا۔ جس کا سر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قلم کیا تھا۔ اس جنگ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی جناب محمد شریف صاحب مرحوم بھی شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب گولیوں کی بارش ہو رہی تھی تو میں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا لالا آپ نیچے لیٹ جائیں جس پر آپ نے فرمایا کہ جو گولی میرے لئے بنی ہو اس سے دنیا کی کوئی طاقت مجھے نہیں بچا سکتی اور ساری جنگ میں اسی دلیری کے ساتھ لڑتے رہے یہ ان کی بہادری کی ایک ادنیٰ مثال تھی۔ مجاہدین کے ہاتھوں بہت سا مال غنیمت آیا اور جس کو لے جانا مشکل ہو گیا پھر غازیوں نے ایک گھوڑا بادشاہ گل صاحب اور ایک حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تیار کیا اور دونوں جرنیل اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر مجاہدین کے لشکر کے آگے روانہ ہوئے "قندھارو" کے میدان سے گزر کر نہایت خوشی کے عالم میں غازی آباد (سرخ کمر)

[1] روحانی رابطہ؛ قاضی عبدالحلیم اثر ص ۱۰۴۶، ۱۰۴۷

پہنچے اور حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جنگ میں اللہ تعالیٰ نے جو عظیم فتح، نصیب فرمائی تھی اس کے بارے میں حضرت باباجی ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کو آگاہ کیا حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور سب مجاہدین کو دعائیں دیں۔

اس کے بعد بھی مجاہدین نے انگریزوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا اور ان کے مضبوط قلعہ شب قدر پر بار بار حملے کیئے اور ان کو شدید نقصان پہنچایا اور ان کی پیش قدمی کو روکا[۵] آخر کار مجبور ہو کر انگریزوں نے صوبہ سرحد کے گورنر کے ذریعے قبیلہ حلیم زئی کے سفید ریشوں کا جرگہ بھیجا اور مشروط صلح کی[۶]

کچھ دن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا جی ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور پھر حضرت باباجی ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے اپنے غازی لشکر کو لے کر واپس علاقہ ننگر ہار افغانستان تشریف لے گئے۔

افغانستان میں تبلیغ و ارشاد

حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے افغانستان کے علاقہ للمہ جوار ھڈہ شریف میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام نہایت مستعدی کے ساتھ شروع کیا چونکہ آپ اس علاقہ میں نئے تھے اور آپ کے حلقہ احباب کی تعداد زیادہ نہیں تھی۔ لہٰذا آپ اس علاقے میں جہاں کہیں بھی خلاف شریعت کام دیکھتے تو ان کے پاس سفید ریش حضرات کا جرگہ بھیجتے کیونکہ

---

[۵] ذاتی ڈائری مولانا عبدالجلیل صاحب

[۶] روحانی رابطہ قاضی عبدالحلیم اثر ۱۰۴۶ / ۱۰۴۷

افغانستان کے عوام اکثر شادی بیاہ اور دوسری تقریبات میں بدعتیں کیا کرتے تھے کچھ لوگ تو ان سفید ریش حضرات کے جرگہ کے اہتمام میں خلاف شرع کام سے رک جاتے تھے اور جو ان کے احترام میں خلاف شرع کام سے نہ رکتے تھے۔ وہ اللہ تعالی کی طرف سے ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہو جاتے تھے کہ پھر ان کا اس آفت سماوی سے نکلنا مشکل ہو جاتا۔

جب کچھ عرصہ بعد آپ ذرا کھل کر سامنے آئے احباب و مریدین کا حلقہ وسیع ہوا تو شادی بیاہ اور دوسری تقریبات جو کہ خلاف شرع ہوتیں آپ انہیں اس موقع پر بہ زور و جبر روکتے اور آلات موسیقی کو توڑ دیتے اور اگر ایسے لوگ افغانستان کی حکومت سے شکایت کرتے تو حکام الٹا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمدرد بنتے اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی سرپرستی حضرت پائندہ محمد صاحب المعروف بہ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہڈے شریف کے ذمہ تھی۔ جس کی ایک ادنیٰ مثال یہاں پیش کر رہا ہوں

جناب سکندر خان ولد محمد حسن ساکن للمہ حال مہاجر پاکستان بیان کرتے ہیں کہ ہم کنڑ کے سید عباس باچا کے گھر گئے ہوئے تھے وہاں سے واپسی پر جب ہم للمہ پہنچے تو گاؤں میں کسی کی شادی کی تقریب میں رقص و سرور کی محفل برپا تھی جب ہم وہاں پہنچے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آن کی آن میں ان کے تمام آلات موسیقی توڑ دیے۔ اور میدان میں ہم صرف چھ افراد رہ گئے اور تمام تماش بین غائب ہو گئے۔ اسی مجمع میں ہم نے ایک آدمی سے سنا جو کہہ رہا تھا کہ حضرت نجم الدین المعروف ہڈے صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قربان جاؤں جس کے آدمیوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارک سے واقف نہ تھا۔ اس کے بعد ہم لوگ ہڈہ شریف گئے اور وہاں اپنے پیر و مرشد معروف بہ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو واقعہ

سنایا۔ جس پر انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت داد دی اور فرمایا کہ آپ نے بہت بڑا جہاد کیا ہے۔ کسی کی پرواہ نہ کریں۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی پولس والے آپ کے دروازے پر کھڑے تھے جن کے پاس رپورٹ درج تھی جس میں ان رقص کرنے والوں نے اپنے سامان کے ٩٠٠٠ روپے درج کئے تھے کہ ہمارا ٩٠٠٠ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ کو گورنر صاحب بلاتے ہیں تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلو انگریزوں کی قید کو ہم کاٹ چکے ہیں ان مسلمانوں کی جیل بھی دیکھ لیتے ہیں مگر اس کی خبر ہڈہ شریف میں حضرت پائندہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ استاد صاحب کو ہوگئی۔ جس پر انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں میں خود ان سے بات کرلوں گا۔ اس زمانے میں سردار★ محمد داؤد خان گورنر جلال آباد تھے۔ ان کے اس حکم پر حضرت پائندہ محمد صاحب المعروف بہ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وجد میں آگئے اور اپنے ایک شاگرد حضرت میاں گل صاحب سے فرمایا کہ وہ اسی وقت ایک تحریر لے کر سردار داؤد کے پاس جائیں اور ان سے کہہ دیں کہ ان کو اپنی سیٹ پر باقی رہنا پسند ہے یا نہیں ؟ اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو المعروف بہ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے واپس للمہ اپنی رہائش گاہ بھیج دیا اور اس کے بعد پھر کسی بھی پولیس والے نے آپ سے کبھی باز پرس نہیں کی۔ اور آپ کھل کر امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنے لگے آپ نے تقریباً" 9 سال وہاں امربالمعروف کا کام سرانجام دیا اور افغانستان کے کونے کونے تک خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔[1]

---

[1] روایت سکندر خان ولد محمد حسن للمہ افغانستان

★ سردار داؤد کے زمانے میں گورنر کو حاکم اعلی کہا جاتا تھا۔

استاد صاحب ؒ حضرت حاجی صاحب ؒ پر بہت زیادہ شفقت اور مہربانی فرماتے تھے جس کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ واقعہ جناب امین الحق صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے

امین الحق صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نعت خواں جناب معروف اور عبدالستار صاحب جو کہ حضرت حاجی صاحب ؒ کے خلیفہ بھی تھے افغانستان کے علاقہ للمہ گئے جہاں حضرت حاجی صاحب ؒ کے بہت زیادہ مرید ہیں۔ معروف صاحب نے حضرت حاجی صاحب ؒ کی ایک خوبصورت نعت پڑھی نعت کے بعد تمام لوگوں نے جناب عبدالستار صاحب سے درخواست کی کہ وہ حضرت حاجی صاحب ؒ کی یاد میں ان کا کوئی واقعہ سنائیں جس پر انہوں نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب ؒ کے پیر و مرشد جناب استاد صاحب ؒ ھڈے شریف میں رہتے تھے۔ جن کا معمول تھا کہ وہ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک کسی سے بات چیت نہیں کرتے تھے اور اپنے وظائف میں مشغول رہتے تھے کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی جس پر آپ خاموش رہے مگر جب لوگوں کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں نے خواب دیکھا کہ ھڈے شریف میں ہمارے سلسلے کے تمام پیران عظام تشریف فرما ہیں۔ ھڈے صاحب ؒ (حضرت نجم الدین صاحب ؒ) نے مجھ سے کہا کہ حضرت عبدالغفور صاحب المعروف بہ سوات صاحب ؒ سے ملو۔ میں آگے بڑھا اور عبدالغفور صاحب ؒ سے ہاتھ ملایا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور تمام لوگوں سے کہا کہ اس لڑکے کو سامنے والی عمارت میں کون لے کر جائے گا۔ جس پر ھڈے صاحب ؒ نے کہا کہ قربان میں لے جاؤں گا۔ لہٰذا وہ مجھے سامنے والی عمارت میں لے گئے وہ عمارت ایسی شاندار تھی جو کہ میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی جس کی مثال دینا نہایت مشکل

ہے کچھ کمروں میں سے گزرنے کے بعد انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ آگے مجھے جانے کی اجازت نہیں آپ اس سامنے والے کمرے میں چلے جائیں وہاں حضور ﷺ اور ان کے چاروں یار تشریف فرما ہیں۔ نہایت ادب و احترام سے ان کے سامنے بیٹھنا لہٰذا میں کمرے میں داخل ہوا تو حضور ﷺ کے ایک طرف حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور دوسری طرف حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ تشریف فرما تھے اور ساتھ میں حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کے حوالے ایک کام کرتا ہوں اس کو پورا کرو گے میں نے دل میں خیال کیا کہ انکار کی تو گنجائش ہی نہیں مگر جو بات آپ ﷺ کہنے والے ہیں اس کو پورا نہ کرسکا تو پھر کیا کروں گا۔ میں اسی کشمکش میں مبتلا رہا کہ حضور ﷺ نے دوبارہ فرمایا اور پھر تیسری دفعہ فرمانے کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں عرض کروں۔ اجازت کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ ضرور پورا کریں گے۔ اس پر حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ آپ کو کیا پتہ کہ میں اس کو کیا کہنے والا تھا جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ آپ ﷺ ان سے یہی کہنے والے تھے کہ عصر اور مغرب کے درمیان کسی سے بات چیت نہ کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اسی طرح کہنے والا تھا اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوا تو وہ دن اور آج کا دن میں نے اپنا معمول بنالیا ہے کہ کسی سے بات چیت نہیں کرتا۔[1]

---

[1] روایت امین الحق صاحب سلیمان خیل جنہوں نے صاحبزادہ فیضان اللہ صاحب اور صاحبزادہ حسبنا اللہ صاحب فرزند ارجمند حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں بیان فرمایا۔

للمہ ہجرت کے ابتدائی دنوں میں آپ کے ساتھ ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ جب آپ جمعہ کی نماز کے لئے ہڈے صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جامع مسجد[ل] گئے تو لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ممبر پر بیٹھ کر کچھ فرمائیں آپ ممبر پر گئے اور کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور رونے لگے پھر کھڑے ہو گئے اور بیٹھ گئے اور پھر تیسری دفعہ کھڑے ہو کر بیٹھ گئے اور روتے رہے آخر آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے یہ نعت شروع کی۔

آبرو د دواړو کونو د خاکِ قدم ستا ده
دُرشل د عزت پوره ته په عرشِ عظیم ستا ده
ناسوت او ملکوت کښې هم ستا د حسن شور دے
غوغا د شوق او عِشق په لوح و قلم ستا ده

ترجمہ:۔ دونوں جہانوں کی عزت آپ کے قدم خاک پر یعنی زمین پر لگنے سے ہے

اور آسمان کے دروازوں کو عزت آپ کے ہاتھوں نصیب ہوئی

ناسوت اور ملکوۃ میں تمام تر شور آپ کے حسن کا ہے

اور لوح و قلم میں شوق و محبت کا شور آپ ہی کا ہے

اس وقت جامع مسجد کے منتظم سید یوسف باچا تھے جو کہ اپنے علاقے کے ایک معزز شخصیت تھی اور جن کا اثر تمام علاقے پر چھایا ہوا تھا اور لنگر کو وہ اپنے ہاتھ سے چلاتے تھے اور امور کاروبار ان کے ہاتھ میں تھا اور لوگ ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ عقیدت تھی لیکن ان کی ملاقات کبھی بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے

[ل] اس مسجد کو روسی فوج نے شہید کر دیا تھا جس کی تعمیر اب دوبارہ ہو رہی ہے

نہیں ہوئی تھی۔ جب ان کو پتہ چلا کہ یہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یعنی حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو انہوں نے آپ کی بہت عزت کی اور خوشی کا اظہار کیا۔

اس جامع مسجد کا مہتمم راشاد نامی جو کہ ایک مصری تھا اور اس کو مصر سے لا کر یہاں مہتمم مقرر کیا گیا تھا جو کہ صرف نام کا مسلمان تھا۔ داڑھی نام کی کوئی چیز اس کے چہرے پر نہیں تھی اور لباس بھی وہ انگریزی یعنی پینٹ کوٹ پہنتا تھا جب اس نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نعت پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس نے غرور کے عالم میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اپنے یہ نغمے بند کرو۔ یہ بات سید یوسف باچا کو بہت بری لگی اور اس نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اس کو پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیں ان لوگوں نے نہ صرف اس کو باہر نکالا بلکہ اس کی خوب حجامت بھی کی اس بات کا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بہت رنج ہوا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن وہاں لوگوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنا بہت مشکل تھا پھر سید یوسف باچا نے آپ سے عرض کیا کہ اس نعت شریف کو بار بار پڑھیں۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ راشاد یہاں کے گورنر کا رشتہ دار ہے اور گورنر اس کا بہت خیال رکھتا ہے (اس وقت ظاہر شاہ کی حکومت تھی) لہٰذا یہ جلال آباد کے گورنر کے پاس جائے گا اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں گورنر آپ کی شان میں کوئی گستاخی نہ کر بیٹھے اس لئے آپ یہاں کھانا کھانے کے بعد حصار شاہی چلے جائیں۔ حصار شاہی ایک بہت بڑا گاؤں ہے۔ میں نے وہاں کے لوگوں کو پیغام بھیج دیا ہے آپ رات کا کھانا ان کے ساتھ جا کر کھائیں گے۔ وہاں گورنر کے آدمی آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس لئے آپ حصار شاہی چلے جائیں۔

لہٰذا ایسے ہی ہوا کہ گورنر نے آپ کے پیچھے آدمی دوڑائے مگر وہ آپ تک نہیں پہنچ سکے۔ راشاد اپنی شرمندگی کی وجہ سے واپس جامع مسجد نہ آیا اور دوسرے جمعہ کو اپنے وطن روانہ ہو گیا۔ مگر یہ بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ جس نے بھی آپ کی شان میں گستاخی کی جرات کی وہ تباہ ہوا اور یہی راشاد کے ساتھ بھی ہوا اور وہ اپنے جہاز سمیت تباہ ہو گیا۔

افغانستان میں اصلاح احوال کی مساعی مبارکہ

آپ نے حکومت افغانستان کے ساتھ حقیقت و صداقت کا جو رویہ اختیار کیا تھا وہ از خود قابل تعریف ہے۔ خصوصاً" محمد افضل شنواری کی بغاوت کے موقعہ پر صدر اعظم محمد ہاشم خان نے کابل سے شنواروں کے قلعہ کئی میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بذریعہ ٹیلی فون برائے اصلاح جو بات چیت کی وہ قابل ستائش ہے۔ چنانچہ اس اہم موقع پر آپ نے مذکرات کے ذریعہ اصلاح کی اور معاملے کو خونریزی سے بچایا[۵] ☆

1937ء/۱۳۵۶ھ میں آپ حضرت باباجی ترنگزی رحمۃ اللہ علیہ کی بیمار پرسی کی خاطر سرخ کمر غازی آباد روانہ ہوئے ابھی آپ راستے میں ہی تھے کہ آپ کو خبر ہوئی کہ حضرت باباجی ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۴ دسمبر 1937ء کو وفات پا چکے ہیں۔ لہٰذا آپ وہاں تعزیت کی خاطر چند دن رہے اور وہاں سے پھر واپس افغانستان ننگرهار للمہ تشریف لے گئے۔ اور اپنے مشن کو جاری رکھا

[۵] بہار مدینہ از رضوان اللہ صاحب نواسہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ظاہر شاہ سے ملاقات

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ سے بھی ملاقات کی اور امر بالمعروف کے ذریعے اسے راہ راست پر لانے کی کوشش کی ملاقات کے دروان آپ نے ظاہر شاہ سے فرمایا کہ آپ ہماری اسلامی مملکت کے بادشاہ ہیں آپ کو اس وقت اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے اور تمام افغانستان کے عوام آپ کے حکم کے تابع ہیں آپ کا فرض ہے کہ آپ خود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں اور اپنے عوام کو بھی اسی مقدس راستے پر چلنے کا حکم صادر کریں۔ اور ساتھ ہی اعلان کرادیں کہ افغانستان کے عوام آج کی بعد شرعی داڑھی رکھیں گے اور اسی طرح دوسرے فسق و فجور کے کام جو کہ آپ کی حکمرانی میں ہو رہے ہیں ان کو روک دیں۔ تو جتنے بھی لوگ اس امر پر عمل کریں گے اس کا ثواب آپ کے اعمال نامہ میں لکھا جائے گا اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو جتنے برے اور ناکارہ کام آپ کی حکمرانی میں ہوں گے روز آخرت میں ان کے بارے میں آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ کیونکہ آپ کے حکم سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اس پر ظاہر شاہ بالکل خاموش رہا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی جواب نہ دے سکا۔ اور کہا کہ میں کوشش کروں گا۔

وہاں سے روانگی کے بعد ظاہر شاہ نے اپنے حکام سے اتنا ضرور کہا کہ حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کو پھر مرکزی حکومت میں داخل نہ ہونے دیں اور باہر افغانستان میں گھومنے کی اجازت ہے کوئی کچھ نہ کہے۔ لیکن پھر ایک اشتہار اور اخبار کے ذریعے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ پشاور میں چکلہ بازار کی طرف دلائی گئی۔

اس کے بعد آپ وہاں ایک دوسرے شخص سے ملاقات کی غرض سے گئے جس کا نام نقیب خان تھا اور اس کے دربار میں روزانہ بہت زیادہ چرس پی جاتی تھی۔ ہر وقت نشے میں مست آدمی اس کے دربار میں موجود رہتے تھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے ہاں تشریف لے گئے اس نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آنے کا مقصد پوچھا تو آپ نے اس سے کہا کہ ہم آپ کے خادم ہیں کیونکہ آپ سید گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں آپ کا ہمارے اوپر بہت حق ہے وہ ہم پورا نہیں کرسکتے کیونکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں عرض صرف یہ کرنی ہے کہ چونکہ آپ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں لہٰذا آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر عمل پیرا ہوں اور ان تمام خرافات کو ختم کردیں۔ یہ سن کر ان صاحب کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں مگر اس کی ہمت نہ ہوسکی کہ آپ کی شان میں گستاخی کرے لہٰذا آپ وہاں سے تشریف لے آئے۔

بعد میں کسی نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ آپ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اس کو حق کی تبلیغ کی ہے آج تک کسی نے بھی اس کو اس قسم کی تبلیغ نہیں کی اگر وہ ذرا بھی آنکھ کا اشارہ کر دیتا تو اس کے چرسی مرید آپ کو زندہ نہ چھوڑتے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ میری زندگی کا تو مقصد ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔

ننگرھار افغانستان میں تقریباً نو سال کا عرصہ گذارنے کے بعد آپ کو آپ کے مرشد کے صاحبزادے جناب بادشاہ گل فضل اکبر صاحب نے واپسی کا حکم فرمایا لہٰذا آپ ان کے حکم کے مطابق وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِكَ وَنَبِیِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزَنِ رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِیَّةِ مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِیْمَانِیَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّةِ مَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِیَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِیِّیْنَ مُقَدَّمِ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِیَآءِ الْمُكَرَّمِیْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰی صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِكَ وَتَرْضِیْهَا وَتَرْضٰی بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰی اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ وَالتَّحِیَّةِ فِیْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَفَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَكَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِیْمِ الْجَمِیْلِ الرَّءُوْفِ الرَّحِیْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب ﷺ

باب چہارم

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تحریک

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ننگرھار سے پشاور آمد

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا تیسرا دور نہایت اہمیت کا حامل ہے جس میں آپ نے نہایت تاریخی کارنامے سرانجام دیئے۔ جن کا ذکر انشاء اللہ اس باب میں مکمل تفصیل سے درج کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اپنی جلاوطنی کے بعد آپ ننگرھار سے پشاور کے لئے روانہ ہوئے جس کو اس وقت کے مشہور اخبار "روزنامہ سرحد پشاور" ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء نے نمایاں سرخی کے ساتھ یوں شائع کیا

فخر افاغنہ مولانا محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پشاور تشریف لا رہے ہیں مسلمانان پشاور کا فرض

پشاور ۱۴ نومبر یہ اطلاع پشاور کے اسلامی حلقوں میں نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ فخر افغان مولانا محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بروز جمعہ ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء صبح گیارہ بجے پشاور آرہے ہیں آپ کی ذات گرامی سے سرحد کا کوئی مسلمان ناواقف نہیں ہوگا۔ آپ صوبہ سرحد کے مشہور علماء میں سے ہیں اور پرانے قومی کارکن ہیں آپ بارہا قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کرچکے ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں جیل سے رہا ہو کر صاحب موصوف علاقہ مہمند آزاد تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے درس قرآنی کا سلسلہ جاری رکھا۔[۵] آپ آج پورے آٹھ سال بعد اپنے وطن کو واپس آرہے ہیں معلوم ہوا ہے کہ کل بروز

---

[۵] یہاں اخبار نے 1934ء کا ذکر کیا ہے جوکہ صحیح نہیں بلکہ اس تاریخ کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی فضل واحد صاحب المعروف بہ حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے تھے (مؤلف)

جمعرات آپ غازی آباد علاقہ (آزاد مہمند) سے شب قدر پہنچیں گے اور جمعہ کے دن صبح گیارہ بجے شاہی باغ پشاور کے قریب خدائی خدمتگاران ' افغان جرگہ ' رضاکاران مسلم لیگ اور مجلس احرار اسلام نیز سفید کپڑوں میں ملبوس خاکسار آپ کے استقبال کے لئے موجود ہوں گے۔ وہاں سے جلوس کی شکل میں انہیں پشاور شہر لایا جائے گا۔ آپ نماز جمعہ مسجد مہابت خان میں ادا کریں گے اور اس کے بعد آپ افغانوں کی تنظیم کے موضوع پر ایک تقریر فرمائیں گے۔ مسلمانان پشاور کا فرض ہے کہ وہ نہایت کثیر تعداد میں بروز جمعہ 20 نومبر کو صبح گیارہ بجے شاہی باغ کے قریب پہنچ کر اپنے قابل فخر لیڈر کے جلوس میں حصہ لیں اور اپنی اسلامی اخوت کا ثبوت دیں۔

طوائفوں کا پشاور شہر سے ختم کرنے کے اقدامات

۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء کو شب قدر کے راستے آپ پشاور پہنچے۔ جہاں سے آپ کو مسجد مہابت خان لایا گیا نماز جمعہ کے بعد آپ نے ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے لوگوں پر اعلائے کلمۃ الحق کے لئے زور دیا۔ اور جب اس موضوع پر آپ نے اپنی تقریر ختم فرمائی تو پھر اپنے سر مبارک سے پگڑی اتار کر زمین پر رکھ دی[لے] ☆ اس ہجوم میں ایک شخص مولانا عبدالجلیل صاحب بھی شامل تھے جن کی زبانی یہ واقعات راقم حروف تک پہنچے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے جب پگڑی سر مبارک سے اتاری تو لوگوں کے سامنے وہ تاریخی تقریر شروع کی جس نے ہر غیرت مند مسلمان کے دل کو جوش سے گرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور درود شریف جو

[لے] روایت مولانا عبدالجلیل صاحب

ان کا مخصوص انداز تھا کے بعد آپ لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ الحمدللہ ہم مسلمان ہیں اور کلمہ پڑھا لاالہ الا اللہ محمد رسول ﷺ اور پھر پٹھان ہیں اور کیسے پٹھان غیرتی پٹھان جو کہ جائیداد اور بہن بیٹی کی عزت پر اپنے سروں کو قربان کردیتے ہیں۔ ہماری بہن بیٹی کو اگر کوئی بدنظر سے دیکھے تو ہم اس کو پھر زندہ نہیں چھوڑتے۔ الحمدللہ کہ ہم غیرت سے بھرپور پٹھان ہیں اور دوسری طرف پٹھان اپنے آپ کو خالد باباؒ کی اولاد کہتے ہیں تو میرے پٹھان بھائیوں ہم اس وقت اپنے غیرت کے دعوی میں سچے ثابت ہوں گے۔ جب ہم اس کا ثبوت پیش کریں۔ اس کا ثبوت ہم اس طرح دیں گے کہ پشاور میں موجود چکلہ کو ختم کردیں گے۔ یہ پگڑی میں اس وقت تک اپنے سر پر نہیں رکھوں گا جب تک آپ سب اتفاق کے ساتھ یہ وعدہ نہ کریں کہ پشاور سے اس چکلہ کو ختم کریں گے کیونکہ یہ تمام طوائفیں مسلمان ہیں اور ان کے پاس ہر ذات و قوم کے لوگ آتے ہیں جن میں ہندو۔ سکھ ' انگریز سب شامل ہیں۔ اور ان کے ساتھ بدکاری کرتے ہیں خود اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان مرد اور عورتیں بہن بھائی ہیں تو پھر یہ ہماری مسلمان بہنیں ہیں جو کہ بازار میں بدکاری کرتی ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے یہ ہمارا فرض ہے کہ ان کی اصلاح کریں۔ اور اسی بے غیرتی کی وجہ سے ہمیں اپنے سروں پر پگڑیاں نہیں باندھنی چاہیئے کم از کم میں تو ایسا نہیں کرسکتا جب تک آپ وعدہ نہ کریں اس پر تمام لوگوں نے وعدہ کیا کہ جس طرح آپ فرمائیں گے اس طرح کیاجائے گا۔ اور ہر قسم کی قربانی دیں گے۔ اور پھر تہکال (پشاور) کے ارباب عبدالغفور خان صاحب نے پگڑی اٹھا کر آپ کے سر مبارک پر رکھ دی کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں اور ہر کوئی عملی کام کے لئے اپنا نام رضاکاروں کی لسٹ میں درج کرانے لگا۔ مولانا عبدالجلیل صاحب فرماتے ہیں

کہ میں نے بھی اپنا نام لسٹ میں درج کیا دوسری طرف پشاور کی ایک اصلاحی کمیٹی بھی حرکت میں آگئی اور لوگوں کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کے لئے اکٹھا کرنے لگی اور ایک اشتہار پشاور شہر میں شائع کیا۔[۱]

طوائفوں کو ہٹانے کا یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ پچاس مسلح افراد کو صبح سے عصر تک یہ ڈیوٹی دی کہ کسی کو چکلے سے گزرنے نہ دیں اور اسی طرح عصر سے صبح تک دوسرے مسلح آدمیوں کی ڈیوٹی مقرر کی۔ جس کا اقرار واضح انداز میں اس وقت کی حکومت نے کیا چنانچہ لکھتے ہیں:

۱۱ دسمبر ۱۹۴۲ء کو جب پارٹی کی رضاکاروں نے ٹھٹھی بازار کو بند کر دیا تو افغان جرگہ کھل کر سامنے آگیا۔ میونسپل کمیٹی بھی اس موقع پر پہنچ گئی کیونکہ ایک قرارداد میں انہیں جرگہ کی مدد کا پابند بنایا گیا تھا۔ مسلم لیگ کے رہنما جیسے اورنگزیب خان اور ایس لعل بادشاہ اور احرار لیڈر جیسے عبدالقیوم پوپلزئی نے مل کر ڈپٹی کمشنر تک افغان جرگہ کی یہ بات پہنچائی۔ حکومت نے اس بارے میں مدد کے لئے کہا۔ کئی بدقماش FCR کے تحت حراست میں لئے گئے اور ۸ جنوری ۱۹۴۳ء کو ٹھٹھی بازار صاف ہو گیا[۲] آگے لکھتے ہیں کہ ۲۲ جنوری ۱۹۴۳ء تک رضاکاروں کی تعداد ۷۰ تک ہو گئی۔[۳] چند دن بعد رضاکاروں کو ٹھٹھی بازار کو بند کرنے سے روک دیا گیا۔

یہاں اس بات کی یاد دھانی کرانی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے صاحبزادے جناب بادشاہ گل صاحب کی نصیحت کے مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء کو افغان جرگہ میں شامل ہوئے اور اس کے ایک

---

[۱] اشتہار:۔ چکلہ پر پکٹینگ اور زندہ دلان پشاور کی غیرت کا امتحان

[۲] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر 51 فائل 823 صفحہ 101 پشاور آرکائیوز

[۳] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر 51 فائل نمبر 823 صفحہ 193 پشاور آرکائیوز

سرگرم رکن بنے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا افغان جرگہ میں شمولیت کا مقصد ٹھٹھی بازار کو ہٹانا اور غیر مسلموں کو مسلمانوں کی کتب کی فروخت سے روکنا تھا۔[۱]

سرکاری رپورٹ کے مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۴۲ء کو تقریباً" ۲۱۰۰ بجے افغان جرگہ کے اراکین پر مشتمل ایک خفیہ میٹنگ ہوئی جو کہ برہان پیر صاحب کے مزار کے قریب چکلہ بازار میں ہوئی۔ اس میں فیصلہ کیا گیا کہ مسلم لیگ خاکسار ' احرار اور جمعیت علماء کو مدعو کیا جائے تاکہ وہ ٹھٹھی بازار کی بندش میں افغان جرگہ کی مدد کرسکیں۔ اور یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ بندش آج ہی ۰۷۰۰ بجے سے شروع ہو جائے گی۔[۲]

اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ٹھٹھی بازار کو ختم کرنے کی مہم کا آغاز دسمبر ۱۹۴۲ء میں شروع ہوا اور کافی جدوجہد کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ باقاعدہ پکٹینگ افغان جرگہ پر مشتمل ۲۶ رضاکاروں نے ۱۴ دسمبر ۱۹۴۲ء کو ۱۱ بج کر ۴۵ منٹ سے ۲۴۰۰ بجے تک شروع کی اور ٹھٹھی بازار کو بند رکھا۔

اس بندش کے دوران بدقماش پری سپر نکل وائٹر نے ایک رضاکار جب کہ روشن چوہدری (ٹھٹھی بازار کے) نے اپنے نوکر کو شوروغل مچانے کے لئے اکسایا اور کہا کہ رضاکاروں سے منہ ماری کرے۔ اس کے باوجود بندش نہایت پرامن ماحول میں رہی۔[۳]

جب دوسری بار حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی گاؤں واپس ۱۴ دسمبر ۱۹۴۲ء کو گئے تاکہ جرگہ کی آئندہ سرگرمیوں کو ترتیب دیا جاسکے۔

---

[۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۵۱ فائل نمبر ۸۲۳ صفحہ ۱۹۳ پشاور آرکائیوز
[۲] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۵۱ فائل نمبر ۸۲۳ صفحہ ۶۹ پشاور آرکائیوز
[۳] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۵۱ فائل نمبر ۸۲۳ صفحہ ۷۷ پشاور آرکائیوز

اس وقت تک افغان جرگہ میں رضاکاروں کی تعداد ۵۰ تھی۔

۲۳ دسمبر ۱۹۴۲ء کو ۷۰ رضاکاروں نے ہاشم خان تہکال افغان جرگہ نے ٹھٹھی بازار کو آدھی رات تک بند رکھا اور کوئی غیر تسلی بخش واقعہ نہیں ہوا۔[۱]

۷ جنوری ۱۹۴۳ء تقریباً ۳۰ رضاکاروں نے تہکال کے ہاشم خان کی سربراہی میں ٹھٹھی بازار کو ۱۰۳۰ بجے سے ۲۲۰۰ بجے تک بند رکھا تقریباً ۱۵۰۰ بجے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھ ارباب عبدالغفور خان صاحب اور میاں عبداللہ شاہ (مزارہ) کے ہمراہ ٹھٹھی بازار پہنچے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے افغان جرگہ کے رضاکاروں سے خطاب کیا اور دیکھا کہ تمام قماش بھاگ گئے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ تقریباً دو سو سال بعد واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نظر آئے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند آیات تلاوت فرمائیں اور نماز شکرانہ ادا فرمائی۔ انہوں نے وہ بورڈ بھی ہٹادیا جس پر ٹھٹھی بازار لکھا ہوا تھا اور کہا کہ اس کی جگہ کوئی موزوں نام دیا جائے گا۔

اسی دن ۷ جنوری ۱۹۴۳ء کو میاں فریداللہ مجسٹریٹ پشاور نے دوبارہ ۵ بدقماشوں کو گرفتار کر لیا اور روشن سلیمانی اور عبدالقادر کو ضمانت پر چھوڑ بھی دیا[۲] آپ کی انتھک کوششوں سے ٹھٹھی بازار میں بدقماشوں کی گنتی ۷ جنوری تک صرف ۱۱ رہ گئی تھی۔ اور انہوں نے اپنے آپ کو اپنے گھروں میں بند کر دیا اور چوری چوری اپنی سوسائٹی کی عورتوں کے ساتھ میل جول رکھا تاکہ اس بارے میں کوئی حکمت عملی اپنائیں۔ مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات نے ان کو کسی طرح بھی اس کام کی اجازت نہیں دی اور ہر ممکن طریقہ سے

[۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۵۱ فائل نمبر ۸۲۳ صفحہ ۹۱ پشاور آرکائیوز

[۲] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۵۱ فائل نمبر ۸۲۳ صفحہ ۱۱۵ پشاور آرکائیوز

ان کا راستہ روکا۔

۸ جنوری ۱۹۴۳ء کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ میاں عبداللہ شاہ صاحب اور ارباب عبدالغفور خان صاحب کے ساتھ 30/40 رضاکاروں کے جلوس کی شکل میں بازار گئے اور سیدھے ٹھٹھی بازار گئے جلوس نعرہ تکبیر چکلہ برباد اور محلہ غیرت اسلام زندہ باد کے نعرے لگا رہا تھا۔ اس کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہمرائیوں کے ساتھ واپس پارٹی دفتر آگئے اور انہوں نے ٹھٹھی بازار کی وسط میں اپنا دفتر تبدیل کر دیا۔ اور بالآخر وہ دن بھی آپہنچا جب ۸ جنوری ۱۹۴۳ء کو ٹھٹھی بازار تمام بدقماشوں سے پاک ہو گیا۔[۱]

اس تمام کاروائی کو کرنے کے لئے آپ نے بازار لنگی فروشان میں قاضی فضل رحیم سے ایک بالاخانہ ۱۵ روپے ماہوار کرائے پر لیا جہاں آپ نے رہائش اختیار کی اور آپ کے ساتھ آپ کے کچھ مرید رہتے تھے اور بالا خانے پر آپ نے ایک جھنڈا آویزاں کیا۔[۲]

آپ نے وہاں لوگوں کے سامنے ایک تاریخی تقریر فرمائی اور مسلمانوں کو اسلام پر چلنے اور متحد ہونے پر زور دیا۔ انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ وہ کبھی بھی قبائلی علاقے میں نہ جاتے اور کبھی بھی برطانیہ حکومت کی موجودگی میں واپس نہ آتے لیکن وہ مسلمانوں کو اس سنگین مسئلے پر اکٹھا کرنے کے لئے آئے ہیں انہوں نے مزید فرمایا کہ وہ اس وقت تک آرام نہیں کریں گے جب تک وہ مسلمان لڑکیوں کی بہتری کے لئے ٹھٹھی بازار بند نہ کرادیں۔ اور ساتھ ہی لڑکوں کے ناچنے کے رواج کو بھی فوراً بند کرنے کا حکم دیا۔

آخر کار آپ کی کوششوں سے بازار تمام طوائفوں سے پاک ہوگیا۔

---

[۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۵۱ فائل نمبر ۸۲۳ صفحہ ۱۱۹ پشاور آرکائیوز

[۲] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۵۱ فائل نمبر ۸۲۳ صفحہ ۶۷ پشاور آرکائیوز

اور آپ نے اس بازار کا نام اسلام آباد رکھا مگر جب پاکستان کے دارالخلافہ کا نام اسلام آباد رکھا گیا تو حکومت نے مذکورہ بازار کو حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب کر کے "آمین آباد" رکھ دیا۔

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد ۳ جولائی ۱۹۴۳ء کو آپ نے لوند خوڑ (مردان) میں شاہ ڈھنڈ کے حاجی محمد افضل خان کی مسجد میں ایک مذہبی تقریر فرمائی جس میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی۔ انہوں نے سننے والوں کو اپنی کامیابیوں سے آگاہ کیا جو کہ انہوں نے ٹھٹھی بازار کی بندش کے بارے حاصل کی تھیں۔ انہوں نے ان کو نصیحت کی کہ شادیوں پر فضولیات سے بچیں اور اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو حقیر نہ سمجھیں۔ کیونکہ یہ غیر مسلموں کا رویہ ہے۔ پھر انہوں نے مزید فرمایا کہ حکومت ہندوؤں کو مسلمانوں کی مذہبی کتابوں کی خرید و فروخت سے باز رکھے۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت قاضی سسٹم قائم کرے اور مقدمات کا فیصلہ شریعت بل کے تحت کیا جائے اور ٹھٹھی بازار کے طرز پر مشتمل بازار یا محلے جو کہ تمام صوبے میں ہیں 'ان کو فوراً' بند کیا جائے[۱] ☆

غیر مسلموں کو اسلامی کتب فروخت کرنے سے روکنا

ٹھٹھی بازار کو تمام بد قماشوں سے پاک کر کے بھی آپ آرام سے نہ بیٹھے کیونکہ آپ نے اپنی زندگی دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وقف کردی تھی اس لئے آپ خلاف شرع کام کو برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ اور جب تک اسے انجام تک نہ پہنچادیتے، چین سے نہیں بیٹھتے تھے چاہے آپ کی راہ میں

[۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر 51 فائل نمبر 824 صفحہ 61 پشاور آرکائیوز

بڑے سے بڑے پہاڑ ہی کیوں نہ کھڑے ہو جاتے کیونکہ ایک دنیاوی عاشق اپنے معشوق کی خاطر دودھ کی نہر بہا سکتا ہے تو ایک حقیقی عاشق کس طرح نہیں بہا سکتا۔ ابھی آپ فارغ نہیں ہوئے تھے کہ قصہ خوانی بازار پشاور میں ایک سکھ کڑک سنگھ نے اسلامی کتب کی خرید و فروخت کا کاروبار شروع کر رکھا تھا۔ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ بہت ناراض ہوئے اور پختہ ارادہ فرمایا کہ جب تک اس فتنے کو دور نہیں کریں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ**ہ
چنانچہ اس بارے میں "روزنامہ شہباز" لکھتا ہے کہ

۲۰ نومبر ۱۹۴۲ کو جب مجاہد سرحد حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ اپنے اجازت نامے کے ساتھ تقریباً" دس سال بعد اس صوبہ آئے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مقدس کتب کے ساتھ ساتھ دوسری مذہبی کتب کی فروخت بھی بند کی جائے جو کہ غیر مسلم فروخت کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت کے پریمئر اورنگزیب کے ساتھ ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کی۔ روزنامہ آگے لکھتا ہے

اب مسلمان منسٹری منظم ہوئی اور طویل مدت میں کئی دفعہ پریمئر سے اس مسئلے کا فیصلہ کرنے کی درخواست کی لیکن بدقسمتی سے پریمئر جو کہ صرف دیکھنے میں مسلمان تھا اس نے اس سوال کو چھیڑا تک نہیں اس کے تمام وعدے جھوٹے نکلے آخر کار ۱۳ اکتوبر کو جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے افغان جرگہ اور قبائلی علاقے کے لوگوں سے صلاح مشورے کے بعد زبردستی دکانوں کی بندش شروع کر دی۔

انہوں نے دوبارہ مسلم منسٹری کو اپنی مدد کے لئے کہا تاکہ اپنی مذہبی کتب کا وقار بحال رکھ سکیں ورنہ اس اسلامی مسئلے کی صورت میں پیدا ہونے والی صورت حال کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔[۵۰]

---

۵۰ سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۵۱ فائل نمبر ۸۲۴ صفحہ ۲۰۹ پشاور آرکائیوز

روزنامہ "پشتو خیبر میل" پشاور اپنی ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۴ء میں تازہ ترین خبریں کے حوالے سے لکھتا ہے کہ افغان جرگہ نے پشاور شہر میں سکھوں کے دکانوں کو اس وجہ سے بند کردیا ہے کہ وہ قرآن شریف اور دوسری مذہبی کتب کی فروخت سے باز آجائیں۔

۲۸ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو تھکال پایاں (پشاور) کے گل احمد اور شاخ نمبر۶ کے پوردل نے کڑک سنگھ کتب فروش قصہ خوانی بازار پشاور کی دکان کو ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۴ء تک معمول کے مطابق بند رکھا جس پر کڑک سنگھ نے شکایت داخل کی کہ مسلمانوں نے اس کی دکان کو بند کرر کھا ہے۔ جب ان کی شکایت پر کچھ افسران انکوائری کے لئے گئے جو کہ "A" ڈویژن میں تھی تو افغان جرگہ نے ان کو بتایا کہ ہم اسے دکان نہیں کھولنے دیں گے[۱] ☆☆

اسی طرح یہ پکٹینگ کامیابی سے جاری رہی اور ۲ نومبر ۱۹۴۴ء کو کڑک سنگھ کی دکان پر گل احمد اور پوردل صبح سے شام تک وہیں رہے جس پر کڑک سنگھ نے تنگ آکر اپنی دکان کے سامنے آنے والے گاہکوں کے لئے نوٹس لٹکا رکھا تھا اور افغان جرگہ کے دفتر جاکر دوپہر کے وقت گل احمد سے ملاقات کی تا کہ اس مسئلے کو جلد از جلد ختم کیا جاسکے مگر جب پھر بھی بات کسی نتیجہ پر نہ پہنچی تو پکٹینگ اپنی معمول پر جاری رہی اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پختہ ارادہ فرمایا کہ وہ ہر قیمت پر اس کو کتب فروخت کرنے سے باز رکھیں گے۔

۷ نومبر ۱۹۴۴ء کو جناب گل اور ضابطہ خان نے کڑک سنگھ کتب فروش کی دکان پر صبح سے شام تک ڈیوٹی دی اور دکان کو بند رکھا بعد میں افغان جرگہ کے ارباب عبدالغفور خان نے دن کے وقت دوبارہ کڑک سنگھ

---

[۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۵۱ فائل نمبر ۸۲۴ صفحہ ۲۴۷ پشاور آرکائیوز

سے کتابوں کو ہٹانے کے لئے کہا جس پر اس نے کہا کہ وہ ان کو ارباب رحیم کو کم قیمت پر فروخت نہیں کرسکتا۔ دوسری طرف کڑک سنگھ نے دوبارہ افغان جرگہ سے ملاقات کی اور انہوں نے حضرت حاجی صاحب ؒ سے درخواست کی کہ آپ مجھے کچھ وقت کی مہلت دیں تا کہ اس مسئلے کو سلجھایا جاسکے جس پر انہوں نے اس کی درخواست منظور کی اور اس کو دو آنے منافع پر تمام کتب فروخت کرنے کو کہا جس پر اس نے دوبارہ انکار کیا۔ البتہ مہلت کے بعد جب کچھ نتیجہ برآمد نہ ہوا تو بندش جاری رہی آخر مجبور ہو کر اس نے حضرت حاجی صاحب ؒ کے ایک مرید عبدالسلام دکاندار کو تمام کتب فروخت کردیں کتب کی مالیت ۱۴۰۰ روپے بنی مگر عبدالسلام نے اس کو ۱۵۰۰ روپے دیئے[۵۱] اور اس نے آئندہ کے لئے اسلامی کتب اور مقدس مذہبی کتب فروخت کرنے سے توبہ کرلی اور اس طرح آپ کی انتھک محنت اور کوششوں سے یہ مسئلہ بھی حل ہوا۔

اس تمام کاروائی سے پہلے آپ نے ۹ جولائی ۱۹۴۳ء کو جمعہ کی نماز کے بعد افغان جرگہ کے تمام اراکین کو ایک اجلاس میں جمع کیا جس میں افغان جرگہ کے تقریباً ۱۵۰۰ افراد نے شرکت کی اجلاس مسجد مہابت خان پشاور میں منعقد کیا گیا اور اس کی صدارت بھی آپ نے کی جس میں ارباب عبدالغفور خان، قاری فدا حسین اور خود حضرت حاجی صاحب ؒ نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور بعد میں چند قراردادیں پاس کیں جس میں ' سب سے پہلے ٹھٹھی بازار کی پکٹینگ تھی ۲ قاضی سسٹم کی بنیاد۔ اور مسلمانوں کی مذہبی کتب کی فروخت کو غیر مسلموں کے ہاتھوں بند کرنا تھا۔ اس وقت محمد اورنگزیب خان چیف منسٹر تھے لہٰذا ان کو خبردار کیا گیا کہ وہ ان کے مطالبات

---

۵۱ روایت صحبت اللہ صاحب جو کہ حضرت حاجی صاحب ؒ کے خلیفہ بھی ہیں۔ شاہ ڈھنڈ پشاور

تسلیم کریں ورنہ وہ اور ان کے ساتھی ممکنہ قدم اٹھائیں گے۔ اور قاری فدا حسین نے امید ظاہر کی کہ حکومت ان کے مطالبات تسلیم کرے گی۔ حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ منسٹری سے درخواست کی کہ وہ پنجاب میں لڑکیوں اور لڑکوں کا ناچنا بند کر دے پھر اسی رات یعنی ۹ اور ۱۰ جولائی کی رات پشاور شہر کے میموریل حال میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ افغان جرگہ کے سرکردہ رہنماؤں سے ملاقات کی جس میں تقریباً ۳۰۰ دوسرے افراد بھی شامل تھے اور وہاں بھی انہوں نے اپنے مطالبات کو داہریا اور انہوں نے حکومت برطانیہ کو خبردار کیا کہ مسلمان کسی بھی ایسی حکومت کی خلاف اسلامی جنگ لڑنے کے لئے تیار ہیں جس نے ہمارے معاملات میں مداخلت کی

فجزاهم الله تعالی احسن الجزاء

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی کوششیں

ان تاریخی کارناموں سے فارغ ہونے کے بعد بھی آپ چین سے نہ بیٹھے بلکہ اپنے گاؤں المجاہد آباد عمرزئی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام نہایت مستعدی سے انجام دیتے رہے۔ کیونکہ اس وقت یہ علاقہ نہایت پستی میں گھیرا ہوا تھا اور گرد نواح کی علاقوں کی حالت بھی قابل اصلاح تھی اور انفرادی حیثیت سے سب سے پہلے خلاف شرع امور سے بچنے کی طرف توجہ مبذول کرائی اور کچھ عرصہ تک اسی طرح انفرادی حیثیت سے امر بالمعروف کا کام سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۴۵ء میں قائد اعظم محمد علی جناح پشاور آئے۔[1] جس میں حضرت حاجی صاحب ؒ کو بھی ان سے ملاقات کی دعوت دی گئی۔ شاہی باغ پشاور میں ان کے استقبال کا پروگرام بنایا گیا تھا اس وقت کے تمام مسلم لیگی اکابرین ان کے استقبال کے لئے آئے تھے اور سرکاری بینڈ پوری آب و تاب سے بج رہے تھے حضرت حاجی صاحب ؒ نے ان تمام مسلم لیگی اکابرین سے فرمایا کہ یہ بینڈ کس لئے بج رہے ہیں تو انہوں نے حضرت حاجی صاحب ؒ سے کہا کہ یہ جناح صاحب کے استقبال کے لئے بج رہے ہیں جب جناح صاحب سیٹ پر آئیں گے تو ان کو سلامی دی جائے گی۔ اس پر حضرت حاجی صاحب ؒ نے فرمایا کہ اسلام میں اس کی اجازت نہیں اور خود جا کر ان کے تمام بینڈ توڑ ڈالے اور وہ تمام بینڈ والے وہاں سے بھاگ گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا رعب دیا تھا جیسے شاہین کبوتر کی طرف لپکتا ہے اور وہ ڈر کے مارے ادھر ادھر بھاگنے لگتا ہے پھر حضرت حاجی صاحب ؒ نے قائد اعظم سے ملاقات کی اور

---

[1] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۳۱ پشاور آرکائیوز

ان سے پاکستان میں قرآنی نظام حکومت کے اجراء کی درخواست کی۔ جس پر قائد اعظم نے وعدہ کیا مگر حضرت حاجی صاحب ؒ نے ان سے تحریری طور پر وعدہ لیا۔ کیونکہ ان کا نعرہ بھی یہی تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ"

اپریل ۱۹۴۵ء میں حضرت حاجی صاحب ؒ ہندوستان تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء اور طلبہ سے ملاقات کی جن میں مولانا محمد یوسف صاحب اور منظور نعمانی صاحب قابل ذکر ہیں اور ان کی دینی خدمات کو بہت سراہا۔ مختلف علاقوں سے گزرنے کے بعد آپ ضلع گورداسپور کے علاقے پٹھان کوٹ گئے جہاں آپ ۱۵ اپریل ۱۹۴۵ء میں مولانا مودودی صاحب سے ملاقات کی اس نشست میں آپ کے ساتھ عبدالغنی آف سرے، سید عبدالہادی آف ساڑو شاہ، تاج ملوک آف سوات اور آپ کے ایک مرید سردار علی خان بھی شامل تھے[1] ☆ چونکہ مولانا مودودی صاحب ایک سیاسی جماعت سے وابستگی رکھتے تھے جب کہ حضرت حاجی صاحب ؒ کسی بھی سیاسی پارٹی سے مستثنیٰ تھے۔ مگر آپ انفرادی حیثیت سے جو کام سرانجام دے رہے تھے وہ کسی بھی پارٹی سے کم نہ تھے جس پر مولانا صاحب نے حضرت حاجی صاحب ؒ کی بہت تعریف کی کہ جس انداز سے آپ شریعت کے اجراء کی کوشش کر رہے ہیں وہ بڑی سے بڑی پارٹی بھی نہیں کر سکتی۔

مولانا سلامت اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اپریل ۱۹۴۵ء میں سہارنپور میں طالب علم کی حیثیت سے رہتا تھا جب ہم نے یہ خبر سنی کہ صوبہ سرحد کی ایک عظیم شخصیت پٹھان کوٹ تشریف لائی ہوئی ہے۔ چونکہ میں مدرسہ میں قیام پذیر تھا اور ہم پٹھانوں نے ایک انجمن، انجمن طلبہ افغان کے نام سے قائم کی ہوئی تھی اور میں اس کا صدر بھی تھا اور عبدالعزیز مظہری جنرل

[1] روایت جناب حاجی جعفر خان صاحب باتصدیق جناب مولانا سلامت اللہ صاحب پشاور یوسف آباد

سکریٹری تھے اس لئے ہم نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دینے کا پروگرام بنایا۔ تاکہ ہم بھی ان سے ملاقات کر سکیں لہٰذا ہماری دعوت پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور تشریف لائے اور اپنے مخصوص انداز سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر نعت شریف کے ذریعے تمام جلسہ پر ایک رقت طاری کردی۔ نعت شریف کے بعد انہوں نے ہمیں نصیحت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ خوب دل لگا کر علم حاصل کرو کہ ہماری کامیابی اسی میں ہے اور آگے چل کر آپ کو اپنی قوم کی اصلاح کے لئے کمربند ہونا ہے۔ اس لئے اپنی پوری توجہ صرف اور صرف علم پر ہی مرکوز رکھو۔

مورخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ / ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء بروز بدھ آپ دیوبند تشریف لے گئے۔ جہاں ایک جلسے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ جو کہ مولانا عبدالحق صاحب کی صدارت میں ہوا۔ آپ دیوبند کے دارالشفاء اور دارالتفسیر سے ہوتے ہوئے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور جلسہ شروع ہوگیا۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے تلاوت کی اور عبدالرزاق صاحب نے نعت پڑھی پھر صدر صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند نصیحتیں کیں اور چند نعتیں پڑھیں۔ اور فرمایا کہ ہر طالب علم کا ایک موضوع ہوا کرتا ہے اس لئے آپ کے اس تمام علم کا موضوع رضا الٰہی ہے اس کو ہر وقت خیال کرتے ہوئے مدنظر رکھا کرو۔ دوسرا یہ کہ میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی فضل واحد صاحب المعروف بہ حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ طالب علم کے لئے تین چیزوں کا کرنا نہایت ضروری ہے اول استاد کی عزت کرنا، دوسرا کتاب کا ادب کرنا تیسرا مسجد کی عزت کرنا۔ فرمایا کہ میں نے اپنے پیر و مرشد حاجی فضل واحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ایک طالب علم کو فرمایا کہ اگر چاہتے ہو

کہ علم سیکھ لو تو ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ درود شریف اور پھر سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ○ پڑھو۔

پھر فرمایا کہ میں نے چند نمازیں مسجد دارالعلوم میں پڑھیں اور دیکھا کہ اکثر طلباء قومہ اور جلسہ وغیرہ کا خیال نہیں رکھتے اس کا اہتمام کرنا چاہیے اور آخر میں پھر چند نعتیں فرمائیں۔

پھر مورخہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ/۲۶ اپریل ۱۹۴۵ء بروز جمعرات کو آپ دہلی روانہ ہوئے اور ۱۰ بجے کے قریب دہلی پہنچے۔ جب آپ ایک ٹانگے میں سوار ہو کر ایک دوست کے ہاں جانے لگے تو اس کے گھوڑے کے گلے میں گھنگرو تھا آپ نے فرمایا کہ جب تک اس کے گلے سے گھنگرو اتارو گے نہیں اس وقت تک اس ٹانگے میں نہیں بیٹھوں گا۔ لہٰذا وہ انکار نہ کرسکا۔ گھوڑے کے گلے سے گھنگرو اتار دیئے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹانگے میں بیٹھ گئے آپ وہاں سے حضرت خواجہ نظام الدین الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر تشریف لے جانے لگے مگر بس تیار نہیں تھی۔ لہٰذا وہاں سے جامع مسجد تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں ظہر کی نماز ادا فرمائی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس مسجد کے امام صاحب سے ملاقات کی اور انہیں فرمایا کہ نماز میں قومہ اور جلسہ کے آداب کا لحاظ فرمائیں اور اپنی مقتدیوں کو بھی اس کا حکم کریں۔

۱۴ جمادی الاول / ۲۷ اپریل بروز جمعہ آپ روضہ مبارک حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ مزار کے قریب ایک فقیر کو ڈھولک بجاتے دیکھا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے ڈھولک بجانے سے منع کیا لیکن وہ نہ مانا تو

ے سورہ یٰسین = 58

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار کے ذمہ دار صاحب کے پاس گئے اور اسے فرمایا کہ اس فقیر کو ڈھولک بجانے سے روکیں لیکن اس نے معذوری کا اظہار کیا آپ کو سخت رنج ہوا بعدازاں آپ مزار کی مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز نفل ادا کی پھر پرانا قلعہ ' شیرشاہ سوری کی مسجد ' امیر حبیب اللہ خان کا بنایا ہوا کنواں اور مقبرہ محدثین گئے۔ مختلف اشخاص سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اس دوران آپ کے ساتھ آپ کے مرید خاص محمد اکبر صاحب تھے۔ متعدد جگہوں پر تبلیغ و ارشاد کا کام کرنے کے بعد واپس گاؤں تشریف لائے اب آپ نے محسوس کیا کہ ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو کہ ایک مثبت طریقے سے اجراء شریعت کا مطالبہ حکومت کے کانوں تک پہنچا سکے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزَنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتُرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

باب پنجم

جماعت ناجیہ کا قیام

آپ نے ۹ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ/۱۶ اپریل ۱۹۴۶ء بروز جمعرات کو تبلیغ و ارشاد کے لئے ایک جماعت تشکیل دینے کی تجویز پیش کرنے کے لئے ایک اجلاس طلب کیا جس میں صوبہ سرحد خاص کر ضلع مردان اور پشاور کے ۳۵۰ علماء و صلحاء نے شرکت کی[۵] اور یہ اجلاس بمقام المجاہد آباد منعقد ہوا۔ اس جماعت کی تشکیل کا اہم مشن اسلام کی ترویج تھا نیز اس جماعت کی زیر نگرانی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام کو منظم طریقے سے جاری کرنا مقصود تھا۔ چنانچہ اجلاس میں شریک تمام حضرات نے آپ کی تجویز کو بالاتفاق منظور کیا اور مجوزہ جماعت کا نام "جماعت ناجیہ صالحہ" رکھا گیا۔

جماعت ناجیہ کے اصولوں میں سب سے بڑا اصول یہ رکھا گیا کہ یہ جماعت حدیث نبوی ﷺ "ما انا علیہ و اصحابی" کے اصول کے تحت کام کرے گی۔ اور جو کوئی اس کی خلاف ورزی کرے گا خواہ وہ جماعت کا امام ہی کیوں نہ ہو اسے مجرم تصور کیا جائے گا اور اسے اس کے عہدے سے ہٹا کر دوسرا امام منتخب کیا جائے گا اور جماعت کو جو ملکی یا قومی معاملات پیش آئیں گے ان کا حل شرعی اصولوں کے تحت تلاش کیا جائے گا۔

جماعت کا نصیب العین، شرائط، نظام جماعت اور امامت کے درج ذیل شرائط و ضوابط رکھے گئے

نصیب العین جماعت ناجیہ

۱۔ اپنی زندگی کے تمام لمحات میں اپنی پوری کوشش و طاقت سے اللہ رب العزت کی رضامندی حاصل کرنا

---

[۵] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۲۵ پشاور آرکائیوز

۲۔ اور شرعی تدابیر سے شرعی حکومت کا قیام[۵۰]

شرائط جماعت ناجیہ صالحہ

۱۔ سب سے پہلے فرض، واجب، سنت اپنی اپنی جگہ پر بہتر طریقے سے ادا کرنا
۲۔ جملہ حرام اور وہ طریقے جو کہ حرام کی طرف راغب کرتے ہیں ان سے اپنے آپ کو بچانا
۳۔ غیر اسلامی حکومت کی کسی بھی وقت امداد نہ کرنا
۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اپنی استعداد کے مطابق انجام دینا۔ اور اس راہ میں تکالیف برداشت کرنا اپنی خوش قسمتی سمجھنا
۵۔ مشرک اور قبیح کاموں سے اپنے آپ کو بچانا
۶۔ اپنی استعداد کے مطابق جماعت کی ترقی کے لئے کچھ حصہ وقف کرنا

نظامت جماعت ناجیہ صالحہ

ہر شخص جو کہ مندرجہ بالا شرائط کا اقرار کرے اسے جماعت کا کارکن تصور کیا جائے گا اور اگر کوئی کسی کمزوری کی وجہ سے ان شرائط پر پوری طرح حاوی نہیں ہو سکتا اور اسے جماعت سے محبت ہے اور وہ آئندہ کے لئے ان شرائط کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور جماعت کے ساتھ مالی اور جانی امداد کے لئے بھی تیار ہو تو اس کو جماعت اپنے ہمدرد کے نام سے یاد کرے گی اور

[۵۰] بہار مدینہ از حاجی مولانا رضوان اللہ صاحب / سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر 16 فائل نمبر 250 پشاور آرکائیوز بحوالہ چھٹی انگریزی ۲۰۳۰ بتاریخ 10 مئی 1952ء

وہ مرکزی جلسوں میں شرکت کر سکے گا

امامت جماعت ناجیہ صالحہ

جماعت ناجیہ صالحہ کے مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق ایک امیر ہوگا جس کو امام المسلمین کہا جائے گا جو کہ شرعی اصولوں کے تحت ان کی رہنمائی کرے گا اور جماعت ناجیہ صالحہ جائز احکامات میں امیر جماعت کی اطاعت کرے گا۔ اور سالانہ اجلاس میں مجلس شوریٰ کو جماعت کے فائدے کی خاطر دوسرا امام منتخب کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

جماعت ناجیہ صالحہ کا مختصر اصول

۱۔ جماعت ناجیہ صالحہ اپنے اصول "ما انا علیہ و اصحابی" کے تحت ایک مستقل جماعت ہے

۲۔ مسلمانوں کی کسی جماعت سے بھی اس کی ایسی شرکت نہیں ہے کہ اس کا ملحق یا تابعدار متصور ہو۔

۳۔ مسلمانوں کی کسی جماعت سے اس کا مقابلہ نہیں ہے کہ وہ اسے اپنا دشمن سمجھے اس کو دشمن سمجھا جائے۔

۴۔ یہ جماعت مسلمانوں کی تمام جماعتوں یا افراد سے اسلامی اصولوں کے تحت ہمدردی اور رابطہ رکھتی ہے

۵۔ جماعت ناجیہ صالحہ کو اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو جماعت شرعی اصولوں کے تحت اس کا حل تلاش کرے گی

جماعت ناجیہ صالحہ کا پہلا انتخاب

۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں مجلس شوریٰ کے مطابق حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پہلا امیر منتخب کیا گیا اور مولانا محمد اسرائیل صاحب مہتمم دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی چارسدہ نائب امیر، حکیم عبدالمالک صاحب تحت بھائی مردان ناظم اعلیٰ اور جناب شیخ خلیل الرحمٰن صاحب نائب ناظم مقرر ہوئے جماعت ھذا میں ایک سال کے اندر اندر پانچ سو علماء اکرام اور چھ ہزار اراکین مذکورہ اصولوں کے مطابق شامل ہوئے۔

اسی سلسلہ میں ۷ اگست ۱۹۴۶ء کو ۱۵ علماء پر مشتمل اتمانزئی (چارسدہ) میں بھی ایک اجلاس ہوا جس میں جماعت ناجیہ صالحہ کے لئے مولانا محمد سعید کو پارٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔[۵۱]

۱۱ اگست ۱۹۴۶ء کو تقریباً 20/30 علماء پر مشتمل ایک اور اجلاس ہوا جس میں مندرجہ ذیل اراکین کا انتخاب ہوا۔

صدر مولوی سعداللہ اتمانزئی (چارسدہ) ناظم حکیم عبدالرحمان اتمانزئی (چارسدہ) خزانچی مولوی عطاء اللہ اتمانزئی (چارسدہ)[۵۲]

ان کاموں سے فارغ ہو کر ۱۷ ستمبر ۱۹۴۶ء کو آپ چوتھی مرتبہ حج پر تشریف لے گئے۔[۵۳] اور آپ کی غیر موجودگی میں ترنگزئی (چارسدہ) کے مولانا شہزادہ گل صاحب نے بحیثیت امام المسلمین پارٹی کی صدارت کی حج سے واپسی پر آپ نے دوسرا انتخاب کروایا۔

---

[۵۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۲۵ پشاور آرکائیوز

[۵۲] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۲۵ پشاور آرکائیوز

[۵۳] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۲۵ پشاور آرکائیوز

جماعت ناجیہ صالحہ کا دوسرا انتخاب

تقریباً" ایک سال بعد اپریل ۱۹۴۷ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ میں دوسرا انتخاب کروایا گیا جس میں نائب امیر جماعت جناب مولانا سربلند خان نواں کلے صوابی کو اور مولانا عبدالحلیم صاحب عمر زئی چارسدہ کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا جب کہ باقی عملہ بدستور وہی رہا اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی گی۔

اس اجلاس میں جماعت ناجیہ صالحہ کے لئے کالے رنگ کے جھنڈے کا انتخاب کیا گیا جس پر کوئی نشان نہ تھا[ل]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِكَ وَنَبِیِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَ اِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَ مَخْزِنِ
رَحْمَتِكَ وَ حِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَ عَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِیَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِیْمَانِیَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِیَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِیِّیْنَ مُقَدَّمِ جَیْشِ
الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِیَآءِ الْمُكَرَّمِیْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰی صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَ الْمِعْرَاجِ
وَ الْمِحْرَابِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَ الْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِكَ
وَتَرْضِیْهَا وَتَرْضٰی بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰی اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَحْبَابِهٖ وَ عَلٰی جَمِیْعِ
الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَ التَّحِیَّةِ فِیْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَ نَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَكَمَا یَنْبَغِیْ بِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِیْمِ الْجَمِیْلِ
الرَّءُوْفِ الرَّحِیْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ انِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ٥

سبحان ربی الاعلی   از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب ششم

جہاد کشمیر میں نمایاں کارنامے

جہاد کشمیر اور حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

پاکستان کو معروض وجود میں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ہندوؤں نے کشمیری مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم شروع کر دیئے جس سے کشمیریوں نے اس کے خلاف جدوجہد شروع کی۔ لیکن وسائل جنگ کی کمی اور کوئی منظم جماعت نہ ہونے کی وجہ سے وہ ظلم کا شکار ہونے لگے۔ مختلف لوگوں نے کشمیر کی آزادی کے لیئے جہاد کا آغاز کر دیا۔ جماعت ناجیہ صالحہ کو قائم ہوئے صرف سات ماہ کا عرصہ ہوا تھا۔ چونکہ یہ ایک شرعی جماعت تھی اس لئے اس جماعت کے بانی حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جماعت کے اراکین کو اکٹھا کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی۔ اور ساتھ ہی امر بالمعروف کے تحت مجاہدین کو جمع کرنا شروع کیا چنانچہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ / ۲ نومبر ۱۹۴۷ء کو حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں جماعت ناجیہ کے اسی (۸۰) مجاہدین جہاد کشمیر کے لئے تیار ہوئے۔ یہ مجاہدین گڑھی حبیب اللہ کے راستے مظفر آباد، ڈومیل، چناری، اوڑی سے ہوتے ہوئے مقام پٹن جو سری نگر اور بارہ مولا کے درمیان واقع ہے۔ پہنچے۔ وہاں یعنی پٹن کے مقام پر دشمن کی ایک پلٹن سے مقابلہ کیا اور دشمن آپ کے جذبہ ایمانی اور جہاد کو دیکھ کر وہاں سے بھاگ گیا اس مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے عظیم فتح نصیب فرمائی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غازی لشکر سے یار حسین مردان کے ایک مجاہد سید قمر علی شاہ باچہ شہید ہوئے۔ جماعت ناجیہ صالحہ کے مجاہدین کا یہ پہلا جہاد تھا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح سے ہمکنار کیا اس جہاد کی کامیابی سے آپ کی جماعت کے اراکین کے حوصلے نہایت بلند ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس وقت تک جہاد جاری رکھیں گے جب تک ہندوؤں کو یہاں سے بھاگنے پر

مجبور نہ کردیں۔ لہٰذا دوسری رات یعنی ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ / ۴ نومبر ۱۹۴۷ء کو آپ تین ہزار مجاہدین کی فوج کے ساتھ پٹن سے بھی تقریباً ۲۰ میل آگے (سڑک پر ایک پل کے قریب) دشمن کے دو بنگلوں کی اس محاذ پر پہنچ گئے جس کو دشمن بہت زیادہ اہمیت دیتا تھا اور اس کو سب محاذوں سے اول محاذ قرار دیتا تھا۔ چونکہ اس وقت آزاد فوج کے ایک افسر خورشید انور بھی موجود تھے۔ اور اس کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اتنی جان پہچان نہیں تھی اس لئے اس نے تمام مجاہدین جو کہ جہاد کی غرض سے آئے ہوئے تھے جس میں جماعت ناجیہ کے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے سے کہا کہ کوئی ایسا بہادر ہے جو کہ سری نگر کے محاذ اول پر حملہ کرے تمام لوگ حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بلند آواز میں فرمایا کہ میں اور میری جماعت کے مجاہدین اس پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

یہ ایک ایسا محاذ تھا جس سے ہندوستانی فوج اپنے اوپر حملہ آور ہونے والوں کو سامنے دیکھ سکتی تھی اور وہ باآسانی بمباری کرکے مجاہدین کو نقصان پہنچا سکتی تھی مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی پرواہ نہ کی بلکہ اپنے فرمان کے مطابق کہ ہم آئے ہی جہاد کی غرض سے ہیں۔ اور جہاد بھی ایسا کہ صرف اور صرف رضا الٰہی کی خاطر تو پھر زندگی کی کیا پرواہ؟ آپ نے اور تہکال (پشاور) کے ارباب عبدالغفور نے تین ہزار مجاہدین کی معیت میں دشمن پر حملہ کیا۔ زبردست جنگ کے بعد جماعت ناجیہ نے فتح حاصل کی اور آگے پیش قدمی کرتے رہے دشمن اپنے علاقے کو چھوڑتے ہوئے پیچھے بھاگتا رہا۔ اس دوران میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ برابر پیش قدمی کرتے رہے اور ان کو خبر نہ ہوئی کہ ان کے مجاہدین بہت پیچھے رہ گئے ہیں صرف گیارہ مجاہدین ان کے ساتھ تھے۔ اس دوران میں آپ سرینگر شہر سے ڈیڑھ میل کے فاصلے

پر پل کے قریب بم کے ذرے لگنے سے شدید زخمی ہو گئے۔ جس میں تین مجاہدین شہید ہوئے وہاں سے آپ کو ایبٹ آباد اور باقی زخمیوں کو لیڈی ریڈنگ پشاور ہسپتال داخل کیا گیا لیکن افسوس کہ آپ کے زخمی ہونے اور مجاہدین کے شہید ہونے کے بعد دوسرے مجاہدین حوصلہ ہار گئے اور ساٹھ میل پیچھے اوڑی کے محاذ پر واپس آگئے اور مفتوح مقامات پر کوئی نہ رہا۔

دوسری بار جہاد کا ارادہ

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایبٹ آباد ہسپتال میں تقریباً" بیس دن تک زیر علاج رہے اور صحت یاب ہونے کی بعد آپ دوبارہ اپنے ایک سو مجاہدین سمیت اوڑی کے محاذ چکوٹی کے مقام پر (دریا کے کنارے) دوبارہ پہنچے اور سخت سردی اور برف باری میں دو ماہ گزارے تاکہ دشمن کی مزید پیش قدمی کو روک سکیں اس دوران میں آپ وہاں برابر وعظ و نصیحت فرماتے رہے بعد اذاں آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تاکہ واپس جاکر زیادہ مجاہدین اور اسلحہ اکٹھا کریں اور پھر جہاد کے لئے آئیں۔

جماعت ناجیہ کے مجاہدین کی اعلیٰ کارکردگی کو دیکھ کر محاذ کے ایک بڑے فوجی افسر جنرل کمال خان صاحب نے چناری سے حضرت حاجی صاحب کو ایک سفارشی خط اس وقت کے صوبہ سرحد کے وزیر اعلی خان عبدالقیوم خان کے نام دیا جس کا ترجمہ یہاں پیش خدمت ہے۔

جناب عالی عزت مند چیف منسٹر صوبہ سرحد خان عبدالقیوم خان صاحب پشاور

میں محسوس کرتا ہوں کہ شاید حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ پہلے لوگوں میں سے

ایک فرد ہیں جو کہ ان علاقوں کے محاذ جہاد میں آگئے ہیں اور وہ بغیر کسی شک و شبہ کے حقیقی غازی ہیں۔ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ وہ ان اشخاص میں سے ہیں جو کہ اسلام کے مفاد کے واسطے کام کرتے ہیں۔ میں ان کے ہمراہ دس اور افراد کا بھی ذکر کرتا ہوں جنہوں نے کشمیر کے محاذ پر ان جیسے کام کئے ہیں۔ یہ بذات خود آپ کے ساتھ اسلحہ کے بارے میں بات چیت کریں گے سب کچھ جو کہ میں کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بغیر کسی چون و چرا کے میں اس کی امداد کے لئے شفارس کرتا ہوں

آپ کا مخلص کمال مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء

۱۱ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ

خط لے کر آپ واپس ہوئے ایبٹ آباد پہنچے تو ہزارہ کے ڈپٹی کمشنر غلام سرور خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی کمال خان صاحب کی تائید میں وزیر اعلیٰ کو خط لکھا جو کہ درج ذیل ہے

میں کمال کے ساتھ مکمل طور پر متفق ہوں جو کہ اس نے حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں رائے دی ہے۔ وہ دو دفعہ ان محاذوں میں زخمی ہوگئے ہیں اور مجھے یقین کہ اگر انہیں دینی معاملہ کے بارے موت سے واسطہ پڑے تو وہ خوشی سے قبول کریں گے۔ ان کے ہمراہی بھی ویسا ہی حیرت انگیز کام کرسکیں گے۔ بشرط کہ ان کا جذبہ خاص محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ جیسا ہو۔ میرے خیال میں ان کو اسلحہ دیا جاوئے۔ حضرتؒ حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے ہمراہی اسلحہ کے یقینی مستحق ہیں کہ ان کو دیا جاوے ۔ ان کے تقریباً" ۵۰۰ پانچ سو مجاہدین مرید ہیں ۔ میرے خیال میں پہلی دفعہ ان کو ۵۰۰ اسلحہ دیا جائے

غلام سرور خان ڈپٹی کمشنر ہزارہ
مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۴۸ء
۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ

ان دونوں خطوط کو لے کر جب آپ پشاور پہنچے تو سیدھے خان عبدالقیوم خان صاحب کے پاس گئے اور ان سے ملاقات کی دوران مذکورہ بالا خطوط پیش کیے ان پر اس کا بہت زیادہ اثر ہوا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اتنے ذمہ دار افسران نے سفارشی خطوط دیئے ہیں مگر انہوں نے نامعلوم وجوہ کی بنا پر اسلحہ دینے سے معذوری ظاہر کی اور کہا کہ حکومت کے پاس فی الحال اسلحہ نہیں ہے جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ کمال خان صاحب اور غلام سرور خان صاحب نے ہمیں یہ خطوط کسی دوستی کی وجہ سے نہیں دیئے ہیں بلکہ انھوں نے اپنی آنکھوں سے جماعت ناجیہ کی بہترین کارکردگی دیکھی ہے جس پر انہوں نے اتنے وثوق سے خطوط لکھے ہیں تا کہ جہاد کشمیر کو جاری رکھا جاسکے۔ آپ نے وزیر اعلیٰ سے فرمایا کہ آپ ملک کے ایک ذمہ دار حاکم ہیں لہٰذا آپ کو چاہیئے کہ آپ نہایت اخلاص سے ان خطوط پر غور کریں کیونکہ یہ مسئلہ نہ صرف وطن کے مفاد سے متعلق ہے بلکہ اس کا تعلق میدان کار زار میں کافروں کے خلاف مجاہدین کے اپنے سروں سے کھیلنے سے ہے۔ آپ کی ان باتوں کا عبدالقیوم خان صاحب پر بہت اثر ہوا اور انہوں نے غور و حوض کے بعد آپ سے پوچھا کہ آپ کے پاس کتنے مجاہدین ہیں؟ اور یہ جماعت کون سے اضلاع پر مشتمل ہے؟ جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت جماعت ناجیہ میں چھ ہزار افراد ہیں جو پشاور مردان اور کوہاٹ کے اضلاع پر منقسم ہیں پھر خان عبدالقیوم خان صاحب نے بہت غور و تحقیق کے بعد ۲۶ جنوری ۱۹۴۸ء / ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ کو اپنے قلم

سے تینوں اضلاع کے مجاہدین کے لئے ایک اجازت نامہ لکھا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان تینوں اضلاع میں جس کسی کے پاس آپ کا دیا ہوا اجازت نامہ ہوگا وہ آزادی سے اسلحہ رکھ سکے گا۔ اور قابل گرفت نہیں ہوگا۔

وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان صاحب کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے اجازت نامہ کا ترجمہ جو کہ مولف کے پاس محفوظ ہے درج ذیل ہے

ڈپٹی کمشنر پشاور۔ ڈپٹی کمشنر مردان۔ ڈپٹی کمشنر کوہاٹ

حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف ناجیہ پارٹی کے ساتھیوں کو اجازت دی جائے کہ پشاور مردان اور کوہاٹ کے اضلاع میں اسلحہ رکھ سکیں۔ کسی قسم کی وجوہات کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس پر شبہ پیدا ہو جائے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے افسر متعلقہ رائے دریافت کرے اور ان کی رائے کو منظور کیا جاوے۔[۵]

چیف منسٹر شمالی مغربی صوبہ سرحد مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۴۸ء

اجازت نامہ حاصل کر کے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جماعت کے مجاہدین نے اپنی جیب سے ایک ہزار بندوقیں خریدیں مگر دوسری طرف خان عبدالقیوم خان صاحب نے بظاہر تو اجازت نامہ لکھا مگر دوسری طرف اس پر عمل درآمد نہ کرنے کو بھی کہا۔ اور جیسے ہی جماعت ناجیہ کے مجاہدین نے بندوقیں باہر نکالیں۔ تو مجاہدین کی ساری بندوقوں کو پولیس نے ناجائز قرار دیدیا۔ بیس عدد بندوقیں پکڑ کر مع جرمانے کے ضبط کر لی گئیں۔ ان میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی بندوق بھی ضبط ہوئی۔ اور ایک سو پچاس روپیہ جرمانہ بھی ہوا۔ جس کا اعتراف اس وقت کی پولیس نے بھی کیا کہ ہاں جماعت ناجیہ کے مجاہدین کو جرمانہ کیا گیا چنانچہ لکھتے ہیں۔

---

[۵] الصادقہ ۲۷ اگست ۱۹۴۹ء ص ۱۴

گل رحمان ولد نور محمد کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت نامہ دیا اور وہ ہتھیار خریدنے کو سرائے خٹک چلا گیا جہاں گل رحمان کو پولیس نے گرفتار کیا اور ضمانت پر رہا کیا واپسی پر گل رحمان نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی چٹوں کو کالعدم قرار دینے کی شکایت کی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے متعلقہ پولیس سب انسپکٹر کو ایک خط لکھا لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ سب انسپکٹر سے کوئی جواب نہ ملنے پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نوشہرہ کے ڈی ایس پی کو ایک خط لکھا لیکن اس خط پر بھی کوئی عمل نہ ہوا اور آخر کار گل رحمان کو ۳۰ روپے جرمانہ کیا گیا اور اس کے اسلحہ کو ضبط کرلیا گیا۔[1]

ان بندوقوں میں سے ہر ایک بندوق سو سے چار سو روپے تک قیمت کی تھی۔ جب ہر طرف سے ناکامی ہوئی۔ تو جماعت ناجیہ کے مرکز عالیہ المجاہد آباد میں ایک اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ باقی ماندہ بندوقوں کو درپردہ فروخت کر دیا جائے جس پر عمل کرتے ہوئے جماعت ناجیہ کے مجاہدین نے اپنی بندوقیں نصف قیمت پر فروخت کردیں۔

اس کار روائی کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خان عبدالقیوم خان صاحب سے جماعت کی بے عزتی کا غالباً ۶ مرتبہ شکوہ کیا تو خان صاحب نے ہر بار ضبط شدہ بندوقوں کی فہرست طلب کی اور آپ نے بھی ہر بار فہرست پیش کی مگر افسوس صد افسوس کہ ہر بار خان صاحب نے فہرستوں کے گم ہونے اور اپنے اختیارات کے کم ہونے کا بہانہ کیا اور جب آپ مایوس ہو گئے تو پھر مزید استفسار پر فہرستوں کو پیش نہیں کیا۔[2]

جب یہ افسوس ناک واقعہ جماعت ناجیہ کے مجاہدین کے ساتھ پیش آیا

---

[1] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۱۰ پشاور آرکائیوز۔

[2] الصادق یکم محرم ۱۳۶۸ھ / ۳ نومبر ۱۹۴۸ء

تو جماعت ناجیہ کا ہر ایک مجاہد حکومت سے بد ظن ہو گیا لیکن جماعت ناجیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل تھی۔ لہٰذا اس وقت کے محاذ جنگ کے افسروں نے حکومت پاکستان کے دارالخلافہ کراچی کو پھر سے اطلاع دی کہ جس جماعت ناجیہ کے لئے پانچ سو بندوقوں کی سفارش کی گئی تھی وہ جماعت کہاں ہے اور بندوقوں کو لینے کے لیئے کیوں نہیں آئی؟ الغرض راولپنڈی سے جنرل طارق صاحب نے جماعت ناجیہ کے بزرگوں کو دعوت دی جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بذات خود تشریف لائے۔ اور آپ کو جہاد کے لئے تین سو امریکی بندوق۔ نوسٹین گن اور ایک برین گن دینے کی منظوری دی گئی۔ اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جرنل طارق صاحب سے کہا کہ ان کے پاس بھی کئی بندوقیں ہیں مگر وہ بلا لائسنس ہیں اور ان کا رکھنا جرم ہے جس پر جنرل طارق صاحب نے کسی ذریعے سے حکومت سے منظوری لے لی کہ جماعت ناجیہ کے بندوقوں کو نہ پکڑا جائے۔

تیسری بار جہاد کشمیر کے لئے روانگی

پونچھ محاذ کے حالات تحریر کرنے سے پہلے میں بہتر سمجھتا ہوں کہ ان اسباب کا ذکر کروں جس کی وجہ سے جہاد کشمیر کے لئے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بار بار جانا پڑا اور جس کو آپ نے جہاد کا نام دیا۔

محاذ پونچھ اور تفصیلی حالات، پونچھ کی حکومتی تنظیم

پونچھ چار تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ ۱۔ سونوتی ۲۔ باغ ۳۔ مینڈر ۴۔ حویلی سردار ابراہیم صاحب صدر آزاد کشمیر گورنمنٹ جو "ہوا نہ مہرہ" نامی گاؤں کے رہائشی تھے جو باغ اور سونوتی کے درمیان واقع ہے اور پلندری سے

گیارہ میل دور ہے۔ پونچھ میں داخل ہونے کے لئے مجاہدین کو "پچمن پتن" نامی پل پر گزرنا پڑتا تھا جو دریائے جہلم سے ملتا ہے۔

آغاز جنگ

شروع میں سکھوں نے اس پل کو جلایا تھا اور جب مجاہدین اس پل سے گزر رہے تھے تو ان کو بھی معلوم ہوا کہ واقعی اس پل کو سکھوں نے جلایا ہے جس کی وجہ سے حکومت نے اب ایک پل کی بجائے مجاہدین کے لئے دو پل تعمیر کروادیئے تھے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے جہاز گرانے والی توپ بھی لگادی تھی۔

اسباب جنگ

"تنگ آمد بجنگ آمد" ہری حکومت نے ایسے مظالم کی انتہا کردی تھی جس کی مثال دینی مشکل ہے اور مسلمان اس کے ظلم و ستم سے تنگ آچکے تھے نمونے کے طور پر دو مثالیں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کا تعلق علاقہ کے خاص و عام سے ہے تا کہ ہری حکومت کے مظالم سے آگاہی حاصل ہو جائے کہ وہ طرح طرح کے مظالم کے لئے کیسے حربے استعمال کر رہی تھی

ہوا پر ٹیکس

ایک شخص اگر اپنے گھر میں بجائے ایک دروازہ کے کئی کھڑکیاں بنائے تو ہر ایک کھڑکی پر فی کھڑکی ٹیکس لگایا جاتا تھا۔

چولہا پر ٹیکس

ایک شخص اگر کئی چولہے بنائے تو باوجود ایک گھر میں ہونے کے فی چولہا ٹیکس لگایا جاتا تھا ہری حکومت کے مظالم ایسے نہ تھے کہ اس پر خاموشی اختیار کی جاتی۔ اس لئے پونچھ کے باشندے منظم ہونے لگے اور حکومت کے خلاف جلسے ہونے لگے۔ ہری حکومت نے اس بغاوت کو دبانے کے لئے اقدامات شروع کیئے اور پونچھ میں دفعہ ۱۴۴ کو توڑنے کے لئے مقامی لیڈروں نے جدوجہد شروع کی جس کی وجہ سے بہت سے گرفتاریاں ہوئیں جن میں بہت سے لیڈروں کو جیل ہی میں قتل کر دیا گیا۔

فوجی لڑائی "پہلا حملہ"

"دیرہ کوٹ" جو پلندری سے نو میل دور ہے جس میں پونچھ کے باشندوں اور ڈوگرہ فوج کا مقابلہ ہوا مسلمانوں کے پاس اس حملے میں صرف ۳۳ رائفل تھیں جب کہ باقی لوگ کلہاڑیوں اور لاٹھیوں سے لڑائی لڑتے تھے۔ بالمقابل ہر حکومت کے مسلح ڈوگرے تھے جو پونچھ کے مختلف قلعوں اور چوکیوں میں تعینات تھے۔ مسلمانوں کا جذبہ حریت اتنا زبردست تھا کہ ڈوگرہ فوج مرغوب ہو گئی اور اپنے مورچے خالی کر کے بھاگنے لگی۔

دوسرا حملہ

دوسرا حملہ "منگ" پر ہوا جس میں آٹھ اور نو نمبر رجمنٹ موجود تھی

جو کہ جنگجو ہونے کی وجہ سے ممتاز حیثیت رکھتی تھی وہ بھی مسلمانوں کے جذبہ حریت کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور شکست کھا کر بھاگ گئی۔

تیسرا حملہ

تیسرا حملہ راولاکوٹ میں ہوا جس سے ڈوگرہ فوج پونچھ کی طرف جمع ہونے لگی۔ سردار ابراہیم صاحب جو پونچھ کے باشندے ہیں ان حالات سے باخبر تھے اور اس فکر میں تھے کہ تمام کشمیر عموماً" اور پونچھ علاقہ کو خصوصاً" ڈوگرہ حکومت سے نجات دلاسکیں ہری حکومت ایسے شخص کو کب آزاد چھوڑ سکتی تھی لہٰذا ان کو حکومت نے گاؤں میں نظر بند کردیا تھا۔ آپ نے اپنی جان و مال اور اہل عیال کی پرواہ نہ کی اور اپنے گاؤں کو خیرباد کہہ کر صوبہ سرحد کے قبائلیوں سے ملاقات کی اور ان کو اپنا سانحہ سنایا قبائلی قدرتی طور پر ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی بھی امداد مانگے وہ مدد کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً" کفار سے جہاد کا جذبہ ان کو ہروقت متحرک رکھتا ہے۔

قبائلیوں کی آمد

یہی وجہ تھی کہ قبائلی پونچھ کی طرف روانہ ہوئے اور بڑی بے تابی سے پونچھ کہاں ہے ؟ پونچھ کہاں ہے ؟ کے سوالات کرتے رہتے تھے۔ ایک طرف قبائلی پہنچے اور دوسری طرف پونچھ میں ہری حکومت کی فوج کی امداد کے لئے ہندوستانی فوج پہنچی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے پونچھ کو کافی عرصہ محصور رکھا

پونچھ شہر

پونچھ شہر کی طرف سے ہوائی جہاز کے بغیر ہندوستانی فوج کا پہنچنا دشوار تھا۔ اس لئے ہندوستانی فوج اس طرح سے ان کی مدد کرتی رہتی تھی۔

پونچھ کی فوج

پونچھ کی فوج جو ان چار تحصیلوں میں تھی اس کے فوجی پونچھ واپس ہوتی ہوئی مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگاتے تھے اور ان کے بال بچوں کو ذبح کرتے رہتے تھے نیز انھوں نے ایسے وحشیانہ مظالم کیے ہیں کہ ان کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

سکھوں کی چالاکیاں

مسلمان سکھوں کے حملے سے تنگ ہو کر پہاڑوں میں جاکر چھپ جاتے تھے اور جب سکھ دیہاتوں کو خالی پاتے تو مسلمانوں کی مسجدوں میں آذانیں دیتے جب مسلمان یہ سنتے تو واپس آجاتے اس طریقہ سے مسلمانوں کو جمع کرکے قتل کر ڈالتے تھے

قبائل اور پونچھ

پونچھ کی طرف آنے میں دشوار گزار پہاڑیاں سامنے آتی تھیں اور

فاصلہ بھی کافی تھا۔ قبائلی کئی دن پیادہ سفر کرتے تھے اور پونچھ میں آکر لڑتے تھے اور جنگ کے دوران پونچھ کے باشندے مجاہدین کا خاطر خواہ انتظام نہ کرسکتے تھے۔ جس کی وجہ سے اکثر قبائلی بھوکے رہتے تھے اور بھوک کی وجہ سے وہ دیہاتوں سے کھانے کا تقاضا کرتے تھے۔ ممکن ہے ایسی صورت حال میں بعض ناخوشگوار واقعات رونما ہوئے ہوں جس کے پیش نظر مخالفین کو موقعہ مل گیا اور انہوں نے مشہور کر دیا کہ قبائلیوں نے کشمیر میں لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے مگر فوجی اور جہادی حالات و واقعات میں ایسے مواقع پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن شواھد سے ثابت ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر کمان مجاہدین میں لوٹ مار کرنے والا کوئی آدمی نہیں تھا۔

بہت افسوس ہے کہ جو قوم جان بکف ہو کر کئی میل دور کا سخت سفر کرکے مسلمانوں کی امداد کا جذبہ رکھتی تھی اور کئی زخمی اور شہداء محاذ جنگ میں عملاً" پیش کرچکی تھی انہیں لیٹرا کہا جانے لگا۔ یہ گمراہ کن تقاریر اور اخباری پروپیگنڈے دشمن کے ایجنٹ کرتے تھے اور وہ لوگ کرتے تھے جو کہ دور آرام سے اپنے گھروں میں بے خبر بیٹھے ہوئے تھے۔

جماعت ناجیہ نے انتہائی اخلاص کے ساتھ اس جہاد کی تیاری باقاعدہ ایک سول اور فوجی تنظیم کے اصولوں کے تحت کی تھی اور وہ غیر شائستہ رویہ اختیار ہرگز نہیں کرسکتی تھی۔ تحریری تاریخی شواہد کے مطابق تنظیمی خاکہ یوں تھا۔

سول تنظیم درمقام سیالہ

امیر المجاہدین: حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

امیر نشر و اشاعت: جناب حبیب الرحمن رستم (مردان)

سالاران جنگ : سالار اعظم حبیب شاہ صاحب۔ نائب سالار پیر سید باچا ساکن چھوٹا لاہور (صوابی)
نائب امیر المجاہدین : مولوی سربلند خان صاحب نواں کلے (صوابی)
ناظم اعلی : مولانا عبدالحلیم صاحب عمرزئی (چارسدہ)
قضاۃ : مولوی سربلند خان صاحب۔ مولوی محمد اعظم صاحب۔ مولوی عتیق اللہ صاحب۔ حبیب الرحمن صاحب

فوجی تنظیم در مقام سیالہ

امیر المجاہدین : حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ
نائب امیر المجاہدین : مولانا سربلند خان صاحب
سالار اعظم : حبیب شاہ صاحب
نائب سالار اعظم : پیر سید صاحب
ناظم سالاران : رحیم اللہ جان صاحب
ذاتی معاون : میر غوث صاحب

۲۴ جون ۱۹۴۸ء کو راولپنڈی سے بغرض جہاد اپنے چار سو ساٹھ مجاہدین کی معیت میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوئے اور ۲۶ جون ۱۹۴۸ء کو سیالہ کیمپ پہنچے۔ وہاں قیام کے بعد ۲۷ جون ۱۹۴۸ء کو سیالہ کیمپ سے انہوں نے پونچھ کی طرف روانگی کی ۔ وہاں ان کی ملاقات کرنل کمال خان صاحب سے ہوئی۔ جنہوں نے آپ کو علاقے کے متعلق بتایا کہ یہاں بہت سے لوگ جہاد کی غرض سے آئے ہیں مگر وہ صرف دنیاوی غرض سے آئے ہیں جس کی وجہ سے وہ اکثر ناکام ہوئے ہیں اور وہ اگلے مورچوں پر نہیں جاتے ہیں اس

لئے اگر آپ مسلمانوں کی مدد کے لئے چلے جائیں تو بہتر ہوگا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ ہمیں کوئی انکار نہیں کیونکہ ہمارا یہاں آنے کا مقصد صرف جہاد ہے اور میں اور میرے ساتھی اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔

جماعت ناجیہ صالحہ

جماعت ناجیہ صالحہ کے ۴۶۰ مجاہدین عازم جہاد ہوئے۔ لیکن سخت تکلیف کی حالت میں سفر کر رہے تھے کیونکہ سواری کا خاطر خواہ بندوبست نہیں تھا۔ اور وہ سفر سے نڈھال تھکے ماندے مسافر کیمپ میں صرف ایک وقت رہتے تھے اور راستے میں کھانے پینے کا انتظام بھی نہیں تھا۔ اور وہاں سے منزل گاہ پندرہ میل کے فاصلے پر تھی اور راستہ پہاڑی تھا۔ جماعت ناجیہ ایک شرعی جماعت تھی جس کے تمام مجاہدین مخلص تھے۔ اور شرعی اصولوں اور دینی جذبہ کے تحت جہاد کی غرض سے آئے تھے لہٰذا جہاد اور سفر کی یہ دشواریاں برداشت کرنا ان کے لئے انتہائی سہل تھا۔

راجوری

پونچھ میں راجوری ایک اہم مقام ہے جب پونچھ میں ڈوگرہ فوج محصور ہوئی اور آزاد کشمیر گورنمنٹ کی فوج اس محاصرے میں مصروف تھی تو دشمن کو معلوم ہوگیا کہ راجوری خالی ہے اس لئے ہندوستانی فوج نوشہرہ (مقبوضہ کشمیر) سے روانہ ہوئی۔ اس فوج نے "چنگس" پر جو نوشہرہ سے چودہ

میل دور ہے دن بھر بمباری کی۔ یہ ظالم آگے آگے بمباری کرتے تھے اور پیچھے پیچھے فوج بڑھتی تھی اور اس طرح ہندوستانی فوج کے حملہ سے راجوری آزاد گورنمنٹ کے ہاتھ سے نکل گیا اور ہندوستانی فوج نے راجوری پر قبضہ کرلیا اور ساتھ ہی ہندوستانی فوج ' دھنی دھار" نامی گاؤں پر بھی قابض ہوگئی۔ اور "گردھن" جو آزاد کشمیر کا ہیڈکوارٹر تھا اور یہاں ہسپتال بھی تھا ہندوستانی فوج کے قبضے میں آگیا۔ ہندوستانی فوج نے ہسپتال میں موجود تمام مریضوں کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کی آبادی کو جلاتے رہے۔ شروع میں یہ فوج "تھنا" تک پہنچی لیکن "تھنا" میں آزاد کشمیر فوج نے سخت مقابلہ کیا اور ہندوستانی فوج کو راجوری تک واپس کر دیا جس کی وجہ سے ہندوستانی فوج "دریاں" اور "بدھل" کی طرف روانہ ہوئی اور وہاں مسلمانوں پر مظالم ڈھانے لگی اور اس نے تین سو مسلمانوں کو ایک مکان میں بند کر کے زندہ جلا دیا۔

۱۵ جون ۱۹۴۸ء کو ہندوستانی فوج کے ساتھ "نیلی دھری" میں دست بدست لڑائی ہوئی اور ہندوستانی فوج "سمہوٹ" کے مقام پر پہنچی دوسری طرف پونچھ والی فوج "جنرل والی گلی" میں ان سے ملی اور ان دونوں ہندوستانی فوج نے "سمہوٹ" کے تمام مسلمان محصور کر دیئے۔ یہ مسلمان ہزاروں کی تعداد میں تھے اور یہ فوج مینڈر کی طرف بڑھنے لگی۔ اور ۱۸ جون ۱۹۴۸ء کو مینڈر پر قابض ہوگئی "سمہوٹ" پونچھ سے سترہ میل دور ہے اور دریائے "کترو" جو کہ راستے میں ہے یہاں آزاد فوج نے ہندوستانی فوج سے مقابلہ کیا اور رات کے وقت تاریکی سے فائدہ اٹھا کر ہندوستانی فوج دریا کے پار چلی گئی

مہاجرین پونچھ

مہاجرین پونچھ کے بارے میں جناب مولانا حبیب الرحمان صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تھنا' راجوری' سہوٹ اور مینڈر کے مظلوم مہاجرین بڑی مظلومیت اور مفلوکیت کی حالت میں جہلم' پلندری' تراڑ کھل اور بعض پاکستان کی طرف ہجرت کر رہے تھے[۵۷]

پلندری کیمپ میں ناخوشگوار واقعہ

۳۰ جون ۱۹۴۸ء کو جماعت ناجیہ کے مجاہدین پلندری کیمپ میں موجود تھے اور ان کے رات کے قیام کے لیے پلندری شہر کی جامع مسجد میں انتظام تھا۔ رات کے وقت ایک ہنگامہ برپا ہو گیا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ دو چور پکڑے گئے ہیں اور ایک بھاگ گیا ہے جس نے ایک مجاہد سے بندوق چوری کی تھی مگر ایک دوسرے مجاہد نے اس کو پکڑ کو خوب پیٹا اور بندوق اپنے قبضے میں لے لی اور ان کے ہاتھ باندھ دیئے گئے جس میں ایک مجاہد بھی زخمی ہوا جس کو ۳۰ جون ۱۹۴۸ء کے تین دیگر ضعیفوں کے ہمراہ وہاں سے رخصت کیا گیا علی الصباح چور حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کیے گئے ے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے .بمشورہ مجلس شوریٰ چور پولیس کے حوالے کر دیئے۔

---

[۵۷] ذاتی ڈائری مولانا حبیب الرحمان صاحب رستم

پلندری کیمپ سے روانگی

بشب یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو نو بجکر تیس منٹ پر مجاہدین بعد از نماز عشاء پلندری سے روانہ ہوئے[۵۱] اور نہایت منظم طریقے سے چلتے رہے۔ راستہ میں تقریباً" دو بجکر تیس منٹ پر جب چاند طلوع ہوا تو پانی کے قریب قافلہ آرام کرنے کے غرض سے مقیم ہوا۔ صبح صادق قافلہ روانہ ہوا اور صبح کی نماز قدرے مسافت طے کرنے کے بعد پڑھی گئی پھر سفر شروع ہوا۔ کشمیریوں سے راستے میں تراڑکھل کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا جس کی مختلف جولبات ملتے تھے۔ دس بجے تک قافلہ کے مجاہدین چائے نہ پینے کی تکلیف برداشت کرتے رہے لیکن بعد میں قافلے کے مختلف گروہ راستے میں چائے کا انتظام کرتے رہے۔ اور بعض دکانوں پر بھی چائے ملتی رہی اور اس طرح سفر کرتے ہوئے آخر کار یہ قافلہ پورے دو بجے تراڑکھل پہنچا اس سفر سے مجاہدین کافی تھک گئے تھے۔ راستہ میں دو مجاہد شدید بیمار ہوئے مگر اللہ تعالی کے فضل و کرم سے صحت یاب ہوئے اور باخیریت تراڑکھل پہنچے[۵۲]

تراڑکھل

تراڑکھل کیمپ میں میری نظر سے وہ ہسپتال گزرا جو نیچے برلب سڑک واقع تھا جس میں ۲۵ افراد پر مشتمل وہ قافلہ مقیم تھا جو امین خان کی سرگردگی میں کچھ دن پہلے یہاں پہنچا تھا۔ کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرے گا۔ وہاں پر ایک صاحب نے حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی کہ ان کے ہاں

---

[۵۱] ذاتی ڈائری مولانا حبیب الرحمان صاحب رستم

[۵۲] ذاتی ڈائری مولانا حبیب الرحمان صاحب رستم

کھانا تناول فرمائیں عصر کے وقت معلوم ہوا کہ شب ۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو مجاہدین اس کیمپ سے روانہ ہوں گے۔ جس کی وجہ سے حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ نے افسر اعلیٰ سے ملاقات کی اور اس پر واضح کیا کہ مجاہدین بیس بیس میل کا پیادہ سفر کرکے اب اس قابل نہیں ہیں کہ مزید سفر کرسکیں اس طرح آپ کے یوں فرمانے سے مجاہدین تراڑ کھل میں رات کو مقیم رہے ۔ اور کیمپ کا عملہ مجاہدین کی خدمت میں آدھی رات تک سرگرم رہا۔

۲ جولائی ۱۹۴۸ء صبح کو مجاہدین جماعت ناجیہ تراڑ کھل سے "اجیرہ کیمپ" پہنچے گیارہ بارہ بجے کے قریب مجاہدین جمع ہوئے اور روٹی کھا کر تین میل کے فاصلے پر "محاذی کیمپ" پہنچے اور ظہر کی نماز ادا کی بروز جمعہ اجیرہ سے جماعت ناجیہ کے مجاہدین نے محاذ کی طرف کوچ کیا۔ محاذ کے قریب پہنچے تو وہاں محاذی منتظمین ملے اور انہوں نے مجاہدین کو بتایا کہ آپ کے لیے کیمپ کا کوئی خاص بندوبست نہیں ہے البتہ آپ مسلمانوں کے ان کھنڈر شدہ گھروں کو کیمپ کے طور پر استعمال کریں گے۔ چنانچہ تمام مجاہدین ان کھنڈرات میں شب باشی کے لئے مختلف ٹولیوں کی صورت میں درختوں کے نیچے ٹھہرے رہے ان کھنڈرات کے مغرب کی طرف ایک ندی تھی جس میں وضو کے لئے پانی دستیاب تھا۔ یہاں پہنچتے ہی محاذ کی طرف سے مجاہدین کو ہدایت ملی کہ دشمن یہاں ہوائی جہاز کے ذریعے بمباری کرتا رہتا ہے۔ اس لئے علیحدہ رہو تا کہ نقصان نہ ہو۔ لیکن عصر کے وقت مجاہدین جماعت ناجیہ نے بلاخوف ہو کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور بڑے مطمئن ہو کر ٹولیوں کی شکل میں بیٹھے رات کا انتظار کرتے رہے یہاں مجاہدین کو اطلاع ملی کہ اس رات ایک طرف سے حملہ ہو گا۔

۳ جولائی ۱۹۴۸ء کی رات امن و امان سے گزری مجاہدین دن بھر ان کھنڈرات میں رہے۔ اور ہدایت کے مطابق انہوں نے اپنے کپڑوں کو خاکی رنگ دیا۔

اور کپڑوں کو دھویا۔
دن کا کھانا پونچھ کے باشندوں نے خاص اہتمام سے دیا۔ اور ایک گائے ذبح کر کے تمام مجاہدین کی خاطر تواضع کی گئی۔ پھر دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سونوتی اور باغ دونوں تحصیلوں میں سدوزی قوم رہتی ہے اور اس قوم سے سردار ابراہیم بھی ہیں جس کی وجہ سے آزاد کشمیر فوج میں بارہ بارہ سال کے لڑکے بڑے جوش و خروش کے ساتھ جہاد میں حصہ لے رہے ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس مینڈر اور حویلی دو تحصیلوں میں غدار موجود تھے اور انہی غداروں کی وجہ سے مینڈر میں محاذ بنا ہوا تھا۔ اور اس وقت مجاہدین جماعت ناجیہ ہی وہ واحد جماعت تھی جو کہ مینڈر کی طرف جہاد کے لئے جارہی تھی۔
۴ جولائی ۱۹۴۸ء کو ۱۲ بجے کارتوس تقسیم کیئے گئے۔ اور سوسو کارتوس فی بندوق کے دیئے گئے۔ اور فیصلہ ہوا کہ جماعت ناجیہ تحصیل مینڈر کی طرف جائے گی۔ جس کی روشنی میں جماعت ناجیہ کے مجاہدین ۲ بجے روانہ ہوئے اور چھ بجے دریائے پونچھ کی گزر گاہ بٹل پر پہنچے اور دریا پار جانے کے لئے کشتی کا انتظام تھا۔ دریا پر گزرنے کے وقت ایک عجیب نظارہ تھا کشتی ہچکولے کھاتی ہوئی جارہی تھی کیونکہ مجاہدین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ شام کی نماز گزرگاہ پر پڑھی گئی۔ اس دوران میں آزاد فوج کا سپاہی جو کہ جماعت ناجیہ کا راہ نما تھا کہیں غائب ہوگیا۔ جب کہ دوسری طرف مجاہدین اس علاقے کے حالات سے ناواقف تھے اس لیے مجاہدین نے مختلف ٹولیوں کی شکل میں مختلف جگہوں پر رات بسر کی اور بہت ہوشیاری سے پہرہ دیا۔ نیز دن بھر بعض نوجوان محافظ کی حیثیت سے ڈیوٹی دیتے رہے۔ خصوصاً علاقہ سدھم کے مجاہدین رات بھر جاگ کر پہرہ دیتے رہے۔ بٹل کے آخری حصہ میں سے ایک سڑک جہلم کی طرف گئی ہے جس کے راستے میں مندرجہ ذیل شہر آتے ہیں۔ کوتلی ' سریا ' نوشہرہ ' جموں ' پونچھ جو جنوب کی طرف واقع ہے۔ ۵ جولائی ۱۹۴۸ء کو مجاہدین

ناجیہ کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ ہم نے باقاعدہ مورچہ پر حملہ نہیں کیا۔ اس لئے کہ ہمارا افواج ہند پر حملہ اور ان کا ہم پر حملہ ہر وقت ممکن ہے۔ اس کے بعد کمال خان کمانڈر کی یہ تجویز زیر غور آئی کہ مجاہدین جماعت ناجیہ پینتیس میل آگے پیر پنجال محاذ پر جائیں یا نہ جائیں۔ لہٰذا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارکان کے بحث و تمحیص سے فیصلہ کیا کہ چونکہ یہ مقام بہت دور ہے اور وہاں حکومت نے کسی قسم کا انتظام از قسم خورد و نوش، ہتھیار سواری وغیرہ مجاہدین کے لئے نہیں کیا اور فوجی نقل و حرکت کے لحاظ سے بھی یہ موزوں نہیں کہ مجاہدین وہاں جائیں۔

نیز سالار اعظم نے امیر المجاہدین کی اس ناراضگی پر بھی اظہار خیال کیا کہ ۹ جولائی عصر کے وقت جو بلاوجہ کثیر التعداد فائرنگ ہوئی یہ حرکت بالکل ناجائز تھی جس پر سالار اعظم نے تمام مجاہدین کی طرف سے امیر المجاہدین سے معافی مانگی۔ اور ان کو یقین دلایا کہ تمام سالاران جنگ اور دیگر معززین اس سلسلے میں امیر المجاہدین کو ناراضگی کا موقعہ نہیں دیں گے اور ان کی اجازت کے بغیر کسی قسم کی فائرنگ نہ ہوگی۔

اس کے بعد ناظم اعلیٰ عبدالحلیم صاحب نے ایک جامع تقریر فرمائی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مجاہدین کس تاریخ کو واپس ہوئے جس کے بعد امیر المجاہدین حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ناطق فیصلہ سنایا کہ بیس رمضان المبارک تک ہم انشاء اللہ یہاں رہیں گے اور اس کے بعد سب مل کر واپس جائیں گے۔ جس کو سب نے بلا چون و چرا کے قبول کیا۔ آخر میں نائب امیر جناب مولانا سربلند خان صاحب نے جماعت ناجیہ کی کارکردگی پر ایک مدلل تقریر فرمائی اور کہا کہ ہم جس طرح اپنے امیر المجاہدین کے ساتھ مل کر یہاں آئے ہیں اسی طرح مل کر واپس بھی جائیں گے یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم واپس

جائیں گی ملاحظہ فرمائیں

محاذ پونچھ اور جماعت ناجیہ

یہ جماعت تین دفعہ محاذ کشمیر میں جہاد کر چکی ہے اولاً سرینگر۔ دوسری دفعہ اوڑی اور اب محاذ پونچھ میں کافی تعداد پر مشتمل لڑ رہی ہے۔ اس جماعت میں علماء ' فضلا ' پروفیسرز شامل ہیں جو سول نظام کو چلانے کا تجربہ رکھتے ہیں۔ دوسری طرف فوجی نظام کے لئے ایسے افراد موجود ہیں جو جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوم میں کارہائے نمایاں انجام دے چکے ہیں اور وہ استعمال اسلحہ اور نقشہ جات جنگ سے واقفیت رکھتے ہیں جماعت کا اہل علم طبقہ "الصادقہ" نامی رسالہ شائع کرتا ہے اور یہ لوگ محاذ پونچھ پمفلٹ کے لئے محاذ میں مسودات فراہم کر رہے ہیں۔ اس پمفلٹ میں پونچھ کے جغرافیائی حالات اور اقوام پونچھ کی موجودہ عقیدت جو وہ مسلمانوں سے رکھتے ہیں اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ جماعت کے ہر دو سول اور فوجی نظام کے نگران اور آخری ناطق فیصلہ کرنے والے حضرت امیرالمجاہدین حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رات کو تہجد خوان اور دن کو مورچوں میں صف اول میں جہاد کرنے والے مجاہد ہیں۔ آپ نے جہاد کشمیر کے علاوہ زیر قیادت حضرت حاجی فضل واحد صاحب المعروف بہ حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر و مجاہد اعظم علاقہ مہمند میں انگریزوں کے ساتھ کئی جنگیں لڑی ہیں۔ جماعت کے بانی آپ ہی ہیں آپ کی زندگی کا اولین مقصد اعلائے کلمۃ حق ہے۔ آپ جہاد سرینگر میں شدید زخمی ہوئے۔ چہرے پر آج تک زخم موجود ہیں آپ بمعہ اپنی جماعت ۲۴ جون ۱۹۴۸ء کو روانہ ہوئے اور محاذ پونچھ پر پہنچ کر اس

دور ترین مقام دھرمسال میں پہنچے۔ جس میں اب تک کسی مجاہد پارٹی نے کام نہیں کیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو راجوری اور پونچھ کے درمیان واقع ہے یہاں راجوری سے پونچھ جانے والی فوج نے ۱۶ جون ۱۹۴۸ء کو پورے علاقے میں آگ لگائی تھی اور سینکڑوں مسلمانوں کا قتل و غارت کیا تھا۔ بعد ازاں ۴ جولائی ۱۹۴۸ءکو پونچھ سے راجوری جاتے ہوئے بقایا مقامات کو جلایا۔ جس کی آگ آج تک جل رہی ہے۔ جماعت ناجیہ نے آتے وقت مسلمانوں کے گروہ درگروہ دیکھے جو بھاگے بھاگے جاتے تھے اور بے سروسامانی کے عالم میں چیختے پکارتے اور کافروں کو بددعائیں دیتے تھے اور ہمیں دیکھ کر ہماری فتح کے لئے دعائیں دیتے تھے۔ بعض لوگ جماعت ناجیہ سے آگاہ ہو کر اپنی جلے ہوئے مکانات فصل اور حیوانات کو دیکھنے آرہے تھے۔"

"مجاہدین جماعت ناجیہ کی ایک پارٹی علاقہ سدھم پر مشتمل زیرنگرانی امیر نشرواشاعت ۵ جولائی ۱۹۴۸ء کو دھرم سال کیمپ پہنچی۔ راستہ میں لوگوں پر کافی خوف و ہراس چھایا ہوا تھا۔ اور اشارے کرکے ہمیں بتاتے تھے کہ یہاں فوج ہوگی اور کفار نے ڈیرے ڈالے ہیں۔

"آج مورخہ ۶ جولائی ۴۸ کو ساری جماعت دھرمسال کیمپ میں جمع ہوگئی۔ اور مرتب سکیم کے مطابق جہاد کے لئے غور کر رہی ہے"

۷ جولائی ۱۹۴۸ء کو بعد از ظہر ۱۰۰ مجاہدین کا ایک دستہ کیمپ دھرمسالہ سے کمال خان کمانڈر کی دعوت پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہاڑ پر بھیجا اور کیمپ کے مجاہدین کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلا حصہ جو فوراً" موقعہ پر پہنچے گا دوسرا حصہ ان کے پیچھے جائے گا اور تیسرا حصہ کیمپ میں موجود رہے گا۔

پھر عصر کے وقت شاہ ولی نامی ایک سفید ریش گوجر حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور بڑی عاجزی سے عرض کی کہ آپ سے پہلے

بھی یہاں بہت سے لوگ آئے مگر ہم نے ان کی پرواہ نہیں کی۔ آپ کی جماعت بڑی متشرع جماعت ہے۔ اس لئے میں بڑے اخلاص سے آپ کو کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔ مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کیا اس کے بار بار اصرار پر اور بزبان امیر نشرواشاعت آپ نے دعوت قبول فرمائی۔ آپ کی کامیابیوں کو دیکھ کر ہندوؤں نے اپنی روایتی چالاکی سے کام لیا کہ کسی طرح آپ کی شہرت کو کم کیا جائے اور آپ کی جماعت کو بدنام کرے۔ اس لئے انہوں نے شیخ عبداللہ کو استعمال کیا جو ہندوؤں کا ایجنٹ تھا اس نے ہوائی جہاز کے ذریعے ایک اشتہار گرایا تھا۔ جس میں ثابت کیا گیا تھا کہ ہندوستانی فوج اور ان کی حکومت مسلمانوں کی خیرخواہ ہے اور اس نے مجاہدین کو لٹیرے کہا تھا۔ اس لئے جماعت ناجیہ نے بھی مناسب سمجھا کہ اس کا جواب دیا جائے جس کو نمونے کے طور پر یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جماعت ناجیہ اور شیخ عبداللہ کا غلط اشتہار

جموں و کشمیر گورنمنٹ نے شیخ عبداللہ کی وساطت سے اپنے مظلوم بھائیوں کو ایک اپیل کی ہے اور ان کو یقین دلایا ہے کہ شیخ عبداللہ مسلمانان کشمیر سے خاص ہمدردی رکھتا ہے۔ بر عکس نہند نام زنگی کافور ' ہم جماعت ناجیہ صالحہ کے سینکڑوں مجاہدین جو بفضل خدا اچھے خاصے متشرع پابند صوم و صلوۃ مسلمان ہیں اور شیخ عبداللہ اگر انگریزوں کی حکومت میں رہ کر ہندوؤں کا دست راست بن کر مسلمان رہ سکتا ہے تو ہم اس سے کئی درجہ زیادہ مسلمان ہیں۔ ہم نے راستے میں سینکڑوں بے سروپا مسلمان دیکھے جو آہ و بکا کرتے ہوئے راہ فرار اختیار کر رہے تھے۔ ان سے دریافت کرنے پر کہ یہ

کیوں اور کس کے ہاتھ سے ؟ اس پر معلوم ہوا اور ان کا جواب صرف یہ تھا کہ کافروں نے ان کے گھروں کو جلایا۔ مسجدیں جلائیں بال بچے ذبح کئے خدا انہیں تباہ کرے ہماری عورتیں بھی لے گئے ہیں " اولا ہماری جماعت ناجیہ نے دوران سفر کئی مہینوں کے جلے ہوئے کھنڈرات دیکھے اور یہ امتیاز نہ ہوسکا کہ یہ مکانات کس کے ہیں اور کس نے جلائے ؟ یہاں تک کہ جاتے جاتے شیخ عبداللہ کے ان مسلمان بھائیوں کے وہ جلتے مکانات ملے جن کو ۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو آگ لگائی گئی تھی جو اب تک جل رہے ہیں یہ وہ علاقہ ہے جہاں اب تک کوئی بیرونی مجاہد نہیں آیا۔ اس علاقے کا نام "مینڈر" ہے جو پونچھ کی ایک تحصیل ہے۔ یہ مقام راجوری اور پونچھ کے درمیان واقع ہے۔ جس میں شیخ عبداللہ کی ہندوستانی فوج کا قبضہ ہے۔ اس علاقے پر راجوری سے پونچھ اور پونچھ سے راجوری فوج آتی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ۱۶ جون ۱۹۴۸ء کو راجوری سے پونچھ جانے والی فوج نے دھرمسالہ اور اس کے آس پاس مقامات جلائے۔

جماعت ناجیہ جو ٦ جولائی ۱۹۴۸ء کو مینڈر میں داخل ہوئی نے راستہ میں جوق درجوق بے سروپا مسلمان دیکھے جو چیختے پکارتے ' ہندوستانی فوج پر لعن طعن کرکے انہیں بددعائیں دیتے تھے۔ بعض مسلمان جماعت ناجیہ کی آمد سے مطلع ہو کر واپس اپنے جلے ہوئے مکانات کی طرف آتے تھے۔ اور ہمیں دعائیں دیتے تھے جماعت ناجیہ نے بذات خود مینڈر میں جلی ہوئی جامع مسجد دیکھی جس میں کئی قرآن شریف جلے ہوئے تھے۔ آس پاس کے مکانات جل رہے تھے اور ان کے جانور مارے مارے ادھر ادھر پھر رہے تھے۔

جماعت ناجیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم قرآن شریف کے ایک ایک جلے ہوئے حرف کا بدلہ سینکڑوں ہندوؤں کو راہ راست پر لانے میں اور اگر راہ

راست پرلانے میں اور اگر راہ راست پر نہیں آتے تو انہیں تہ تیغ کرکے چھوڑیں گے
ہماری جدوجہد صرف کشمیر ہی میں نہیں ہوگی بلکہ ان ظالم درندوں کو جنہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کی نسل کشی کی ہے ان کے سینوں کو گولیوں کا نشانہ بنائیں گے۔
شیخ عبداللہ دنیا کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہیں اور ان مجاہدین کو بدنام کرتے ہیں جو اپنے وطن چھوڑ کر صرف مسلمانوں کی امداد کرنے کشمیر آئے ہیں یہ وہ صفت اور فرض ہے جو ہر ایک مسلمان میں ہونا لازمی ہے۔[۵۵]

تجاویز مجلس شوریٰ

۶ جولائی ۱۹۴۸ء کو دھرمسالہ تحصیل مینڈر کے مقام پر جماعت ناجیہ نے ذیل کی تجاویز پاس کیں۔
۱۔ اپنی فوج کی حفاظت کے لئے پیکٹوں کا تقرر کیا گیا۔ پیکٹ چھ ہوں گے اور ہر ایک پیکٹ میں آٹھ آدمی ہوں گے۔ اور ہر ایک پیکٹ میں ایک سٹین گن اور کچھ ہینڈ بم موجود ہوں گے ۱۔ جنوب مشرق۔ سالار سید احمد شاہ
۲۔ شمالی مشرق۔ سالار احمد گل
۳۔ شمالی مغرب۔ محمد اللہ
۴۔ شمال مغربی چوٹی۔ محمد کریم
۵۔ جانب مغرب۔ میاں حسن
۶۔ جنوب مغرب۔ کریم اللہ

[۵۵] ذاتی ڈائری مولانا حبیب الرحمان صاحب رستم "الصادقہ"

2- ہر ایک سالاری تین حصوں میں تقسیم کی گئی-
ا- پہلا حصہ فوراً" فائر کے ساتھ موقعہ پر پہنچے گا ۲- دوسرا حصہ کی امداد کے لئے تیار ہو گا ۳- تیسرا- کیمپ کی حفاظت کرے گا-
سالار جنگ ان حصص کی فہرست مرتب کرکے سالار اعظم کے پاس بھیجیں گے-
3- فیصلہ ہوا کہ امیر المجاہدین فرنٹ پر نہ جائیں گے- ہاں اگر مجلس شوریٰ کبھی مناسب جانے تو وہ مورچہ میں جا سکتے ہیں-
4- ہمارے ساتھ مقابلہ کے وقت بیس خچر اور کچھ آزاد فوج ہو تاکہ بوقت ضرورت کام آئے-
5- مجرم مجاہد کو حسب شریعت فیصلہ کرکے سزا دی جائے گی- یہ سزا مناسب وقت پر ہو گی-
6- اگر ایک مجاہد نے ایک دشمن کو قتل کیا تو مقتول کا مال مجاہد کا ہو گا- اور عمومی جنگ کے وقت مال و سامان امیر کو پیش کیا جائے گا- امیر مناسب طریقے پر حسب شریعت تقسیم کریں گے- اور اگر ایک دستی گشتی پارٹی نے دشمن کا مقابلہ کیا اور دشمن سے مال چھین لیا تو وہ سامان اپنی سالاری میں تقسیم کریں گے
7- ہماری آج رات کی پکار کی علامت مکہ شریف ہو گا[1]☆
۹ جولائی ۱۹۴۸ء کو دو سو مجاہدین شام کی روٹی کھا کر سات بجکر تیس منٹ پر اس فوج کی طرف روانہ ہوئی جو کہ پونچھ کی طرف سے آنے والی تھی تاکہ ان کا راستہ روک سکیں اور باقی مجاہدین خاص حفاظت کا انتظام کرنے کے لئے کیمپ

---

[1] ذاتی ڈائری مولانا حبیب الرحمان صاحب رستم

از دفتر سالار اعظم حبیب شاہ صاحب / نائب سالار پیر سید صاحب

میں رہے تاکہ دشمن کے حملوں سے محفوظ رہا جاسکے۔ رات گزارنے کے بعد ۱۰ جولائی کو وہ دو سو مجاہدین واپس خیریت سے آئے اور ان کی جگہ دوسری پارٹی بھیجی گئی یہ پارٹی اس سڑک کے دو طرف تعینات تھی جو پونچھ سے راجوری جاتی تھی اور توپوں اور برین گن کی فائرنگ جو کہ ۹ جولائی سے شروع ہوئی تھی ۱۰ جولائی تک جاری رہی۔ پھر اس کے بعد رات کا فائدہ اٹھا کر ہندوستانی فوج معلوم نہیں کس طرف بھاگ گئی۔ اور اس فائرنگ کے نتیجے میں مینڈر میں جو مسلمان جماعت ناجیہ کے بھروسے پر واپس آئے تھے اس ہیجان کی وجہ سے اوپر چوٹیوں کی طرف پھر بھاگنے لگے۔ اور ساری رات مسلمان مرد و زن اور بچے بھاگتے رہے۔

جماعت ناجیہ کی آمد اور وائرلس و ٹیلی فون

جب ٦ جولائی ۱۹۴۸ء کو جماعت ناجیہ تحصیل مینڈر علاقہ پونچھ پہنچی تو یہاں ایک بھاگڑ مچی ہوئی تھی۔ مسلمانوں میں افراتفری تھی اور آزاد کشمیر گورنمنٹ نے اس وقت تک وہاں کسی قسم کا کیمپ نہیں بنایا تھا۔ ۲ جولائی کو ہندوستانی فوج نے دھرمسالہ میں جو آگ لگائی تھی اس سے آزاد کشمیر کی فوج منتشر ہوگئی تھی۔ اس لئے جماعت ناجیہ نے آتے ہی چاروں طرف پکٹ لگائے اور اس سڑک کو قابو میں لائے جو پونچھ اور راجوری کے درمیان آمد و رفت کا واحد راستہ تھا اس سے آزاد کشمیر کی فوج کو حوصلہ ہوا اور لوگ واپس آنے لگے اور ہیڈکوارٹر میں وائرلیس لگایا گیا اور ۹ جولائی کو ٹیلیفون کے تار بھی پہنچا دیئے گئے۔

۹ جولائی ۱۹۴۸ء کو پونچھ میں قبائلیوں۔ آزاد کشمیر افواج اور ہندوستانی

فوج کا اتنا سخت مقابلہ ہوا کہ جماعت ناجیہ کو تحصیل مینڈر میں چوکنا ہونا پڑا۔ چنانچہ اسی مقابلے کی روشنی میں ۹ جولائی سے مجاہدین نے پکٹ تیار کیے اور وہ پہاڑوں پر تعینات کیے گئے تاکہ دشمن کے حملے کی خبر ہوسکے۔

۱۱ جولائی تک ہندوستانی فوج نے جرأت نہیں کی کہ جماعت ناجیہ کے مجاہدین کے ساتھ جنگ کرسکیں۔ دوسری طرف آزاد کشمیر گورنمنٹ نے بھی مجاہدین جماعت ناجیہ پر خاص مہربانی کی اور ان کی ہر طرح سے مدد کی اور کسی قسم کی امداد سے دریغ نہیں کیا۔ جس پر امیر نشرو اشاعت جناب حبیب الرحمن صاحب نے حکومت کشمیر کا شکریہ ان الفاظ میں فرمایا۔

"ہم آزاد کشمیر گورنمنٹ کے زیر احسان ہیں کہ وہ ہمارے متعلق یقین رکھتی ہے کہ ہم درحقیقت جہاد اسلامی کے جذبہ کے تحت آکر مسلمانوں کی خیر خواہی چاہتے ہیں

حبیب الرحمن ۱۱ جولائی ۱۹۴۸ء"

۱۱ جولائی ۱۹۴۸ء کو فیروز الدین اور عبدالرحمن موضع اوڑی نے آکر خلفیہ بیان دیا کہ مسمی نندلال مصنوعی مسلمان جو اوڑی کا باشندہ ہے دراصل دشمن کا جاسوس ہے اور اس کی اطلاع ہم نے پہلے بھی مسلمانان اوڑی اور سردار فتح محمد کو دی تھی۔ اس کا ایک رفیق ۔ بھیم سین ہے جب کفار راجوری سے بھاگ گئے تھے اور کچھ مارے گئے تھے تو یہ ۔ بھیم سین کفار کے ساتھ مل کر محاذ پر کام کرتا رہتا تھا۔ ۔ بھیم سین جاسوسی کے لئے اور دیگر شیخوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے موضع اوڑی آیا جہاں وہ پکڑا گیا مگر سردار فتح محمد نے بوجہ رحم دلی اس کو چھوڑ دیا۔ ۱۶ جون ۱۹۴۸ء کو جب افواج ہند راجوری پونچھ کی طرف جا رہی تھی تو اس وقت بھی اس نے راستے میں مسلمانوں کے بہت سے

مکانات کو آگ لگائی تھی اور لوگوں کو گھروں میں بند کر زندہ جلایا تھا۔ اس وقت بھی ۔بھیم سین ہندوستانی فوج کے ساتھ کام کرتا رہا اور اپنے کنبہ کے اکیس افراد کو لے کر دشمن سے ملنے چلا گیا۔ جب یہ افواج ہند سے ملنے جارہا تھا تو راستہ میں سائیں میلہ کے تکیہ پر گلزار محمد حوالدار حیدری بٹالین نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور سردار فتح محمد کے پاس پیش کیا مگر انہوں نے پھر اس کو چھوڑ دیا۔ یہ نندلال اب ۔بھیم سین سے جاسوسی کے تعلقات رکھتا ہے۔ اور اس تلاش میں ہے کہ کسی طرح افواج ہند کے لئے مسلمانوں کی تباہی کا سبیل نکالے۔

اس اطلاع پر جماعت ناجیہ کے مجاہدین اور بھی چوکنا ہوئے۔ اور ہر اس شخص پر نگاہ رکھنے لگے جو ان کی نگاہ میں مشکوک ہوتا جس کی وجہ سے ان کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوئی۔

اسی میدان جنگ میں ۱۲ جولائی ۱۹۴۸ کو ایک خاص اجلاس جماعت ناجیہ کے مجاہدین کا منعقد ہوا۔ اولاً" تلاوت قرآن شریف ہوئی بعدہ سالار اعظم نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کی کہ امیر المجاہدین حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض ممبران کے ناموزوں حرکات سے بہت رنجیدہ ہیں۔ ہمیں اس پر بہت افسوس ہے اس کے بعد امیر نشر و اشاعت نے ایک مفصل تقریر کی کہ تحصیل مینڈر ایک اہم مقام ہے جس کی طرف اب تک کسی قسم کے مجاہدین کا آنا نہیں ہوا۔ یہ وہ اہم مقام ہے جو راجوری اور پونچھ کے درمیان واقع ہے اور ان مورچوں میں ہزاروں کی تعداد میں افواج ہند پائی جاتی ہے۔ مجاہدین جماعت ناجیہ کے طفیل یہاں کیمپ کا انتظام ہوا۔ نیز وائرلیس اور ٹیلیفون بھی نصب کیے گئے۔ اور بھاگے ہوئے مسلمانان تحصیل مینڈر جماعت ناجیہ کی برکت سے واپس اپنے اپنے گھروں کو آکر مطمئن ہوئے۔ جماعت

صبح سویرے بٹل کے قریب گذر گاہ سے روانہ ہو کر ملک پور گولا کیمپ پہنچے راستے میں مجاہدین نے ان جلے ہوئی مکانات کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھاجو ان کے لیے درد انگیز منظر تھا۔ اور ان کو کفار نے ۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو آگ لگائی تھی۔ جن میں مندرجہ ذیل علاقے تھے۔ منکوٹ ' پچھلہ ' میدان ' سلوتری ' دھرمسال ' گولا ' دارگلوں ' قصاب وغیرہ یہاں سے دشمن نے اپنی فوج پونچھ اور راجوری دونوں سے نکال کر سیرن نامی علاقے میں پہنچا دی اور وہاں سے مینڈر کی طرف بڑھے۔ اور لوگوں کے مکانوں کو جلاتے اور ان کو مارتے ہوئے پونچھ کی طرف چلے گئے ان کے ساتھ ہدایت خان کمانڈر آزاد فوج نے مقابلہ کیا مگر آزاد فوج کی تعداد ۱۵۰۰ افراد پر مشتمل تھی جب کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی لہٰذا آزاد فوج کے سپاہی منتشر ہو گئے اور باقی جو کہ ہدایت خان کی ساتھ رہے آخری وقت تک لڑتے رہے اس کیمپ سے پونچھ تیس میل شمال کی طرف ہے اس لیے دشمن کی فوج کو پونچھ مقام پر پہنچنے میں تین تاچار دن لگے۔

۵ جولائی ۱۹۴۸ کو گزرگاہ بٹل پر جب مجاہدین دریا پار جارہے تھے تو انہیں گزرگاہ پر محمود ہاشمی صاحب امیر نشر و اشاعت آزاد کشمیر راولپنڈی اور خدابخش صاحب افسر اخلاقی اصلاح و بہبود افواج آزاد کشمیر ملے۔ ان کے ساتھ شیخ سلیم رفیقی صاحب فوٹوگرافر بھی تھے ان کا خیال تھا کہ جماعت ناجیہ کا فوٹو لیا جائے مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے منع کر دیا محاذ پونچھ کے تفصیلی حالات راقم حروف تک جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب کی ذاتی ڈائری کی بدولت پہنچے جو کہ آپ کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں اور اس محاذ کی اتنی تفصیل اس سے پہلے کسی نے بھی پیش نہیں کی ہوگی اور امید ہے کہ یوں نہ صرف پوشیدہ حقائق سے لوگ واقف ہو جائیں گے بلکہ وہ لوگ جو جماعت ناجیہ کے جہاد کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کی آنکھیں بھی کھل

جائیں اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہاں رہیں۔ نیز ہمارے جانے کا یہ مقصد نہیں کہ ہم واپس جا کر اپنے کام کو چھوڑ دیں یا اپنی جدوجہد کو ختم کر دیں گے۔ بلکہ ہمارے جانے کا مقصد یہ ہو کہ ہم مزید تیاری کر کے عنقریب اپنے امیر المجاہدین کے حکم کے مطابق اس محاذ پر یا کسی دوسرے محاذ پر دوبارہ جہاد کے لیے آئیں گے۔ یہاں تک کہ کفار کا قلع و قمع کشمیر سے نہ ہو جائے اس کے بعد مورچہ پہرہ ٹیکری پر پیکٹ لگانے کے متعلق ناظم اعلیٰ نے تحریک پیش کی کہ اس جگہ پر ہماری نگرانی ضروری ہے۔ بلکہ ہماری نگرانی پانچ پانچ مربع میل ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ یہاں صرف ہم ہی موجود ہیں اور یہ پیکٹ ہماری حفاظت کے لئے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سالار جنگ پتہ عمر خیل محمد اللہ صاحب نے اپنے علاقہ کے چالیس افراد پر مشتمل ایک دستہ پیش کیا کہ ہم آج اس مقام پر پہنچ کر جنگی اور مدافعتی سکیم کے مطابق مورچہ بنائیں گے۔ اور سالار کے ساتھ نائب سالار جنگ زرور خان اور امام الجماعت محمد اعظم خان بھی ہوں گے۔

اس مورچہ کی پیٹرولنگ نگرانی سالار اعظم اور جرنیل وہاب الدین فرمائیں گے۔ نیز وہاب الدین اپنے عسکر خاص کی تنظیم کر کے لوگوں اور مجاہدین کے تعلقات کو استوار رکھنے کے بارے میں خاص نگرانی کریں گے۔ تاکہ اشیاء خوراک کے حصول میں مجاہدین سے کسی قسم کی بے اعتدالی نہ ہو۔ نیز یہ فیصلہ ہوا کہ دو تین عمومی اجلاس ہونا ضروری ہیں۔

بعد امیر المجاہدین نے بڑے خلوص سے دعا فرمائی۔

یہاں اس اجلاس کی کاروائی لکھنے سے غرض یہ ہے کہ قارئین کے

سامنے حضرت حاجی صاحب ؒ کی اس شاندار بصیرت کی تعریف ہو سکے جس کی بدولت انہوں نے اپنے مختصر مجاہدین کی معیت میں تقریباً" پورے کشمیر پر قبضہ کرلیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ایک ملک کا فوجی سربراہ اپنے ملک کی افواج کو جنگی حالات کے بارے میں معلومات دے رہا ہو۔ اور یہی وجہ تھی کہ دشمن ہر جگہ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوتا تھا۔ اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ نے ان کو روحانیت سے نوازا تھا تو دوسری طرف آپ کی شخصیت مجاہدانہ و قائدانہ صلاحیتوں سے مالا مال تھی۔ اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہیں کہ کشمیر کے جن محاذوں پر حضرت حاجی صاحب ؒ مجاہدین کو لے کر پہنچے ان پر کئی صاحبان ناکام لوٹے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام محاذوں پر کامیاب فرمایا۔ اب آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے کہ حضرت حاجی صاحب ؒ نے بڑئے مدبرانہ انداز میں کشمیر کے جہادی و انتظامی حالات کو سنورا

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ جماعت ناجیہ نے اپنے منشور میں یہ بات بھی رکھی تھی کہ دو تین عمومی اجلاس بھی کریں گے۔ اس سلسلہ میں مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس ۱۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو ہوا جس میں مندرجہ ذیل تجاویز پاس کی گئیں۔

تجاویز پاس شدہ مجلس شوریٰ

۱۔ یہ تجویز بہ اتفاق پاس ہوئی کہ یہاں سے ہم آگے جانے سے معذور ہیں جیسا کہ اس سے پہلے اجلاس میں مذکور ہوا تھا۔

۲۔ آج سے پندرہ دن بعد ہم واپس جائیں گے جو کہ بیس رمضان المبارک ہو گا۔

۳۔ کیمپ کا انتظام ذمہ دارانہ طور سے کیا جائے اور

الف۔ سالار جنگ پتہ عمر خیل محمد اللہ خان ایک خاص مقام کی نگرانی اپنے مجاہدین کے واسطہ سے اپنے ذمہ پر لے

ب۔ ہمارے ساتھ ہر ایک پیکٹ میں آزاد فوج کے سپاہی موجود ہوں تاکہ وہ ہمیں دشمن کے پہچاننے میں مدد دیں۔ اور ان کی تعداد بارہ ہو۔ یہ سپاہی نائب سالار اعظم پیر سید صاحب کے حکم کے مطابق کاروائی کریں گے۔ نیز وہ سپاہی جو جناب سالار محمد اللہ خان صاحب کے ساتھ ہوں گے وہ اس کے حکم کے مطابق کام کریں گے[2]

دستخط سالار اعظم حبیب شاہ صاحب

نائب سالار اعظم پیر سید صاحب

نائب امیر المجاہدین سربلند خان صاحب

امیر المجاہدین حضرت حاجی صاحب محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

اس کے بعد ۱۲ جولائی کو پانچ بجے کرنل کمال خان کمانڈر حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر المجاہدین کے پاس آئے۔ اور آپ سے گفتگو کی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ۲۸ جولائی بمطابق ۲۰ رمضان المبارک جانے کے متعلق کہا۔ جس کے سننے سے اسے بہت خفگی محسوس ہوئی۔ کرنل کمال خان صاحب نے جماعت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ جب تک آپ جیسی جماعت نہ ملے ہمارے لئے مینڈر تحصیل کو قبضہ میں رکھنا نہایت دشوار ہے۔ بعد از بحث و تمحیص اس نے تاریخ نوٹ کرکے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جواب کے لئے کل شام کا وقت دیا مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے جانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم وہاں آرام سے بیٹھ جائیں

---

[2] ذاتی ڈائری مولانا حبیب الرحمان صاحب رستم

بلکہ ہم مزید تازہ دم اور کثیر التعداد مجاہدین تیار کر کے دوبارہ آئیں گے۔
اس پر کرنل کمال خان صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ چونکہ مینڈر میں سول نظام نہیں ہے پولیس بھاگ چکی ہے اور علاقہ میں واقعات ہو رہے ہیں آپ مہربانی فرما کر مقدمات کا فیصلہ فرمایا کریں تاکہ لوگوں کے لئے آسانی ہو۔ دوسری طرف حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لائسنس جماعت ناجیہ ہائے کے بارے میں ان سے گفتگو کی اور وہ کاغذات دکھائے جو اوڑی کے محاذ پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیئے گئے تھے اس سلسلہ کی مزید ترجمانی امیر نشر و اشاعت نے کی اور واضح کیا کہ جماعت ناجیہ کے اجازت نامہ پر بندوقوں کی آزادی اور کنٹرول ریٹ پر خرید صرف جہاد کی غرض سے ہے۔
ان کاغذات کی نقول کرنل کمال صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لیئے اور اس کے متعلق افسران بالا جنرل طارق صاحب سے گفتگو کرنے کا وعدہ کیا۔
۱۳ اور ۱۴ جولائی کو مجاہدین کے مختلف پیکٹوں نے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ وعظ و نصیحت اور تبلیغ بھی کرتے رہے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ ہوا
البتہ ایک جمعدار نامی شخص نے ان کو آکر بتایا کہ سائیں مسجد علاقہ مینڈر میں قرآن مجید کی اتنی بے حرمتی کی گئی کہ العیاذ باللہ قرآن شریف پر پیشاب کر کے پھاڑا گیا ہے۔ اور گلاب خان مقام موضع پہرہ میں اپنی حاملہ عورت کیساتھ رہتا تھا جب ۱۶ جون ۱۹۴۸ء کو افواج ہند نے مینڈر پر حملہ کیا تھا تو گلاب خان کو ستون کے ساتھ باندھ کر اسے اس کی بیوی کے سامنے جلایا گیا اور اس کی حاملہ بیوی کے ساتھ دس بیس ہندوؤں نے بد فعلی کی جس کی وجہ سے وہ ایک ہفتہ میں بمعہ اپنے بچے کے فوت ہوگئی۔

جناب حبیب الرحمان صاحب جنگی حالات اور اس کے متعلق معلومات کے بارے اس طرح رقمطراز ہیں جن کو اسی طرح قارئین حضرات کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو امیر المجاہدین اور ناظم اعلی صاحبان بمعہ سالار اعظم آس پاس کے جنوبی دیہات میں جو پیکٹ تعینات ہیں ان کے دیکھنے اور مدافعانہ سکیم کے بالمشافہ دیکھنے کی خاطر گئے۔ وہاں جا کر سالار جنگ احمد گل اور نائب سالار جنگ حاجی عبدالحکیم اور سالار پتہ بائنری و ناظم عبدالمستعان صاحبان سے ملاقات کی ۔ اور دفاع کے متعلق مفصل گفتگو ہوئی۔ اور ان کی مزید رہنمائی کی گئی رات نائب سالار اعظم پیر سید صاحب کے پاس گزاری کام تسلی بخش تھا۔

اسی طرح آگے لکھتے ہیں

۱۴ جولائی امیر المجاہدین و ناظم اعلی و نائب سالار اعظم صاحبان علی الصباح پیرہ ٹیکری جس میں پتہ عمر خیل ا پیکٹ زیر نگرانی سالار جنگ محمد اللہ خان و نائب سالار زرور خان لگایا گیا ہے۔ معائنہ کیا گیا ان کا کام بھی بہت تسلی بخش تھا اور آس پاس لوگوں میں تبلیغ کی گئی اور انہیں تسلی دی گئی کہ آپ فکر نہ کریں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ہماری موجودگی کی وجہ سے ہزاروں پناہ گزین اپنے گھروں کو واپس آچکے ہیں۔ اور کافی مطمئن ہیں۔[۱]

اب ذرا حضرت حاجی صاحب ؒ کی ذات کے اس پہلو کی طرف آتے ہیں جس کا ابتداء میں ذکر کیا گیا تھا۔ کہ مجرم مجاہد کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے گی۔ چونکہ حضرت حاجی صاحب ؒ کی ذات شریعت کا ایک چلتا

[۱] ذاتی ڈائری مولانا حبیب الرحمان صاحب رستم

پھرتا نمونہ تھی اس لیئے خواہ میدان جنگ ہو یا دارالامن ہر جگہ آپ شریعت کی پابندی کے زبردست حامی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے مجاہدین پر پہلے ہی سے واضح کر دیا تھا۔ کہ ہمارا یہاں جہاد کرنا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیئے ہے۔ ہوا یوں کہ امیر المجاہدین اور ناظم اعلی اور نائب سالار اعظم جب واپس مرکز پہنچے تو ناظم اعلی کے پاس گم شدہ سرکاری وغیرہ بندوقوں کی رپورٹ آئی ہوئی تھی۔ جو سالار جنگ سید احمد شاہ پتہ گدم سے اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے گم ہوئی تھیں جس پر ناظم اعلیٰ نے نائب سالار اعظم کو اطلاع دی کہ فوراً" سید احمد شاہ موصوف کو مرکز حاضر کرو۔ چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور سالار جنگ کو پیش کیا۔ سالار جنگ موصوف نے بیان دیا کہ مجھ سے آدم خان کابلی جو یہاں رہتا تھا اس کے ذریعے کچھ لوگ بندوقیں لے گئے ہیں جس پر ناظم اعلی نے نائب سالار اعظم کو اس شخص کی گرفتاری کا حکم دیا چنانچہ آپ بمعہ آٹھ مجاہدین گئے اور آدم خان کو گرفتار کر کے لئے آئے جس پر امیر المجاہدین اور ناظم اعلی صاحبان نے اس سے بیان لیا تو یہ معلوم ہوا کہ آدم خان نے بندوقیں لے جانے والوں کی کوئی مدد نہیں کی۔ اور اس واقعہ میں سالار جنگ کی اپنی غلطی اور غفلت ثابت ہوئی۔ لہٰذا آدم خان کو چھوڑ دیا گیا جس پر ناظم اعلی نے سید احمد شاہ سے بار بار کہا کہ ان لوگوں کے متعلق تم نوشہرہ محاذ وغیرہ کی طرف جاکر تحقیقات کرو۔ ورنہ ہم تم سے ان بندوقوں کی قیمت وصول کریں گے۔ کیونکہ یہ بندوقیں آپ کی ذمہ داری میں دی گئی تھیں جس کے جواب میں اس نے بندوقوں کی قیمت ادا کرنے کے حامی بھری۔ اور پھر اس معاملہ کو مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کیا گیا ساتھ ہی نائب سالار اعظم نے اس غفلت کی وجہ سے سید احمد شاہ کو سالاری کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا ایسے حالات میں کوئی اس طرح اپنے مجاہدین کے ساتھ کر سکتا ہے؟ انہیں اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ ایسا کرنے سے مجاہدین نہ بدظن ہو جائیں گے بلکہ ان کا خدا پر مکمل یقین تھا اور اسی یقین کی وجہ سے مجاہدین بدظن ہونے کی بجائے اپنی غلطی پر پشیمان ہوتے جس کی وجہ سے آپ نے اتنی بڑی کامیابی حاصل کی۔

۱۶ جولائی کو علی الصباح امیر المجاہدین ناظم اعلیٰ، امیر نشر و اشاعت و سالار اعظم و نائب سالار اعظم بمعہ چند مجاہدین سیکٹر پر کرنل کمال خان سے ملنے گئے۔ وہاں اہم معاملات سے متعلق بحث ہوئی اور انہوں نے آپ کو ایک لکھا ہوا حکم نامہ پیش کیا کہ آپ تاقیام یہاں فیصلہ جات شریعت کے مطابق فرمائیں اور تقریباً ۱۱ بجے وہاں سے واپس مرکز آئے۔

چونکہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ وہاں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو جماعت ناجیہ کو بدنام کرنا چاہتے تھے اس لئے وہ جب بھی کوئی موقعہ دیکھتے اس سے فائدہ اٹھاتے مگر جماعت ناجیہ صرف اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر جہاد کر رہی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی ہر حال ان کی امداد فرمائی اور کسی مقام پر بھی ان کو شکست کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ کیونکہ دشمن نے نہ صرف ان پر توپوں کی بارش کی بلکہ ہوائی جہاز کے ذریعے بھی ان پر بمباری کی مگر خدا تعالیٰ نے ان کو ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھا۔ کیونکہ ۱۸ جولائی دشمن کے جہاز نے بیرہ نامہ علاقہ میں دو بم گرائے تھے جس کا معائنہ ۱۹ جولائی کو سالار اعظم اور نائب سالار اعظم نے خود کیا۔ جس سے صرف فصل خراب ہوئی تھی اور کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا تھا۔

آپ کے ان فیصلہ جات اور شرعی امور کی بجا آوری کو دیکھ کر ۲۱ جولائی کو تحصیل مینڈر کے چند علماء آپ کے پاس آئے۔ اور انہوں نے آپ سے عرض کی کہ ہم جماعت ناجیہ کے مجاہدین اور دیگر تنظیمی امور سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جماعت کی غرض و غایت اور قواعد و ضوابط سے آگاہی حاصل کی۔ اس طرح ان پر جماعت کا اتنا اثر ہوا کہ جماعت ناجیہ کا ایک شعبہ تحصیل مینڈر میں بنالیا اور چند اسماء حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دے کر جماعت میں شامل ہوگئے۔

مولاناحبیب الرحمٰن کے تاثرات اپنے مجاہدین کے بارے میں :

مولانا محمد اعظم صاحب جو بحکم امیرالمجاہدین پیرہ ٹیکری کے آس پاس کے مقدمات کے لیئے قاضی مقرر ہوئے ہیں آپ نے اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی . بمشورہ سالار جنگ و دیگر حضرات کئی مقدمات بموجب شریعت فیصلہ کیے ہیں۔ جو قابل داد ہیں ان واقعات میں زیادہ تر مفرورین کے مال پر ناجائز قبضہ سے متعلق ہے۔ جن کو ظالموں سے برآمد کرکے مظلوموں کو دلایا گیا۔

سالار جنگ محمد اللہ خان جو گذشتہ جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوم میں کام کرکے مختلف سکیموں کو کامیاب بنا کر صوبیداری کا عہدہ حاصل کرچکے تھے۔ انہوں نے اپنا ڈیفنس مورچہ بنایا۔ آپ نے اس مورچہ کے متعلق کرنل کمال خان کمانڈر سے تبادلہ خیال کرکے ثابت کیا کہ پونچھ اور راجوری سے آنے والے دشمن کو کس طرح تباہ کیا جاسکتا ہے۔ اس مورچہ میں اولاً" ریورس اور ایڈوانس کا خیال رکھا گیا اور ثانیاً" ریٹائٹر کے متعلق نقشہ بنایا گیا۔ ان دونوں حالتوں میں دشمن کو ایسے گھیرے میں لانے کی کوشش کی گئی ہے کہ دشمن جنوبی کیمپ اور مرکز مجاہدین کے درمیان آکر تباہ ہوسکیں۔ اس مورچہ میں اس بات کو مدنظر رکھا گیا۔ کہ ہوائی جہاز کے گولوں سے مجاہدین بچ سکیں۔ اور مائٹر بھی اثر نہ کرسکے۔ محمد اللہ کے ساتھ سالار جنگ زرور خان بھی اس کا خاص مشیر تھا۔ آپ نے بھی جنگ عظیم میں کام کیا تھا۔ اور کافی دلیر آدمی تھے۔ میرداد ' شہباز ' داؤد اور عزیز بھی

جنگ عظیم کا تجربہ رکھتے تھے۔ اور یہ مقام بہت اہم تھا جس کو پتہ عمر خیل نے کافی جانفشانی کا ثبوت دیتے ہوئے پورا کیا۔ اس مقام پر امیرالمجاہدین حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سالار اعظم صاحب ایک رات رہے اور وہ ان کے کام سے نہایت خوش ہوئے۔ اور پیکٹ سے بھی مطمئن ہوئے۔ الحمدللہ کہ جماعت ناجیہ میں اگر روحانی لوگ کافی ہیں تو دوسری طرف ترقی یافتہ جنگی سکیموں سے واقف لوگ بھی ہیں اور۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سے کئی چند زیادہ دشمن اب تک جماعت ناجیہ پر حملہ نہ کرسکی۔ اس مورچہ کی ساخت پر داخت کو مرتب کرنے میں محمد اللہ نے تحصیل مینڈر کے نقشہ سے کام لیا۔ جو کہ فوجی نظام کے لیئے نہایت ضروری تھا۔

اسی دوران میں جب آپ وہاں سے واپس ہوئے تو بارہ بجے دشمن کے ہوائی جہاز نے پیرہ ٹیکری پر دو گولے گرائے جس سے مجاہدین پیکٹ بال بال بچ گئے اور گولوں کی وجہ سے زمین میں بڑے بڑے کنویں بن گئے جس سے پتا چلتا تھا۔ کہ دشمن کو اس پیکٹ کی اشد ضرورت تھی۔ اور وہ ہر صورت میں اس کو حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ اپنے گزرگاہ بند ہونے کو آزاد کرسکیں۔ اسی فکر میں انہوں نے دن رات بمباری کی مگر مجاہدین کے سامنے آنے سے ہمیشہ گھبراتے رہے۔ اور نہ ہی پیکٹ کو حاصل کرسکے۔

۲۰ جولائی ۱۹۴۸ء کو کرنل کمال خان نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا جو کہ وہاں پر موجود دوسرے مجاہدین کے بارے میں تھا۔ جس کے جواب میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو لکھا۔

محترم کمانڈر صاحب اسلام علیکم

آپ کا خط جس میں آپ نے قبائلی مجاہدین کی بری حرکات کے بارے میں پوچھا تھا ملا۔ جواباً" عرض ہے کہ یہ پارٹی میری جماعت سے تعلق نہیں رکھتی۔ اس لئے آپ آئندہ غیر افراد کی بری حرکات ہماری طرف منسوب نہ فرمادیں"

اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت کچھ دوسرے لوگ بھی جہاد کشمیر میں شامل تھے۔ مگر لوگ ان کی شکایت کر رہے تھے۔ جس کا ثبوت آپ کو اس خط سے مل جائے گا۔ جو کہ کمانڈر صاحب نے لکھا تھا۔ جہاد کا مقصد وہاں لوگوں کو تنگ کرنا نہیں تھابلکہ رضا الٰہی تھا اور وہ صرف جماعت ناجیہ کر رہی تھی۔

چونکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تھا۔ اس لئے جب لوگوں کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ بہت افسردہ ہوئے اور انہوں نے کرنل کمال خان سے درخواست کی کہ اس جماعت کی برکت سے ہمیں کافی تسلی ہوئی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس جماعت کے زیر سایہ زندگی بسر کریں تاکہ دشمنان اسلام سے محفوظ رہ سکیں۔ مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چونکہ عید قریب ہے اور ہمارے جانے کا یہ مقصد نہیں کہ ہم واپس جا کر پھر نہ آئیں۔ جس کا واضح ثبوت مولانا حبیب الرحمن صاحب کے اس خط سے ہوتا ہے جو کہ انہوں نے سردار ابراہیم صاحب کے نام لکھا جس کو اسی طرح یہاں نقل کر رہا ہوں۔

از میںنڈر:

حبیب الرحمن امیر نشرو اشاعت رستم

۱۷ جولائی ۱۹۴۸ء

"محترم سردار ابراہیم صاحب"

اسلام علیکم۔ الحمد للہ کہ جماعت ناجیہ نے فوجی نظام کے ماتحت تحصیل مینڈر آنا بہ دل سے قبول کیا اور جماعت ۵ جولائی ۱۹۴۸ء کو پہنچی جماعت نے خاکستر گھروں اور شعلوں سے لبریز آبادیوں کو بچشم خود دیکھا کئی جامع مسجدیں اور قرآن شریف کے اوراق زیر شعلہ تھیں کئی سادات گھروں میں بند کرکے جلائے گئے جماعت نے آتے ہی کیمپ گولا میں چاروں طرف پکٹ لگائے اور بڑی تن دھی سے آس پاس کے دورے شروع کیے۔ دو تین دفعہ خطرات کی افوائیں آئیں مگر الحمد للہ آج تک خیریت ہے اور مورخہ ۹ جولائی ۱۹۴۸ء سے مقدمات مینڈر شریعت کے مطابق فیصلہ ہو رہے ہیں۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ نے باایں مجبوری جو کئی میل میں واقع ہے۔ جماعت ناجیہ کی خاطر خواہ امداد فرمائی اور ہم کو اس قابل بنایا کہ جماعت ناجیہ اپنے فرض جہاد کو بخوبی انجام دے۔ ہم کرنل کمال خان صاحب اور سردار فتح محمد صاحب کے انتظام سے مطمئن ہیں اور ان کی بار بار گفتگو سے ہمیں خاص تسلی ہوئی امید ہے کہ آپ کو ان کی رپورٹ پہنچی ہوگی۔ میں امیر المجاہدین حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آپ کو مندرجہ بالا حالات لکھ رہا ہوں امید ہے کہ آپ اپنے تاثرات سے واپسی ڈاک میں مطلع فرمائیں گے تاکہ ہم تازہ دم فوج کے لانے میں زیادہ سے زیادہ کامیاب ہوں اور زیادہ مجاہدین لائیں[1]☆

حبیب الرحمن امیر نشر و اشاعت جماعت ناجیہ گولا"

---

[1] ذاتی ڈائری مولانا حبیب الرحمان رستم

خطبات کشمیر

جس طرح میدان جنگ میں آدمی اپنے ہتھیار سے کام لیتا ہے اسی طرح میدان امن میں اپنی زبان سے بھی شاندار کام لیتا ہے اور جب ان دونوں کو استعمال کیا جائے تو اس سے اس مقصد کو حاصل کرنا نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ اور اسی صفات کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت کے سرکردہ ارکان نے استعمال کیا جس کو یہاں پیش کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ کشمیر کے بارے میں جماعت ناجیہ کے نقطہ نظر سے قارئین بخوبی واقف ہو سکیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے جناب ناظم اعلیٰ مولانا عبدالحلیم صاحب کے گزارشات آپ کی خدمت میں پیش ہیں جناب عبدالحلیم صاحب آزاد کشمیر گورنمنٹ اور محاذ پونچھ کے عنوان سے کچھ اس طرح رقمطراز ہیں جو کہ ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو تحریر فرمایا ہیں۔

آزاد کشمیر گورنمنٹ اور محاذ کشمیر

محترم مجاہد بھائیو! کشمیر تقریباً" ایک سال سے کفار کی تابڑ توڑ حملوں میں گرفتار ہے۔ محاذ کشمیر بیسوں میل میں واقع ہے کشمیر کی پبلک اعداء کے حملوں اور امداد کرنے والوں کی خدمت کا قدرتی ذمہ دار بن چکی ہے۔ اعداء یہ کوشش کرتے ہیں کہ کشمیر کی پبلک کے گھروں ' غلوں حیوانات اور مسلم نفوس کو تباہ کریں۔ دوسری طرف ہزاروں مجاہدین سب محاذوں پر تازہ

دم آکر کشمیر کی پبلک سے ہر طرح خاطر تواضع کی توقع رکھتے ہیں۔ کشمیر کی پبلک ہے کہ ان پر ہر دو تکلیفوں کا بڑی شجاعت سے مقابلہ کر رہی ہے کشمیر کی پبلک کا استقلال بہت قابل تعریف ہے۔

جماعت ناجیہ ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء سے کشمیر کے محاذ پونچھ میں پہنچ کر ان حالات کا معائنہ کرچکی ہے اور اس سے اس نتیجہ پر پہنچی کہ محاذ کے مجاہدین کو چند گزارشات عرض کرے کشمیری احباب کی امداد ہمارا اسلامی فرض ہے۔ اس فرض جہاد کی ادائیگی میں کشمیر پبلک اور آزاد کشمیر گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہماری ہر طرح امداد کرے لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ ہماری خاطر خواہ انتظام کرسکے۔ اس لئے مجاہدین اپنے پیادہ سفر، بے وقت خوراک ملنے، سالن، چائے اور گڑ کی قلت کو محسوس نہ کریں اسلامی غزوات میں ایک غزوہ سویق ہوچکا ہے جس میں مجاہدین ستو پھانک کر گزارہ کرتے تھے۔ مجاہدین روانگی سے پہلے فیصلہ کریں کہ ایک طرف وہ اعداء اسلام سے مقابلہ کریں گے اور دوسری طرف اپنی عادتوں کو تبدیل کرکے بھوک اور بستروں کے نہ ہونے کی تکلیفیں برداشت کریں گے۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ جو کچھ کر رہی ہے وہ بہت قابل تعریف ہے آج سے ایک ماہ قبل تک سردی ناقابل برداشت تھی جس کے لئے گورنمنٹ انتظام کرتی رہی۔ جانے کے راستے بنانے پڑے وہ پل جو دشمن تباہ کرچکے تھے انہیں درست کرنا پڑا۔ پناہ گزین پبلک کی امداد میں مصروف رہی۔ اور اب برسات شروع ہوئی جس کی وجہ سے فوج نقل و حرکت اور انہیں مخصوص اوقات پر خاطر خواہ خورد و نوش کا سامان فراہم کرنا ہے۔

مجاہدین کشمیر

آپ اپنے آپ کو مجاہد بنا کر کشمیر آیا کریں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے خواہشات کو پورا کرنے کی خاطر کشمیر آنے کا ارادہ کریں۔ خدانخواستہ آپ کے آنے سے پبلک پر برا اثر نہ پڑے۔ اور اس طرح آزاد کشمیر گورنمنٹ آپ سے بدظن نہ ہو جماعت ناجیہ نے الحمدللہ ایک ماہ گزار کر پبلک اور گورنمنٹ سے صحیح مجاہدین کی سند حاصل کی ہے جس پر پبلک تقاضوں پر تقاضے کر رہی ہے کہ جماعت ناجیہ ہماری سرپرست ہے ہمارے محافظ ہیں ہمارے مقدمات فیصلہ کرنے والے قضاہ ہیں۔ جماعت ناجیہ نے عملی نمونہ بنا کر صحیح مجاہدین ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اس لئے وہ تمام محاذات میں صحیح مجاہدین بنیں اور خدا سے نیک بدلہ مانگیں

عبدالحلیم ناظم اعلیٰ ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء

جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب اس طرح رقمطراز ہیں۔

بیرونی مجاہدین کشمیر اور ان کے اخلاق

سامعین کرام! انگریزی حکومت اور ہندوؤں کے برے رسم و رواج اور برے اعتقاد نے مسلمانوں سے جہاد کا جذبہ نکالا تھا۔ مسلمانوں کی حالت یہاں تک مایوس کن تھی کہ وہ کسی قسم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے تھے چنانچہ کشمیر میں اعداء اسلام نے اس بھروسے پر لڑائی شروع کی اور اعلان کیا کہ ہم صرف ایک دقیقہ میں کشمیر فتح کرلیں گے۔

لیکن ایک سال ہونے کو ہے کہ اعداء اسلام اس خواب کی تعبیر نہ دیکھ سکے اور نہ ہی انشاء اللہ مستقبل میں دیکھ سکیں گے۔

جہاد کشمیر میں اولاً کشمیر کی پبلک نے اپنے شجاعت اور اعداء اسلام سے مقابلہ کا وہ ناقابل انکار ثبوت دیا جس سے اعداء اسلام کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ مجاہدین کشمیر ایک طرف جہاد کرتے رہے اور دوسری طرف بیرونی مجاہدین کے لئے بیت المال کا انتظام کرتے رہے۔ مجاہدین کشمیر بندوق کندھوں پر رکھ کر مورچوں میں لڑتے رہے اور بیلچے بغلوں میں ڈال کر سڑکیں استوار کرتے رہے کشمیری پبلک کی اس شجاعت کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ آزاد کشمیر گورنمنٹ بنا سکی۔ اور سردار ابراہیم جیسی شخصیت کشمیر کے صدر بن سکے کشمیری پبلک نے سول نظام کے لئے چیدہ چیدہ افراد اور فوجی نظام کے لیئے افراد مورچوں میں ذمہ دار عہدوں پر لگائے تھوڑا عرصہ ہو رہا کہ بیرونی مجاہدین کشمیر میں داخل ہو رہے ہیں۔ بیرونی مجاہدین نے کشمیری مجاہدین کو امداد دے کر کشمیری پبلک کو مرہون منت بنایا ہے۔ مگر ہماری جماعت ناجیہ جو بیرونی مجاہدین میں سے ہے۔ بیرونی مجاہدین کو چند ضروری گزارشات عرض کرنے پر مجبور ہے۔

بیرونی مجاہدو

کشمیری پبلک فوجی اور سول کے عہدیدار آپ کو سرآنکھوں پر بٹھانا چاہتے ہیں۔ وہ ایسے معزز مسلمانوں کی بہت خاطر تواضع کرنے کی خواہش مند ہیں لیکن کشمیری مسلمان پبلک کی معذوریاں آپ ضرور ملحوظ رکھیں

کشمیری مسلمان ایک طرف بڑے بڑے شہروں سے ایک حد تک محروم ہیں یہاں کے بڑے بڑے شہر اب تک اعداء اسلام کی قبضے میں ہیں کشمیری مسلمانوں کے گھروں کو کفار کے جہازوں نے گولیوں سے تباہ کئے ہیں اور اب تک اس میں سرگرم عمل ہیں جنگ کی وجہ سے کھیتی باڑی نہیں کرسکتے۔ تیار غلہ کچھ جل چکا ہے اور کچھ آپ کی خاطر تواضع میں صرف ہو رہا ہے۔

بیرونی مجاہدو

آپ از راہ خدا مجاہد۔ بن کر کشمیر آئیں۔ آپ اپنے اخلاق مجاہدین کے بنائیں اور غزوہ سویق اور دوسرے غزوات کی طرح ستو سے جہاد کرنے والے مجاہدین یاد کریں۔ پتھر پیٹ پر باندھ کر مجاہد بننا سیکھیں۔ اگر آپ کو پیدل جانا پڑتا ہے اور سواری کا انتظام نہ ہوسکا تو ایسی صورت میں مجاہدین افریقہ اور حضرت طارق بن زیاد کو یاد کریں۔ چائے اور گڑ کی کمی کو محسوس نہ کریں۔ مجاہدین جماعت ناجیہ ۳۰ جون ۱۹۴۸ء سے محاذ پونچھ تحصیل مینڈر نے آکر یہاں الحمدللہ عملی ثبوت دیا ہے جس کی وجہ سے پبلک دعائیں دے رہی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں اور بار بار محاذ کے افسران سے تقاضے کر رہی ہے کہ جماعت ناجیہ کو تحصیل مینڈر میں رہنے پر مجبور کیا جاوے۔ جماعت ناجیہ کے اس مجاہدانہ طرز عمل کا اثر ہے کہ تحصیل مینڈر کے خاکستر مکانات میں تھانہ بن سکا۔ ڈاک خانہ کا عملہ آنے لگا۔ ٹیلیفون اور وائرلیس نصب ہوسکا۔

امید ہے کہ بیرونی مجاہدین کشمیر اپنے اخلاق کو سنوار کر اولاً اپنے نفوس سے جہاد کریں گے اور پھر کفار سے جہاد کا اقدام کرے گے۔

حبیب الرحمٰن امیر نشر و اشاعت رستم
۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء

وہ گذارشات جو ناظم اعلیٰ مولانا عبدالحلیم صاحب نے ریڈیو پاکستان پشاور کو ارسال فرمائی

جہاد کشمیر اور مجاہدین کے مشکلات

محترم احباب : کشمیر کا محاذ تقریباً" دو سو میل میں واقع ہے۔ یہ محاذات آئے دن تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ کشمیر پہاڑی علاقہ ہے۔ ان میں چند سڑکوں اور کچھ مقامات کے علاوہ اکثر علاقہ غیر آباد جنگلات پر مشتمل ہے کشمیر آزاد گورنمنٹ کو اب تک کسی حکومت نے تسلیم نہیں کیا ہے۔ کشمیر بہت غریب باشندگان پر مشتمل ہے۔ ان حالات کا تقاضہ تھا کہ جونہی ہندوستانی منظم حکومت حملہ کرکے اور کشمیر کو زیر و زبر کرکے اوم کا جھنڈا لہرانے لگے گا۔ خصوصاً جب ہندوستانی حکومت نے گھر کا بھیدی عبداللہ جیسا غدار پیدا کیا۔ اور اس کے تنور شکم کو ہر طرح سے بھر دیا گیا۔
عقل کا تقاضہ تو یہ تھا کہ یہ ایجنٹ کامیاب ہو کر ھندوستان کا گڑھ یا مسلمان کے نام سے کشمیر میں حکومت قائم کرے گا۔
ہندوستانی حکومت کے پاس ہر قسم کا راشن ہے۔ میگزین اور بندوقیں

تو چھوڑیں مشین اور ہوائی جہاز کے لاتعداد گولے موجود ہیں۔ دوسری طرف غریب کشمیر کے پاس نہ راشن ہے اور نہ بندوق نہ منظم فوج اور نہ میگزین ہیں۔ تقریباً ایک سال ہوا ہے کہ اس غیر منظم ، غریب اور بے سروپا کشمیری مسلمانوں نے ہندوستانی افواج سے کئی اہم مورچے لیئے۔ جنگی سامانوں پر قبضہ کیا اور آئے دن نئی نئی خوشخبریاں سننے میں آتی ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور بالمقابل کافر ہیں۔ ہم اللہ اللہ کرتے ہیں اور وہ گنگا جمنا کو خدا مانتے ہیں ۔ ہم مرکر شہید اور زندہ رہ کر غازی ہیں اور وہ زندہ رہ کر کافر اور مرکر مردار ہوتے ہیں

محترم مسلمانو :۔ آپ مجاہدین کے اخلاق سیکھ کر اور اس پر عمل کرکے کشمیر جہاد کے لیئے آئیں یہاں کے فاقے اور پیادہ سفر طے کرنے کا عزم کرکے روانہ ہوں۔ میدان جہاد میں قدم رکھنے سے پہلے شہادت کے جام نوش کرنے کا ارادہ کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ باشندگان کشمیر کی مجبوریاں ملحوظ رکھیں۔ آپ جہاد کے لیئے آتے وقت اپنے آرام اور عیش و عشرت کو خیر باد کہیں۔۔ آپ موٹروں اور لاریوں کی سواریاں بھول جائیں آپ بھوک ، زمین پر سونے اور اور ہر قسم کی تکالیف کو سوچیں۔ ان غزوات کو یاد کریں جو ستوؤں سے کیئے گئے تھے۔ پیٹ پر پتھروں کی تہیں باندھ کر ہر ایک اسی میں سبقت لے جانے کا خواہش مند تھا۔

امیر غریب ، فقیر ، عالم اور جاہل سب یکساں مشکلات کا خوگر بنیں۔

الحمدللہ کہ جماعت ناجیہ نے ۳۰ جون باایں بے بضاعتی اپنے آپ کو صحیح مجاہد بننے کی کوشش کی۔ اور ایک حد تک اس میں کامیاب ہوئے۔

جماعت ناجیہ علماء ، خطباء صوفیاء ، بوڑھوں جوانوں اور کئی ایک نوعمر بچوں پر مشتمل ہے۔ جماعت ناجیہ نے تحصیل مینڈر میں ایک مہینہ رہ کر پبلک اور محاذ کے منتظمین سے وہ سندات حاصل کئے جو اب تک دیگر مجاہدین کو نہ مل سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ آنے والے مجاہدین کو وہ اخلاق بتاؤں جو مجاہدین کے لیئے ضروری ہیں خدا کی رضامندی مسلمانوں کی رضامندی میں مضمر ہے۔ آپ آنے سے پہلے آزاد کشمیر گورنمنٹ کے کارکنان سے حسن سلوک اور با اخلاق گفتگو کا تہیہ کرکے جہاد کا ارادہ کریں۔

نیز کشمیری پبلک جو بہت مظلوم اور کفار کے ہاتھوں ستائے ہوئے ہیں آپ کی طرف سے اور آپ کی رحیمانہ گفتگو کے لیئے چشم براء ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس کے خلاف کرکے آزاد کشمیر گورنمنٹ کے عملے اور پبلک کو ناراض کریں اور بجائے اس کے کہ آپ مسلمانان کشمیر کے لئے باعث خیر بنیں وبال جان نہ بن جائیں خدانخواستہ کفار کے ہاتھوں سے ستائے ہوئے کشمیری آپ سے دق ہوں آپ ان کو تسلی دیں ان کے سروں پر ہاتھ پھیریں تاکہ آپ کو ان کی طرف سے دعائیں ملیں اور خدا آپ سے راضی ہو۔

ناظم اعلیٰ عبدالحلیم"

جناب سالار اعظم پیر سید باچہ صاحب کا خطاب محاذ کشمیر پر

نائب سالار اعظم اور جماعت ناجیہ کے ارکان:۔

جماعت ناجیہ ایک ایسی منظم جماعت ہے جس میں ایک طرف سول نظام کے لیئے ناظم اعلیٰ امیر نشر و اشاعت اور اس کا عملہ اپنے اپنے فرائض

کی ادائیگی میں سرگرم ہے اور دوسری طرف فوجی نظام کئی ایک سالاروں پر مشتمل ہے۔ جو اپنے دائرہ عمل میں برسرکار ہیں۔

تحصیل مینڈر میں ۵ جولائی ۱۹۴۸ء کو جماعت ناجیہ پہنچی اور ایک عام اجلاس میں محترم پیر سید باچا صاحب نائب سالار اعظم نے نہایت عمدہ خطاب فرمایا جس کو اسی طرح پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

محترم امیرالمجاہدین ' نائب امیر المجاہدین ' ناظم اعلیٰ ' امیر نشر و اشاعت اور سالاران جنگ اکرام :۔ آپ نے جس تنظیم سے جماعت کا امام بن کر حق امامت کا فرض ادا کیا ہے اس نے ہم نوجوان مجاہدین پر خاص اثر کیا ہے۔ آپ کے عمل سے ثابت ہوا کہ مسجدوں میں نمازوں کی امامت صرف اس خاطر کی جاتی تھی کہ میدان جہاد میں چھوٹے بڑے برے بھلے ایک صف میں استوار کھڑا کرکے ایک صالح امام بنے ۔ اور اپنے مقتدیوں سے زیادہ کام کرکے کافی احتیاط سے دربار الٰہی میں حاضری دے ۔ اور بعد از فراغت اپنے لیئے اور اپنے تمام متبعین کے لیئے دعا خیر مانگے۔

بزرگوارو:۔ ہم آج امامت کا مقصد سمجھ کر قیام ' رکوع اور سجود میں اطمینان اور باقاعدگی عملاً" دیکھ چکے ہم آئندہ ایسے باعمل انسان کو حقیقی امام یقین تصور کریں گے۔

نوجوان مجاہدو :۔ آپ نے عمر رسیدہ' سفید ریش ' خمیدہ کمر بوڑھوں کو بارہ دن کے متواتر سفر میں مستقل مزاج دیکھ کر کس نتیجہ پر پہنچے؟

مجھے یقین ہے کہ آپ ان کے عمل سے سمجھ گئے ہوں گے کہ جوانی اور بڑھاپا دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بیس بیس میل پیادہ سفر ایک

جوان کے لیئے چنداں دشوار نہیں لیکن آپ نے دیکھا کہ ہمارے سندیافتہ آرام سے زندگی گزارنے والے علماء، صوفیاء، پروفیسر آپ سے دوران سفر میں سو سو قدم آگے جاتے تھے۔ منزل پر پہنچ کر آپ لیٹ جاتے تھے اور یہ حضرات آپ کی خورد و نوش کے لیئے متفکر ہوتے تھے اور تگ و دو کر کے آپ کو کھلا کر سانس لیتے تھے۔

محترم احباب:۔ میں نوجوان ہوں اور آپ میں سے اکثر نوجوان ہیں ان جوان دل بزرگوں سے سبق سیکھو اور میدان جہاد میں وہ کارنامہ دکھاؤ جس سے کفار گھبرا جائیں اور آپ مظلوم کشمیری مسلمانوں کو کفار سے نجات دلائیں۔ میں ایک فوجی زندگی گزارنے والا جوان ہوں اور تقریر کرنا نہیں جانتا میرا کام لڑائی لڑنا ہے لیکن اپنے دور دراز سفر کے مشکلات کو عبور کرنے اور اس پر شاکر رہنے نے میرے دل پر خاص اثر کیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں نے یہ چند تاثرات عرض کیئے۔ امید ہے کہ ہم نوجوان مجاہدین اپنے بزرگان محترم کی پوری اطاعت کر کے اپنے اخلاق کو بہتر بنائیں گے۔ خدا کرے ہم جہاد کشمیر میں فاتح ہو کر واپس جائیں اور افغانان سرحد کو بتا دیں کہ جہاد کسے کہتے ہیں۔ اور مجاہد کی غرض و غایت کیا ہوتی ہے ؟

پیر سید باچہ نائب سالار اعظم از تحصیل مینڈر
۲۴ جولائی ۱۹۴۸ء"

اب نائب امیر المجاہدین جناب مولانا سربلند خان صاحب کا مضمون پیش خدمت ہے جس کو انہوں نے "دریشتنے مجاہدینو صفات" کے نام سے بیان فرمایا جس کا اردو ترجمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

سچے مجاہدین کی صفات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْدُ :- میرے پٹھان بھائیوں میں میدان جہاد میں آپ کے ساتھ چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں جہاد کے الفاظ ہمارے دلوں اور دماغوں سے نکلے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ جہاد کے مفہوم سے ناآشنا ہیں اور ہر کسی نے اپنے اپنے انداز میں جہاد کی تعریف کی ہے اور اسی وجہ سے جہاد کشمیر کے لیئے آئے ہیں۔

جہاد

عام لوگ جہاد اس کو کہتے ہیں کہ آدمی یہاں سے لاری میں بیٹھ جائے اور کشمیر کے محاذ پر ایک مورچہ میں پہنچ جائے مورچہ میں ہر قسم کا سامان خورد و نوش چارپائی اور بسترے ہوں اور اپنی مرضی سے فائرنگ کرے دو تین دن اسی طرح جنگ کرے اگرچہ کہ کوئی کارنامہ کرے یا نہ کرے اور اسی طرح واپس وطن آجائے۔ جہاد کے دوران اگر نماز نہ پڑھے تو خیر ہے مورچہ کے اندر اپنے سالار کا کہنا نہ مانے تو کوئی حرج نہیں۔ بھوکا پیاسا رہنا ضروری نہ ہو اگر کہیں پیادہ سفر کرنا پڑے تو آزاد کشمیر گورنمنٹ کو برا بھلا کہے۔ اور اگر کہیں روٹی وغیرہ نہ ملے تو کشمیر کے مسلمانوں سے شکایت کرتے پھرتے ہیں۔ یہ خیال ہمارا اسلام سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔

اسلامی جہاد

آئیں کہ میں آپ کو اسلامی جہاد کی حقیقت سے روشناس کراوں۔
بھائیوں : ایک آدمی کا دوسرے آدمی پر گولا باری کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ صرف یہ جہاد اس وجہ سے جائز ہے اور فرض ہوا ہے کہ اس جہاد سے فتنہ اور فساد دنیا سے ختم ہو جائے کفار اور سرکش لوگ اس دنیا سے ختم ہو جائیں اور اس کی جگہ امن و امان اسلام اور قرآن کی حکمرانی ہو۔ اسی طرف قرآن شریف اشارہ کرتا ہے کہ "**وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ**" اس سے معلوم ہوا کہ مجاہد ہرگز ہرگز فتنہ اور فساد نہ کریں گے۔ اور مسلمان کے جہاد کی بڑی غرض یہ ہوگی کہ مظلوم کی امداد کریں گے اور ظالم کو ظلم کی سزا دیں گے۔ مجاہد جانی قربانی کے ساتھ ساتھ مالی قربانی بھی کریں گے۔ مجاہد اس کی وجہ سے عیش و عشرت ' بھوک و پیاس برداشت کریں گے۔ مجاہد نے روزہ کی حالت میں شدید گرمی میں بھوک پیاس برداشت کی ہوگی۔ حج کے موقع پر پیادہ سفر کرنے کی عادت پیدا ہوئی ہوگی۔ مالی قربانی اس نے زکوٰۃ سے سیکھی ہوگی۔ اپنے نفسانی خواہشات کی قربانی اس نے اپنی پانچ وقت نماز کے دوران کی ہوگی۔

صحیح مجاہد کون، ہوگا"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سچا مجاہد وہ ہوگا جس میں مندرجہ بالا

صفات ہوں گی۔ صحیح مجاہد وہ ہوگا جس نے سردی گرمی کو برداشت کیا ہوگا
جس نے نماز کی خاطر مجلس کو چھوڑا ہوگا۔ اسی طرح زکوٰۃ کی عادت سے
اس میں فیاضی کی صفات پیدا ہوئی ہوں گی۔ اور اسی وجہ سے وہ
مالی قربانی کے لیئے ہر وقت تیار ہوگا۔ اور اسی طرح خدا کی راہ میں حج
کرنے اور پیادہ سفر کرنے والے ہر وقت جہاد کے سفر کو لبیک کہتے ہیں اور
اسی طرح روزے رکھنے والا شخص جہاد میں بھوک اور پیاس پر شاکر رہتا
ہے۔ اس لیئے مجاہد کی صرف اور صرف یہی تعریف ہے اور خدا کی رضا کے
لیئے جہاد اسی مجاہد کے جہاد کو کہتے ہیں۔

الحمدللہ اس جذبے کے تحت جماعت ناجیہ صالحہ کے اراکین ۲۴ جون
۱۹۴۸ء کو مردان اور پشاور کے ضلعوں سے روانہ ہوئے اور بارہ دن پیادہ سفر
اور بھوکے پیاسے پونچھ محاذ تحصیل مینڈر پہنچے جماعت کے امیر المجاہدین
حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کے لوگوں میں وہ روحانی بصیرت پیدا
کی کہ جس کی وجہ سے مجاہدین اس پیادہ سفر سے بالکل تنگ نہ ہوئے اور
نہ بھوک اور پیاس کی شکایت کی اس جماعت میں بہت سے بزرگ ' سفید
ریش علماء ' آرام میں رہنے والے خطباء اور صوفیاء کافی تعداد میں موجود
تھے۔ ان کے ظاہری جسمانی طاقت سے یہ بات بہت دور تھی کہ اس سفر کو
برداشت کریں گے لیکن یہاں زندگی کے پانچ وقتہ نمازوں ' زکوٰتوں 'روزوں
اور حجوں نے اس بات کو آسان کر دیا اور اس انداز سے سفر کرتے تھے کہ
ہر دوسرا دن ان کو زندگی کا پہلا دن نظر آتا۔

مینڈر کا علاقہ اور جماعت ناجیہ

جب جماعت ناجیہ مینڈر کو پہنچی تو مینڈر کے مرکزی شہر دھرمسال پر کفار کی ہاتھوں لگی ہوئی آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے جامع مسجد آگ کے شعلوں میں گھیرا ہوا تھا۔ قرآن مجید کے کچھ اوراق جلے ہوئے تھے اور کچھ بچے ہوئے تھے جس کو جماعت ناجیہ کے بدقسمت مجاہدین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جماعت ناجیہ کے تھکے ہوئے اراکین جو کہ مذہب سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے اور قرآن مجید کے فدایان تھے اس تکالیف سے بھی زیادہ تکالیف اٹھانے کے لیئے تیار ہوئے ان گنہگار آنکھوں نے مسلمانون کے ان مکانات ' غلے کی ڈھیر ' جانور بلکہ اس حد تک کہ کہ بہت سے سادات اور بہت سے مسلمانوں کو دیکھا جس کو انہوں نے جلایا تھا۔ اور ساتھ ہی اولیاء اکرام کی خانقاہوں کو جس کو کفار نے جلایا تھا۔

اے آرام سے بیٹھے ہوئے لوگوں :۔ اور پیٹ بھر کر اپنے بچوں کے ساتھ رہنے والے مسلمانون :۔ آج کشمیر کے مسلمانوں کی بچیاں اور کفار کے ہاتھوں ماری ہوئی عصمت داز خواتین ان کے جلے ہوئے قرآن اور ان کی مسجدیں آپ کو چیخ چیخ کر پکار رہی ہیں کہ کشمیر کو آئیں اور جلدی آئیں اور صحیح مجاہدین بن کر آئیں اگر آپ میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے تو اپنے قوت ایمانی کو آشکار کرو۔ کشمیر اور جہاد کشمیر آپ کی ایمان کی پکار ہے۔ اور میرا پورا یقین ہے کہ آپ ضرور ایسا کریں گے اور جہاد کشمیر میں حصہ لیں گے اور اگر آپ نے ایسا کیا تو بہت جلد کشمیر کے مسلمان کافروں کے پنجے سے آزاد ہو جائیں گے اور آپ خدا کی رضا حاصل کریں گے۔

مولانا حاجی سربلند خان نائب امیر المجاہدین
۲۴ جولائی ۱۹۴۸ء

آخر میں امیر المجاہدین حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ خط جو انہوں نے قائد ملت غلام عباس صاحب کے نام لکھا جس میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جہاد کشمیر کو مختصر الفاظ میں بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف امیر المجاہدین جماعت ناجیہ
محاذ مینڈر علاقہ پونچھ ۲۵ جولائی ۱۹۴۸ء

بشرف گرامی واجب الاحترام جناب قائد ملت غلام عباس صاحب آزاد کشمیر گورنمنٹ
السلام علیکم :۔ جہاد کشمیر جب سے شروع ہوا ہے الحمدللہ کہ جماعت ناجیہ نے اب تک تین دفعہ مختلف محاذ میں اپنی فدائیت کا ثبوت دیا ہے اولاً جماعت نے بارہ مولا پٹن اور سرینگر کے محاذ پر جہاد کیا تھا۔ چنانچہ جماعت ناجیہ نے پٹن کا مورچہ لیا تھا۔ اور آزاد کشمیر گورنمنٹ کو جماعت ناجیہ کا شوق شہادت معلوم ہے۔ اس مورچہ میں ہمارے بعض افراد شہید اور زخمی ہوئے تھے اور میں خود بھی شدید زخمی ہوا تھا۔ ثانیاً اوڑی محاذ زیر جماعت ناجیہ صالحہ دو مہینے جہاد کرتی رہی۔

ثالثاً" ۲۴ جون ۱۹۴۸ء سے جماعت ناجیہ صالحہ کو محاذ پونچھ کی تحصیل مینڈر میں جہاد کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جماعت ناجیہ صالحہ عنقریب تازہ دم فوج لانے کے لیئے صوبہ سرحد واپس جانے والی ہے تاہم آپ سے اپنی جماعت کے مجاہدینؔ کے بارے میں چند اہم گزارشات پیش کرتا ہوں۔

جماعت ناجیہ الحمدللہ رعیت اور قبائلی علاقہ جات میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں اراکین پر مشتمل ہے۔ اس جماعت کا جہاد خالص اسلامی جہاد ہے۔ جماعت ان مجاہدین کو لاتی ہے جو متشرع پابند صوم و صلوۃ اور اسلامی اصولوں پر مکمل کاربند ہوں ان کا جہاد شہادت اور قیام اسلامی حکومت کی نصب العین کے لیئے ہے۔ اس مقصد کے لیئے جماعت ناجیہ کو مندرجہ ذیل مراعات کی سفارش فرمائیں تو جماعت ناجیہ آپ کی مشکور ہوگی۔

۱۔ حکومت پاکستان سرکاری نرخ پر جماعت ناجیہ کو بندوق خریدنے کے اجازت دے۔

۲۔ جماعت کے اراکین جماعت کی اجازت پر ہر قسم اسلحہ رکھ سکیں اور حکومت صوبہ سرحد جماعت کی حسب سابق اجازت لائسنس برقرار رکھے اور سنٹر گورنمنٹ کو جماعت کی اہمیت بتلائی جائے۔ تاکہ وہ سرحدی گورنمنٹ کو رکاوٹ نہ ڈالے۔

۳۔ محاذ مینڈر کے لیئے جو تین سو بندوقیں دی گئی ہیں ان میں سے ایک سو بندوقیں صوبہ سرحد لے جانے کی اجازت دی جائے تاکہ پبلک پر اس کا اثر ہو۔ اور تازہ دم فوج جلدی فراہم ہوسکے۔ مینڈر محاذ میں کرنل کمال صاحب نے جماعت ناجیہ کو جہاد میں کافی امداد دی ہے ہم اس کے مشکور ہیں۔ آپ نے اس دور افتادہ محاذ میں جماعت ناجیہ کے سینکڑوں مجاہدین کو

ہر قسم کی آسائش اور ضروریات جہاد فراہم کیئے ہیں آپ میں ایسے اخلاق حسنہ ہیں جس کی وجہ سے علاقہ مینڈر کی پبلک آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

آپ نے جماعت ناجیہ کو اپنی طرف سے بہت ہی اخلاق سے لبریز سفارشی رقعہ دیا ہے ۔ اور جماعت کے یہاں سے نہ جانے کی متعلق کافی اصرار فرمایا ہے۔ لیکن تازہ دم فوج لانے کے وعدے پر آپ جماعت کو چھوڑنے پر رضامند ہوئے۔ جماعت ناجیہ آپ پر واضح کرنا چاہتی ہے کہ یہ جماعت ناجیہ اگر ایک طرف۔ اسلحہ سے مورچوں میں جہاد کرسکتی ہے تو دوسری طرف الحمدللہ جماعت ناجیہ میں ممتاز مقررین ' خطباء ' اور سیاسیات سے باخبر افراد بھی ہیں۔ جماعت ناجیہ آپ کو ایسے افراد کی خدمات پیش کرسکتی ہے کہ ریفرنڈم کے موقعہ پر یہ حضرات کشمیر میں جہاں آپ چاہیں انہیں کام پر لگاسکتے ہیں۔

والسلام

امیر المجاہدین حضرت حاجی محمد آمین (رحمۃ اللہ علیہ)
جماعت ناجیہ صالحہ تحصیل مینڈر کیمپ گولا
۲۵ جولائی ۱۹۴۸ء

یہاں اس خط کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس جہاد کی وجہ سے ہندوستانی فوج نے مجبوراً" اقوام متحدہ سے درخواست کی کہ وہ کشمیر میں رائے شماری کرانے کے لیئے تیار ہے۔ جس کی وجہ سے حضرت حاجی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آزاد کشمیر گورنمنٹ کو پیشکش کی کہ وہ اس موقعہ پر بھی آپ کو نیک صالحہ افراد مہیا کرنے کو تیار ہے ۔ مگر بدقسمتی سے ہندوستان اپنے وعدہ سے مکر گیا اور کشمیر میں آج تک رائے شماری نہ ہوسکی۔

آپ کی واپسی پر کرنل کمال خان صاحب نے جرنل طارق صاحب کے نام ایک خط لکھا۔ کیونکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ عید کے بعد دوبارہ آئیں گے اس لیئے انہوں نے جرنل طارق صاحب کو خط لکھا جس کا متن یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

از مینڈر سیکٹر

ڈیئر جنرل طارق

مورخہ چار جولائی سے ناجیہ پارٹی زیر قیادت حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ پونچھ مینڈر سیکٹر میں رہی۔ یہ ایک غیر معمولی پارٹی ہے۔ جس میں ایک طرف تو ان کا برتاؤ سپاہانہ تھا اور دوسری طرف مکمل شرافت کے نمونے تھے۔ ایسی جماعت وادیِ میں کام کرنے کے لیئے نہایت قیمتی ہے اور دیگر ایسے معاملات میں بھی مفید ہے۔ ہم اس سیکٹر میں ان تمام کام کرنے والوں کی طرف سے جن کو حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کی پارٹی سے کام کا واسطہ پڑا ہے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ ناجیہ پارٹی کو ایسے مواقع دیئے جائیں اور حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ آزاد اور دیگر مقاصد میں خدمت کرسکیں۔ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ ان کی مخلص اور احسن خدمات کے سلسلے میں حکام اعلیٰ کو کہا جائے کہ وہ ایسی ادنیٰ رکاوٹیں دور کریں۔ مثلاً"

حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کو جماعت ناجیہ کے افراد کو رائفل رکھنے کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ ان افراد کے پاس ان کی جماعت کی مصدقہ سند موجود ہو۔ چونکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی جماعت کے ہمراہ عید کے فوراً" بعد کسی ایک سیکٹر میں واپس آنے کا خیال رکھتے ہیں کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ اس وقت تک رائفلیں اپنے پاس رکھ سکیں۔ جب تک وہ لوٹ کر نہیں آ جاتے آپ مہربانی فرما کر ایک اور لشکر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت روانہ فرمائیں شروع میں ہم چھ سو آدمی لے سکتے ہیں سول نظام کی غیر موجودگی میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شریعت کے مطابق فیصلہ صادر کرنے کے لیئے مقرر کیا گیا تھا اور خصوصیت کے ساتھ ہم کہہ سکتے ہیں معاملات جلدی اور تسلی سے سمجھائے جاتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جماعت کے لیئے اچھی رائفل خریدنے کی سہولت ملنے کے درخواست کی ہے شاید یہ اجازت اگر دی جائے تو نہ صرف آزاد کے مقصد کے لیئے مفید ہوگی بلکہ پاکستان کی مدافعت کے لیئے بھی سود مند ہوگی مجھے یقین ہے کہ پاکستان اس جماعت کی وفاداری پر بھروسہ کرسکتا ہے۔ اور حکومت پاکستان کا ان لوگوں کا رائفل سپلری کرنا ایک اچھا سودا رہے گا۔ ممکن ہے کہ اس خط میں یہ سفارش بیجا سی معلوم ہو تاہم میں یہ مشورہ دوں گا کہ آپ ہزار **ایکسیلینسی** گورنر جنرل کے پاس اپنی ذاتی سفارش کریں کہ اس نہایت عمدہ جماعت کی مدد فرمائیں۔

بہترین دعاؤں کے ساتھ

کمال خان آزاد کشمیر فوج ۲۶ جولائی ۱۹۴۸ء"

جماعت ناجیہ کی واپسی

۲۸ جولائی ۱۹۴۸ء کو حسب فیصلہ جماعت ناجیہ علی الصباح اپنی مورچہ مقام گولا تحصیل مینڈر سے روانہ ہوئی اور رات بجیرہ پہنچی انتیس جولائی کو بلپندری اور تیس جولائی کو پیتا میں پہنچی اور دوپہر کی روٹی کھا کر روانہ ہوئی اور یکم اگست کو سیالہ کیمپ قافلے کا آخری حصہ پہنچا راستے میں ایک جیپ پہاڑ سے لڑھک گئی تھی جس میں تین ضعیف بوڑھے بیٹھے ہوئے تھے قدرتِ خداوندی اور جماعت کی روحانی صفائی تھی کہ وہ بال بال بچ گئے۔ اور اسی طرح سیالہ کیمپ کے پاس ندی میں بھی ایک جوان اور دو بوڑھے پھسل گئے تھے مگر وہ بھی زخمی ہونے سے محفوظ رہے۔ اس ندی میں ایک مجاہد کی بندوق بھی گر گئی تھی جس کو ایک دوسرے مجاہد نے نکال لیا تھا۔

سیالہ کیمپ میں امیرالمجاہدین نے بمعہ ناظم اعلیٰ اور نائب امیرالمجاہدین جنرل طارق صاحب کمانڈر محاذات کشمیر سے ملاقات کی۔ جنرل طارق صاحب نے تحصیل مینڈر کی فتح پر جماعت ناجیہ کو مبارک باد دی اور اپنی طرف سے مندرجہ ذیل کارکنان کو سندات دیں

۱۔ امیرالمجاہدین حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ ناظم اعلیٰ عبدالحلیم صاحب

۳۔ نائب امیرالمجاہدین مولانا سربلند خان صاحب

۴۔ امیر نشر و اشاعت مولانا حبیب الرحمن صاحب

۵۔ مولوی عبدالمستعان صاحب

جماعت ناجیہ کے استقبال میں تمام کیمپوں نے بڑی گرم جوشی دکھائی۔ لیکن سیالہ کیمپ میں محاذات کے فوجی ذمہ دار کارکنان نے مجاہدین جماعت ناجیہ کی بہت ہی حوصلہ افزائی کی۔

پھر وہاں سے جماعت کے مجاہدین کے لیئے تین ڈبے گاڑی ریزرو کیے گئے۔ اکوڑہ ' مردان اور پشاور ' نوشہرہ میں جب گاڑی پہنچی تو سٹیشن ماسٹر کی غفلت یا اطلاع نہ پہنچنے کی وجہ سے مردان کا ڈبہ صبح کی مردان والی گاڑی سے وابستہ نہ کیا گیا جس پر جماعت ناجیہ کو خاص تکلیف ہوئی۔ اور مجاہدین اپنے پیسوں سے لاریوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جس کی وجہ سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

واپسی پر آکر بھی آپ آرام سے نہ بیٹھے اور جہاد کی کوشش میں لگے رہے۔ واپسی پر آپ اپنے پیر و مرشد کی زیارت کی غرض سے غازی آباد تشریف لے گئے۔ جہاں پر کراچی سے کچھ مہمان بھی آئے تھے اور ان کے پاس ایک رات گزار کر چلے گئے۔

ستمبر و اکتوبر ۱۹۴۸ء کو آپ بادشاہ گل صاحب کی معیت میں کراچی گئے۔ تاکہ جہاد کے لیئے رائفلیں خرید سکیں۔ اس دوران آپ ایک بازار سے گزر رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے آپ کو پہچان لیا اور آپ سے بڑی عقیدت کے ساتھ ملا۔ اور خاطر تواضع کی۔ اور پھر آپ سے کراچی آنے کی وجہ دریافت کی۔ جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا۔ کہ وہ گورنر جنرل پاکستان سے ملاقات کرنے کے خواہش مند ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی

قیمت پر جہاد کے لیئے رائفلیں خریدنا چاہتے ہیں۔ تاکہ گورنر جنرل صاحب اس سلسلے میں ان کی مدد کریں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا۔ کہ اس شخص کا نام سیٹھ اسماعیل ہے۔ جس نے کراچی میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت مندانہ برتاؤ کیا تھا۔

سیٹھ اسماعیل حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مدعا ان کے سامنے پیش کیا۔ بہت اصرار کے بعد گورنر جنرل خواجہ ناظم صاحب نے وعدہ کیا۔ کہ وہ رائفلوں کے منگوانے کا کا انتظام کردیں گے۔ علاوہ ازیں سیٹھ اسماعیل اور اس کے دوسرے ساتھی سیٹھوں نے بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے بیت المال سے دو ہزار رائفلوں کی قیمت دیں گے۔ اور دو ہزار جوانان مجاہدین کے لیے کپڑوں کا انتظام بھی کریں گے۔[۵۷] تقریبا ۲۰ دن کے بعد آپ کراچی سے واپس آئے۔ اور جہاد کشمیر کے لیے نہایت سرگرمی سے تیاری کرنے لگے اور نہایت تھوڑے عرصے میں دو ہزار مجاہدین تیار کر لیے۔ لہذا آپ چوتھی بار جب جہاد کے لئے تیار ہوئے تو اس اثناء میں پاک و ہند جنگ بندی معاہدہ ہوگیا جس کی وجہ سے وہ نہ جاسکے

فخر کشمیر کا خطاب

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ایک ایسی شخصیت تھی کہ انہوں

... برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۵۳ پشاور آرکائیوز

نے کبھی بھی شہرت حاصل کرنے کی غرض سے کوئی کام نہیں کیا بلکہ جو کچھ بھی کیا رضائے الٰہی کے لیئے کیا اور جہاد کشمیر بھی اسی غرض سے کیا لیکن اس کے باوجود بھی حکومت آزاد کشمیر جماعت ناجیہ کے ان شاندار کارناموں کے شکر گزار تھی جو انہوں نے محاذ کشمیر میں سرانجام دیئے تھے۔ لہٰذا حکومت نے آپ کو ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ / ۲۳ جولائی ۱۹۴۹ء کو راولپنڈی طلب کیا اور آپ کو فخر کشمیر کے خطاب کی سند عطا کی اور ساتھ ہی ۲۰ سالاران جماعت کو بھی سندات بہادری عطاء کی گئی

جن سالاران اور احباب کو آزاد کشمیر حکومت نے سندات بہادری عطاء کی تھیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ نائب امیرالمجاہدین مولانا سربلند خان صاحب نواں کلے صوابی
۲۔ ناظم اعلیٰ مولانا عبدالحلیم صاحب عمرزئی چارسدہ
۳۔ امیر نشر و اشاعت حبیب الرحمٰن صاحب رستم
۴۔ سالار اعظم حبیب شاہ صاحب
۵۔ نائب سالار اعظم پیر سید باچہ صاحب چھوٹا لاہور صوابی
۶۔ سکریٹری مرکز رحیم اللہ جان صاحب۔
۷۔ ناظم مولوی عبدالمسعان صاحب لوندخوڑ
۸۔ میاں حسن شاہ صاحب
۹۔ مولوی نظردین صاحب سالار سپلائی۔
۱۰۔ مولوی عبدالحمید صاحب سالار رسل و رسائل
۱۱۔ محمد میر غواث صاحب

۱۲۔ کریم اللہ صاحب
۱۳۔ ناظم سیف الرحمٰن صاحب
۱۴۔ عبدالکریم صاحب
۱۵۔ محمد اللہ خان سالار
۱۶۔ محمد کریم صاحب
۱۷۔ محترم فقیر صاحب
۱۸۔ میر حاتم صاحب دو آبہ چارسدہ
۱۹۔ سیف اللہ ولد فقیر صاحب
۲۰۔ غلام حسین صاحب ناظم

محاذات کشمیر کے کمانڈر جنرل طارق صاحب نے جو سندات دیں ان میں سے ایک کی نقل پیش خدمت ہے۔

نقل سند حکومت آزاد کشمیر

حکومت آزاد کشمیر جناب امیر نشرواشاعت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رستم کا شکریہ ادا کرتی ہے جو جہاد کشمیر کے لیئے جماعت ناجیہ کے مجاہد اپنے ساتھ لائے یہ سند ان کو بطور شکریہ دوستی کی یادگار اور آئندہ کے دوستانہ تعلقات کے لیئے دی جاتی ہے۔ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اور پینڈر کے فتح میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اور افسران محاذ کی ہر وقت امداد کی ہے

پونچھ محاذ
جون۔ جولائی ۱۹۴۸ء

کمانڈر آزاد کشمیر فوج
"الطارق"

باب ہفتم

جماعت ناجیہ کے پلیٹ فارم سے پاکستان میں احیائے شریعت اسلامی کی کوششیں

۱۷ شوال ۱۳۶۸ھ ہفتہ کے دن انگریز گورنر کی جگہ خدا تعالی کی فضل و کرم سے صوبہ سرحد کے معتبر بزرگ صاجزادہ محمد خورشید صاحب گورنر مقرر ہوئے۔ اس عہدے کو سنبھالنے کی وجہ سے لوگوں نے ان کی دعوتیں شروع کیں اسی طرح ایک دعوت کے سلسلہ میں چارسدہ آئے چارسدہ کے لئے انہوں نے شب قدر، تنگی، عمرزئی، المجاہد آباد، ترنگزئی، اتمانزئی کا راستہ اختیار کیا جہاں لوگوں نے جگہ جگہ ان کے استقبال کے لئے دروازے بنائے ہوئے تھے لہٰذا جماعت ناجیہ نے بھی شوریٰ کے فیصلے کے مطابق المجاہد آباد کے سامنے والی سڑک پر ایک استقبالی دروازہ بنایا تاکہ گورنر سے شریعت کا مطالبہ کرسکیں۔ تقریباً ۴۰۰ ارکان جماعت ناجیہ عمرزئی، ترنگزئی اور اتمانزئی سڑک کے دونوں طرف کھڑے تھے۔ جب گورنر صاحب پہنچے تو نہایت خندہ پیشانی سے ان کو روکا گیا اور جماعت ناجیہ کے ارکان شرعی پاکستان زندہ باد جماعت ناجیہ صالحہ زندہ باد کے نعرے لگانے لگے پھر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بہت ہی قیمتی لنگی اور کلاہ پیش کی کیونکہ انہوں نے انگریزی ہیٹ پہن رکھی تھی اس لیئے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اتار کر لنگی اور کلاہ پہنائی جس کو انہوں نے قبول کیا اور سر پر رکھ لیا۔

جماعت ناجیہ اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس غرض سے لنگی اور کلاہ پیش کیا کہ صاجزادہ صاحب کو غیور پٹھانوں کا بزرگ اور معتبر اللہ پاک نے مقرر فرمایا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ کی وجہ سے ان غیور پٹھانوں کو بہت سے فائدے حاصل ہوں گے۔ چونکہ عمامہ سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور دوسری طرف پختون قوم کے فخر اور غیرت کی نشانی بھی ہے اور اسی وجہ سے بہادر مجاہدین جماعت ناجیہ نے مناسب سمجھا کہ

اس سنت نبوی ﷺ کو گورنر صاحب بھی اپنائے اس لیئے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے سر پر رکھا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالی کفار کی اس لعنتی ٹوپی سے صوبہ سرحد کی ایسی بزرگ اور معتبر شخصیت کو محفوظ رکھے۔ پھر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی خدمت میں ایک اشتہار پیش کیا جس کی لمبائی تقریباً" جائے نماز کے برابر تھی جس میں نہایت خوشخطی سے شریعت کا مطالبہ کیاگیا تھا۔ جس کو انہوں نے رکھ لیا اور وعدہ کیا کہ وہ اپنی پوری کوشش کریں گے۔

پھر وہاں سے چائے کی دعوت پر چارسدہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا۔ لیکن وہاں چائے کی جگہ پر بینڈ باجے بج رہے تھے جس کی وجہ سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا شہزادہ صاحب اور جماعت ناجیہ کے دوسرے ارکان واپس ہو گئے۔ وہاں پر موجود سب لوگوں نے اصرار کیا مگر آپ نے انکار کیا کیونکہ بینڈ باجے کی موجودگی میں کھانا پینا حرام تھا۔ اس لیئے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے واپس آگئے افسوس کہ بہت بڑے بڑے لوگ وہاں موجود تھے مگر کسی نے انکار نہیں کیا اور نہ ہی وہاں سے کوئی واپس ہوا۔ یہ فخر اور عزت صرف اور صرف اللہ تعالی کے فضل سے جماعت ناجیہ کے متشرع جوانوں کو نصیب ہوئی ہے۔ جماعت ناجیہ کے غیور ارکان احترام شریعت محمدی ﷺ پر اپنی زندگی قربان کرنے کو اپنا اولین مقصد قرار دیتے ہیں۔[1]

۲۰ شعبان ۱۳۶۶ ھ / ۱۹۴۷ء کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کانگرس اور مسلم لیگ کے بعض اکابرین کی خواہش پر کانگرسی رہنماؤں اور مسلم لیگی رہنماؤں سے ملاقات کی تاکہ ان کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا

---

[1] الصادقہ ذو لقعدہ ۱۳۶۸ھ /۲۶ اگست ۱۹۴۹ء

جاسکے ملاقات کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ان الفاظ میں مطالبہ کیا۔

”جماعت ناجیہ صالحہ اسلامی بھائی چارے اور ہمدردی اور اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور بہ توفیق اللہ تعالیٰ کے دونوں اطراف کے رہنماؤں سے درخواست کرتی ہے کہ آپ کے بیانات میں ظاہرا" کوئی خاص بات نہیں بلکہ ایک جیسی ہیں فقط ایک دوسرے پر اعتماد کی ضرورت ہے اور ایک دوسرے کے دل سے حسد و کینہ دور کرنے کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی نیک نیتی کی ضرورت ہے اس لیے آپ دونوں صاحبان خالص رضا رب العزۃ جل جلالہ اور محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اور اسلامی بھائی چارے کی خاطر ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جائیں اور ان مسائل کو خود بیٹھ کر اکٹھے حل کریں۔ تاکہ بہت سے نوجواناں قتل و غارت سے بچ جائیں اور امن پیدا ہو جائے اور غلامی کی وہ ذلت اور قربانیوں کے بعد حاصل ہونی والی آزادی کی عید پھر سے غم میں نہ بدل جائے اور اگر آپ مناسب سمجھیں اور جماعت ناجیہ کو اس سے بہتر خیر خواہی کا موقعہ دیں تو ہم رب العزۃ جل جلالہ کے فضل و احسان پر عمل کریں گے اور کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ جس طرح کہ جماعت ناجیہ کا کام صحیح طریقہ میں (ما انا علیہ و اصحابی) پر عمل کرنا ہے۔ اس لیئے مسلمان بھائیوں میں صلح جماعت ناجیہ اپنا فرض منصبی سمجھتی ہے“[1]

الداعی الخیر خادم الاسلام محمد آمین عفی عنہ

---

[1] اشتہار :۔ شائع کردہ جماعت ناجیہ صالحہ المجاہد [illegible]

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کا کمال تھا کہ انہوں نے مختلف مکاتب فکر کو جماعت ناجیہ کے ایک سٹیج پر اکٹھا کیا

اس جلسہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص طرزادا سے ولولہ انگیز خطاب کیا آپ نے فرمایا :۔

"چونکہ پاکستان حقیقت مسلمہ ہو کر مسلمانوں کی حکومت بن گئی ہے۔ اس لیئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حکومت پاکستان کے استحکام ' اجراء شریعت اور جہاد کشمیر کی کامیابی کے لیئے سعی کرے" حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اس مقام پر جماعت ناجیہ کی زبان معتبر ہے۔ ہمارے مطالبے وہی ہیں جو ہم نے ہمیشہ کیئے ہیں ہم استحکام پاکستان کی خاطر اجراء شریعت فورا" چاہتے ہیں۔ جہاد کشمیر کی کامیابی تمام مسلمانوں کی کامیابی ہے اس لیئے ہم نے ایک ہزار مجاہدین یک لخت تیار کیے ہیں ہمارے اس صوبے میں فساد برپا ہونے کی وجہ سے ہم مرزا بشیر قادیانی کے آنے کو ناقابل برداشت سمجھتے ہیں ہم تمام حاضرین جلسہ جناب گورنر جنرل پاکستان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ان سے عرض کرتے ہیں کہ گورنر جنرل صاحب انگریزی شیطانی قانون سے مسلمانوں کو چھٹکارہ دلا کر ماجور عنداللہ ہوویں۔ دعا ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ رعایا اور داعی دونوں کو عمل صالح کی توفیق عنایت فرماویں"[۱]

پھر اپریل ۱۹۴۸ء میں جماعت ناجیہ کا ایک اہم اجلاس ہوا۔ جس میں آپ نے اس بات پر غور کیا کہ اب چونکہ پاکستان اور بھارت علیحدہ علیحدہ مملکت کی شکل میں وجود میں آگئے ہیں تو ہماری جماعت کے اصولوں میں چہارم اصول یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اسلامی

---

[۱] الصادقہ ۲۱ اپریل ۱۹۴۸ء

اس بیان سے آپ کے علم میں یہ بات بخوبی آگئی ہوگئی کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر حال میں ایک مسلم بھائی چارے کے حامی تھے۔ ان کو نہ سیاست سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی کسی عہدے سے اگر دلچسپی تھی تو صرف اس بات سے کہ کسی طرح اس ملک میں اسلامی قانون کا نفاذ ہو جائے اور اس سلسلہ میں ہر اس شخص کی حمایت کی جس نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ ملک میں اسلامی قانون نافذ کریں گے مگر افسوس کہ ہر کسی نے ان کو دھوکہ دیا اور آپ آخری وقت تک چین سے نہ بیٹھے اور اجراء شریعت کے لیئے آخری وقت تک لڑتے رہے۔

ضلع مردان میں جماعت ناجیہ صالحہ کا سالانہ اجتماع

۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو مردان میں جماعت ناجیہ صالحہ کا سالانہ اجتماع ہوا۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اس جلسے کی اہمیت اس لحاظ سے بھی بہت زیادہ تھی کہ اس میں ملک کی نامور شخصیات شریک ہوئیں تھیں۔ جس میں حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری صاحب، شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غرغشتوی صاحب، مولانا غلام خان صاحب اور حضرت بادشاہ گل فضل البر صاحب نے شرکت کی اس کے علاوہ دوسرے بہت سے علماء اور مشائخ نے بھی اس جلسہ میں شرکت کی۔ اس جلسے کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس کی صدارت جناب فضل اکبر صاحب فرزند ارجمند حضرت فضل واحد المعروف بہ حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ اور دوسری بڑی خوبی یہ تھی کہ ہر مکاتب فکر کے علماء و مشائخ شریک ہوئے۔ یہ سب حضرت حاجی

اصولوں کے مطابق دوستی اور ہمدردی رکھتے ہیں ۔ تو جماعت ناجیہ اس آیت کریم کے احترام میں
"وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا"[۵] حکومت ہند سے بیزار ہے اور اسلامی حکومت پاکستان میں جو لوگ قائم کرنا چاہتے ہیں تو جماعت ناجیہ اپنے اصولوں کے مطابق ان کی حمایت مندرجہ ذیل شرائط پر کرے گی۔

۱۔ ہمارے ملک کے جملہ فیصلے اسلامی شرعی قانون کے مطابق ہوں۔ اور ان کے اجراء کے لئے نہایت پرہیزگار اور متقی قاضی مقرر کیے جائیں۔
۲۔ باحکم شریعت تمام صوبوں سے غلط رسم و رواج ، فحش رقص وناچ ، فحش عورتوں اور فحش لڑکوں کا حجروں اور میدانوں میں ناچ گانے اور بازاروں میں ناچنا ، سینما بند کیے جائیں بلکہ باحکم شریعت ان دوکانوں پر جہاں کھانے پینے کی اشیاء فروخت ہوتی ہیں وہاں بھی گانا بجانا بند کیاجائے۔
۳۔ صوبے کے تمام مدرسوں میں اسلامی نصاب رائج کیا جائے اور عورتوں اور لڑکیوں کو اسلامی تعلیم ان کے گھروں میں باپردہ دی جائے۔
۴۔ جو شخص گولی یا خنجر سے مر جائے ان کا معائنہ مردہ خانے میں نہ کیا جائے اور اگر حکومت ضروری خیال کرے تو ان کے گھر میں بغیر اپریشن تھوڑے وقت میں معائنہ کیا جائے۔

پہلے بھی لکھا جاچکا ہے کہ آپ کی اسلامی نظام کی شرائط کو بہت سے لوگوں نے قبول کیا مگر جب اقتدار میں آئے تو اپنا روایتی انداز اختیار کرتے ہوئے ٹال مٹول سے کام لیتے رہے اور آج تک اسلامی نظام رائج نہ ہوسکا۔ یہاں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے

---

۵ آل عمران : ۱۴۱

کافروں کے مرید بھی کافر ہوتے ہیں۔ اور اسلامی حکومت کا دشمن اور کافر حکومت کے دوست بھی کافر ہوتے ہیں۔ تو ایسی خراب نسبت جو کہ ایک غیرت مند صالحہ جماعت کے مجاہدین کو دی جائی وہ نسبت از روئے شریعت اس لکھنے والے کو جاتی ہے۔ اگر ہم جماعت ناجیہ اس قسم کے بیان پر چپ بھی رہ جائیں تو وہ کسی کے کہنے سے خراب نہ ہوگی۔ لیکن جماعت ناجیہ یہ بھی برداشت نہیں کرسکتی کہ اس قسم کی گفتگو سے اس کے دوسرے مسلمان بھائی کفر کی طرف جائیں اس لئے جماعت ناجیہ اپنا فرض سمجھتی ہے کہ وہ اس قسم کی گفتگو کرنے کے بارے میں ان کو بتائے۔ اس لیئے جماعت ناجیہ اسلامی بھائی چارے کی بنیاد پر اخبار کے کارکنوں کو تاکید کرتی ہے کہ اگر یہ کسی غلطی کی وجہ سے ہوا تو وہ پھر احتیاط سے کام لیں اور اگر انہوں نے قصداً" کیا ہے تو انہیں چاہیئے کہ وہ توبہ کریں اور پھر ایسی حرکت نہ کریں۔

خدا کی قسم آپ یقین کریں کہ جماعت ناجیہ وہ غیرتی مسلمان ہیں کہ اگر ان کو کسی نے اجازت دی تو کشمیر کو فتح کرنے کے بعد جماعت ناجیہ کے مجاہدین ہندوستان میں ایسا شاندار جہاد کریں گے کہ مسلمانوں کا گرا ہوا وقار پھر سے خدا تعالیٰ کی برکت سے بحال ہو جائے جس کا اظہار حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر سے ہوتا ہے۔

جنگ بہ د اسلام پہ ننگ کوی د هندوستان سرہ
دا لری صدقہ ایمان دا جماعتِ ناجیہ

ترجمہ:۔ اسلام کی عزت و بقاء کے لیئے ہندوستان کے ساتھ جنگ کرے گا اس بات پر جماعت ناجیہ کا مکمل ایمان ہے۔

نہایت مختصر الفاظ میں کتنی بڑی بات دوسروں تک پہنچائی اور اگر آج بھی ان شرائط پر عمل کیا جائے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تمنا جو آپ نے آخری وقت تک کی انشاء اللہ ضرور پوری ہو جائے گی ۔ اور پاکستان میں ایک شرعی حکومت قائم ہو جائے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان پر عمل کیا جائے۔ یہ زمانے کا ایک دستور رہا ہے کہ ہر جگہ بزرگان دین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم کے راستوں میں کسی ایک گروہ نے ضرور روڑے اٹکائے اور اسی طرح جماعت ناجیہ کے ساتھ بھی ہوا جب وہ جہاد کشمیر میں مصروف تھی۔ اس وقت کے شہباز اخبار کے کارکنوں نے جماعت ناجیہ کو ایسے الفاظ سے یاد کیا کہ بیان کرنے سے دل کے آنسو نہیں رکتے ' روزنامہ شہباز ' اپنے ۱۸ اگست ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

"کہ جماعت ناجیہ جو کہ جہاد کشمیر میں مصروف کار ہے۔ دراصل ہندوؤں کے مرید اور ان کے وظیفہ خوار ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جماعت ناجیہ حکومت پاکستان کے بدخواہ اور بدترین دشمن اور ظالم مشرک حکومت ہند کے خیرخواہ ہیں۔

جس کے جواب میں جماعت ناجیہ نے اپنے جواب کو اس انداز سے پیش کیا :۔

جماعت ناجیہ کی طرف سے شہباز اخبار کے کارکنوں کو جہاد کشمیر کی دعوت

کہ ایسی نسبت ایک جماعت کو خالص کفر کی نسبت ہے۔ کیونکہ

آگے چل کر شہباز کے کارکنوں سے اس طرح مخاطب ہیں کہ ہم نے جماعت ناجیہ کے دو ہزار مجاہدین جہاد کے لیئے تیار کیے ہیں۔ آپ بھی شرعی اصولوں پر سو کارکن مجاہد کشمیر کے جہاد کے لیئے تیار کریں۔ جماعت ناجیہ ان کو اپنی طرف سے اسلحہ فراہم کرے گی۔ آپ نے اخباری جہاد کر لیا اب عملی جہاد میں بھی حصہ لیں تاکہ جماعت ناجیہ کے مجاہدین کا نزدیک سے مشاہدہ کر سکیں۔[۵۱]

محترم حاجی خواجہ ناظم الدین صاحب کی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ کو محترم حاجی خواجہ ناظم الدین نے نہایت فراخدلی اور نہایت عزت کے ساتھ تقریباً ایک گھنٹہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی جس میں انہوں نے آپ کی جماعت کی بے حد تعریف کی اور آپ کے دستور کے بارے میں آپ سے بات چیت کی اور کہا کہ مجھے آپ کا رسالہ "الصادقہ" بہت پسند ہے جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا شکریہ ادا کیا کہ ایک ذمہ دار شخصیت نے ان کی جماعت کو سراہا۔ اور امید ظاہر کی کہ پاکستان کے دوسرے ذمہ دار بھی اسی شرعی نقطہ نگاہ سے پاکستان اور جماعت ناجیہ کے مجاہدین کو خراج تحسین پیش کریں گے اور پاکستان میں اسلامی حکومت کے لیئے کوشش کریں گے۔[۵۲]

---

[۵۱] رسالہ الصادقہ ۳ نومبر ۱۹۴۸ء از حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

[۵۲] رسالہ الصادقہ ۳ نومبر ۱۹۴۸ء از حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ ناظم الدین کی خدمت میں ایک تحریر پیش کی جس کو اسی طرح یہاں پیش کر رہا ہوں تاکہ وہ بے قراری جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں شریعت کے لیئے موجود تھی اس کا اظہار ہوسکے :-

بادشاہ پاکستان خواجہ ناظم الدین صاحب"
اسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مجھے اجازت دیجئیے کہ میں جماعت ناجیہ صالحہ کے غیور مجاہدین (جو کہ اعلائے کلمتہ الحق کی غرض سے جہاد کشمیر اور حفاظت خداداد پاکستان کے لیئے سرکف ہروقت تیار بیٹھے ہیں) کی طرف سے سینما کی لعنت اور بے غیرتی دور کرنے کی اپیل عرض کروں۔ محترم حاجی الحرمین الشریفین ہرگاہ کہ خداوند قدوس رب العزۃ جل جلالہ نے ہماری حالت پر رحم فرما کر عرصہ دراز غلامی کرنے کے بعد ہمیں آزادی کی نعمت عطا فرمائی ہمارے لئے اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں مناسب بلکہ از حد ضرور ہے کہ ان اخلاق و عادت رذیلہ کو رخصت کریں جن سے اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔ اور جن کے ذکر سے ہم ذکر الٰہی سے غافل اور نصرت الٰہی سے محروم ہوتے ہیں اور جس سے ہماری مذہبی اور قومی زندگی پر بد اثر پڑتا ہے ہماری حیا اور غیرت اسلامی چلی جاتی ہے۔ خصوصاً" سینما کی لعنت اور بے غیرتی سے حکومت پاکستان کو بچایا جائے اس غریب اور فدائے اسلام جماعت نے بارہا حکومت سرحد کی وساطت سے مرکزی حکومت پاکستان سے عرض کیا ہے کہ جس قدر جلد ہوسکے تمام پاکستان اور خصوصاً" صوبہ سرحد کے غیور مجاہدین سردار مدینہ منورہ محبوب

کریم علیہ و علی الہ افضل الصلوۃ والسلام والتحیہ کی خاطر آپ سے عرض کرتے ہیں کہ اس لعنت اور بے غیرتی کو جلد از جلد ختم کرایا جائے۔[1] ☆

خادم الاسلام امیرالمجاہدین جماعت ناجیہ محمد آمین عفی عنہ المجاہد آباد پشاور "

یہاں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ حضرت حاجی صاحب ؒ نے منکرات کے خلاف نہ صرف یہ کہ تحریری جہاد کیا بلکہ بہ زور زبان و بازو برائی کو روکا جب آپ ۱۹۴۸ء میں جہاد کشمیر کے لئے جانے والے تھے تو آپ نے اس وقت کے موجود سینما جو کہ فردوس کے نام سے پہچانا جاتا تھا اس پر زبردست فائرنگ کی اور فرمایا کہ ظالموں نے اس گندی جگہ کا نام جنت رکھا ہے آپ نے حکومت سے بار بار مطالبہ کیا کہ اس کے نام کو فوراً تبدیل کیا جائے۔ یہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ چارسدہ میں آج تک سینما نہ بن سکا جب چارسدہ کے علاقے میں سینما بنانے کی بات چلی تو آپ نے زبردست تحریک چلائی جس کی وجہ سے آج تک چارسدہ اس لعنت سے پاک ہے۔ نیز یہ کہ فردوس سینما کا نام تبدیل ہوچکا ہے۔ گویا آپ کی زندگی میں نہیں ہوا مگر پھر بھی خدا کا شکر ہے کہ آپ کی مساعی جمیلہ آخر کار بار آور ثابت ہوئیں۔

حضرت حاجی صاحب ؒ نے منکرات کو ختم کرانے کے لیئے کیسی کیسی کوششیں فرمائیں اس کا اندازہ کرنے کے لئے آپ کا درج ذیل مکتوب گرامی پڑھ کر لگائیں جو آپ نے صوبہ سرحد کے گورنر کو لکھا تھا:

۱۔ ... الصادق ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۹ء

۲۔ حضرت حاجی محمد امین ؒ

"صاحبزادہ خورشید صاحب جن کو اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی تمام صوبہ سرحد کے گورنر کا عہدہ عطا فرمایا بعد از سلام غرض کرتے ہیں کہ اسلام کے بہت پاکیزہ اصول ہیں جن میں جملہ حیاء و ادب جملہ حسن و خوبی جملہ ہمت اور غیرت موجود ہیں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ" تو جملہ فواحش اللہ جل جلالہ قرآن کی برکت تباہ و برباد کرے۔ لیکن اگر سر دست آپ دو کام پٹھان قوم کی حیاء اور غیرت کی خاطر شروع کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے بزرگوں کو اس کارخیر کے بدلے اجر عظیم عطا فرمائے۔ تمام صوبہ سرحد سے طوائفوں کو بند کر دیا جائے۔ فحاشی کے اڈے خاص کر سینما جنھوں نے اب کافی ترقی کر لی ہے اور اسلامی نقطہ نگاہ سے سینما بے حیائی اور بے شرمی کی لعنتی جگہ ہے بند کر دیئے جائیں۔ یہ کیا بلکہ پشاور کے ایک بڑے لعنت گاہ سینما پر ظالموں بے شرموں نے فردوس کا نام رکھا ہے۔

جس میں عمل جہنم اور نام فردوس کا۔ الصادقہ کے تقریباً پانچ پرچوں میں ہم نے حکومت سے مطالبہ کیا لیکن کسی نے بھی اس طرف توجہ نہیں دی بلکہ کسی کے کان پر اثر نہیں ہوا۔ اب آپ سے نہ صرف اس کے نام کو تبدیل کرنے بلکہ جملہ شیطانی مراکز کو ختم کرنے کی عرض کرتے ہیں۔ آپ اپنے علمی خاندان کی شرافت کی خاطر ایک لمحہ فکر و سوچ سے کام لیں کہ یہ مطالبہ کتنا اہمیت رکھتا ہے۔

رسالہ الصادقہ دو ذوالحجہ ۱۳۶۸ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۴۹ء از حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۷، ۱۸

ھر آنچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم
تو خواہ از سخنم پندگیری خواہ ملال

حاجی محمد آمین عفی عنہ : لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم "

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نفاذ شریعت کے لیئے کوششیں

۱۹۴۹ء میں سابق گورنر جنرل سے خواجہ ناظم الدین کے دور حکومت میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نفاذ شریعت کے لیئے سارے صوبے میں جلسے منعقد کیے۔ چونکہ آپ جہاد کشمیر سے فارغ ہو چکے تھے اس لیے آپ نے صوبے کے کسی بھی علاقے کو نہ چھوڑا اور بذات خود علاقے کا دورہ فرمایا اور لوگوں کو نفاذ شریعت کے لیئے کوششیں کرنے کی تلقین فرمائی اس سلسلہ میں آپ نے جماعت ناجیہ کی طرف سے چھپے ہوئے فارم لوگوں میں تقسیم کیے جن میں نفاذ شریعت کا مطالبہ بہتر انداز سے پیش کیا گیا تھا۔

اس دوران مردان میں یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ جماعت ناجیہ کے سربراہ حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کو نفاذ شریعت کے لیئے اپیل چھاپنے اور پھیلانے پر حکومت نے گرفتار کر لیا ہے[1]۔ جس پر علاقے کے آئی ایس پی نے حکومت کو رپورٹ دی کہ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

سپیشل برانچ پولیس کی اطلاع کے مطابق آپ نے ۱۵ لاکھ لوگوں کے دستخط شدہ فارمز اپنے نائب امیر المجاہدین مولانا سربلند خان کی ہمراہی میں ۱۴

(۱) سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۹۱ پشاور آرکائیوز

فروری ۱۹۴۹ء کو کراچی لے گئے ہیں اور انہیں گورنر جنرل پاکستان اور مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔[1]

کراچی پہنچ کر آپ نے اخوت اسلامیہ کانفرنس میں شرکت کی جو کہ یہاں ہو رہی تھی۔ اور آپ نے اس جگہ بھی شریعت کے حق میں پوسٹرز تقسیم کیے۔ آپ نے نہ صرف اندرون ملک پوسٹرز تقسیم فرمائے بلکہ کراچی میں موجود بیرون ممالک کے فوجی، ایلچی، اور نمائندگان کو بھی کچھ مطبوعہ فارم دیئے۔[2]

دوسری طرف جناب صدر پاکستان کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے آپ کو خط کے ذریعہ یہ اطلاع دی کہ موجودہ اجلاس بھی اس غرض سے بلایا گیا ہے لہٰذا اس میں آپ کے مطالبہ پر غور کیا جائے گا۔ مذکورہ خط کا اردو ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے :۔

مجلس دستور ساز اسمبلی سیکرٹریٹ

کراچی ۱۹۴۹۔ ۳۔ ۱

از پرائیویٹ سیکرٹری

صدر پاکستان

محترم حاجی صاحب جب آپ نے عزت مآب صدر مملکت سے ملاقات کی تھی تو میں نے آپ کو مطلع کیا تھا کہ اسمبلی کا موجودہ اجلاس پارلیمنٹ (قانون ساز ادارے) کی حاکمیت کے بارے میں ہے کوئی بھی آئینی نوعیت کا مسئلہ ایوان کو بحث و مباحثہ یا منظور و نامنظور کرنے کے لیئے پیش نہیں کیا جاسکتا۔

---

[1] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۹۹ پشاور آرکائیوز

[2] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۱۰۳ پشاور آرکائیوز

میں اب خوشی سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ دستور ساز اسمبلی کا اجلاس ۷ مارچ ۱۹۴۹ء بروز پیر آئینی مسائل پر بحث کرنے کے مقصد کے لئے بلائی گئی ہے۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ قرار داد مقاصد اسمبلی کے سامنے بحث یا منظور و نامنظور کے لیئے پیش کیے جائیں گے۔

میں خاص طور پر آپ کو اس نئی پیش رفت کے بارے میں مطلع کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایک ابتداء ہے۔ ان عوامل کا جن کے بارے میں میں نے آپ کو پہلے خط میں لکھا ہے۔ جو میں نے آپ سے عرض کیں تھیں

حسن اے شیخ
پرائیویٹ سیکریٹری صدر پاکستان

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح شریعت کے حق میں لوگوں سے دستخط لیتے رہے اور ۱۶ لاکھ چار ہزار (1604000) افراد کے دستخط پر مشتمل ایک صندوق تیار کیا اور جناب مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کی وساطت سے اسمبلی کے سپیکر جناب تمیز الدین صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

جناب تمیز الدین نے ان تمام مطالبات اور دستخط کرنے والے افراد کی تعداد کا معائنہ کیا اور پھر انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط دیا جس میں یقین دھانی کراتے ہوئے یہ اقرار کیا گیا تھا کہ وہ اسمبلی میں اس مسئلے پر بات چیت کریں گے

جناب مولانا شبیر احمد عثمانی صاجب نے کہا کہ وہ ان تمام مطالبات کو (جو کہ ایک صندوق میں بند تھے) اسمبلی میں پیش کریں گے۔

وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

میرا ایمان اور عقیدہ ہے کہ پاکستان میں امن و امان فقط شریعت کی بدولت ہی ممکن ہے جس طرح یہ جماعت ناجیہ کا نصب العین ہے"

جناب لیاقت علی خان صاحب نے اس ملاقات پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ایک تحریر بھی امیرالمجاہدین حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کو دی۔

اس کے علاوہ بادشاہ پاکستان خواجہ ناظم الدین سردار عبدالرب نشتر وزیر مالیات نے بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور یقین دھانی کرائی کہ وہ بھی پوری کوشش کریں گے[1]

مختصر یہ کہ اس طرح کے مطالبے چند لوگوں نے فردا" فردا" خط لکھ کر بھی کیے ہوں گے۔ مگر یہ شرف صرف جماعت ناجیہ کے مجاہدین کو نصیب ہوا کہ انہوں نے ۱۹ لاکھ ۴ ہزار اشخاص کے دستخط شدہ مطالبات دستور ساز اسمبلی کو پیش کیے اس دوران میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شریعت کے حصول کے لیئے کوششوں کو لوگوں تک پہنچانے میں کراچی کے اخبارات نے بھی شہ سرخیاں لگائیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے والے حضرات یہ ہیں مدیر روزنامہ مسلمان کراچی، مدیر روزنامہ انجام کراچی اور مدیر روزنامہ ڈان کراچی قابل ذکر ہیں۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ مطالبات کے پیش نظر یہ فیصلہ ہوا کہ پاکستان کے آئین کا بنیادی اصول شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا جس کا اقرار جناب مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے رات کے کھانے پر

---

[1] الصادق 16 مارچ 1949ء

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سربلند خان کے سامنے کیا اور ان کو مبارک باد پیش کی کہ کل قرار داد مقاصد کا اعلان ہوگا۔ چنانچہ ۷ مارچ ۱۹۴۹ء/ ۷ جمادی الاول ۱۳۶۸ھ کو قرار داد مقاصد کا اعلان ہوا۔

اسی طرح جب بادشاہ پاکستان خواجہ ناظم الدین صاحب سرحد کے دورے پر آئے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے شب قدر میں ملاقات کی اور شریعت کے نفاذ کے مطالبے کو دہراتے ہوئے ان سے شریعت کے اجراء کے لیئے جلد از جلد احکامات صادر کرنے کی درخواست کی اس مطالبے کا فوری اثر یہ ہوا کہ کراچی کے بازار حسن سے طوائفوں کو مکمل طور پر ہٹا دیا گیا اور وعدہ کیا گیا کہ ۱۵ مارچ تک تمام بازار کاروبار سے پاک ہوجائے گا۔ اور اسی طرح دوسرے فحش خانے بھی شریعت کی برکت سے بند ہوجائیں گے۔ جن میں سینما اور لڑکیوں کی انگریزی تعلیم کے دروازے جو کہ بے حیائی اور بے شرمی کی علامت بن رہے ہیں وہ سب شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت بند ہو جائیں گے۔[۱]

کراچی سے واپسی کے بعد بھی آپ چین سے نہ بیٹھے اور اپنے طوفانی دوروں سے سارے علاقے میں شریعت کے نفاذ کے حق میں جلسے منعقد کیے ۱۴ اپریل ۱۹۴۹ء کو نواں کلے مردان میں جماعت ناجیہ صالحہ کا اجلاس ہوا جس میں مردان ' صوابی ' اور چارسدہ کے تقریباً (2000) ہزار افراد سمت میران شاہ سے تین وزیروں نے بھی شرکت کی جن میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ مولوی نصیر الدین غرغشتو ' مولوی عبدالرؤف مولوی عبدالشکور ' مولوی عبدالحلیم ' حاجی سربلند خان اور مولوی عبدالحق

---

[۱] [illegible] الصادقہ 1[illegible] مارچ 1949ء

[۲] حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

قابل ذکر شخصیات تھیں۔ جس میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصل قرار داد کے متعلق مدلل تقریر فرمائی جو کہ حال ہی میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے پاس کی تھی۔ اجلاس کے سپیکر نے ریمارکس دیئے کہ یہ جماعت ناجیہ اور خالص حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں کے نتیجے میں ہوا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ ۱۶ لاکھ ۴ ہزار افراد کے دستخط شدہ مطبوعہ مطالبات تھے۔

اس اجلاس میں پاکستان کے خلاف افغانستان کی سرگرمیوں پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا گیا اور افغانستان کو محتاط رہنے کا نوٹس دیا گیا کہ وہ غلط راستے پر نہ چلے کہ اس کی گمراہی اسے مسلم بھائی چارے سے دور لے جائے گی۔[۱]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکستان کی ایسی حالت پر نہایت غمگین اور افسردہ ہیں

۵ صفر ۱۳۶۹ھ جمعہ کے دن المجاہد آباد میں ایک آدمی جو کہ ترنگزئی نامی علاقے کا رہنے والا تھا آیا جس کا نام رحمت گل تھا اس نے مجھے ایک خواب بیان فرمایا فرماتے ہیں کہ ایک رات خواب میں میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اور مجھ سے پوچھا کہ المجاہد آباد کو کونسا راستہ جاتا ہے میں نے ان سے عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ للذا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ اور حضرت حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو المجاہد آباد لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت زیادہ

---

[۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۱۱۵ پشاور آرکائیوز

ساتھی بھی تھے جب مسجد میں حضور ﷺ تشریف لے گئے تو میرے خیال میں وہ دن عید کا دن تھا آپ ﷺ نے سب سے دعا سلام کی۔ پہلے حضور ﷺ نے وعظ و نصیحت کی اور اس کے بعد نعت خوانی شروع ہوگئی پھر حضور اکرم ﷺ حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اندر کتب خانے میں تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حکومت پاکستان کا کیا حال ہے۔ شریعت کا حکم جاری ہوا ہے یا کہ نہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عرض کی کہ قربان ہم نے بہت کوشش کی مگر کام نہیں ہوا۔ آپ ہمارے لیئے دعا فرمائیں کہ پاکستان میں شریعت کا اجراء جلد سے جلد ہوسکے۔ حضور ﷺ بہت زیادہ خفا ہوئے۔ اور بہت زیادہ افسردگی سے اپنے سرمبارک کو ہلایا۔ پھر نماز کا وقت ہوگیا اور ایک آدمی نے آذاں دی۔ جب آذاں والے نے محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ کہا تو آپ ﷺ اٹھے اور فرمایا کہ الحمد للہ کہ ابھی تک اذاں میں میرا نام ہے پھر آپ ﷺ بہت افسردگی سے کہ ابھی تک پاکستان میں شریعت کا اجراء نہیں ہوا وہاں زیادہ نہیں ٹھہرے اور وہاں سے روانہ ہوئے۔

پھر رحمت گل نے کہا کہ مجھ سے آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم سبق پڑھتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں اور پھر فرمایا کہ تم مجھے تھوڑا سا پڑھ کر سناؤ۔ جب میں نے سبق شروع کیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بس اور اس کے بعد میرے سینے پر ہاتھ مبارک پھیرا اور میرا سینہ زور سے پکڑا اور پھر آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے۔[۱]

---

[۱] روایت امام الجماعت مولانا عبدالحنان صاحب
"الصادقہ" ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء از حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

فقیر اے پی کی بغاوت

جب ۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان صاحب نے قرار داد مقاصد پیش کی اور شریعت کے اجراء کا اعلان کیا تو فقیر اے پی جو کہ وزیرستان سے تعلق رکھتا تھا اور اس کے رفقاء نے ۲۱ مارچ ۱۹۴۹ء/ ۲۱ جمادی الاول ۱۳۶۸ھ کو حکومت پاکستان کے خلاف شورش برپا کی اور یہ پروپیگنڈا کیا کہ پاکستان حقیقت میں اسلامی حکومت نہیں بلکہ انگریزوں کے ساختہ پرواختہ ایجنٹوں کی حکومت ہے۔ اور بغاوت کرکے وزیرستان کے بوٹے نامی علاقے کو جلا دیا اور زولہ اور میران شاہ پر حملہ کیا اور ثبوت میں انہوں نے چوہدری ظفراللہ وزیر خارجہ کو پیش کیا جو کہ سرکاری عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزائیت کی تبلیغ کرتا تھا اسی مرزائیت کی وجہ سے آزاد قبائل پاکستان کے خلاف سخت مشتعل تھے۔

حکومت پاکستان کا حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاح احوال کے لیئے رابطہ اور آپ کی کوشش

اس پر حکومت پاکستان نے حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی۔ آپ نے یہ درخواست قبول فرمائی اور جماعت ناجیہ کا وفد تیار کیا جس میں آپ کے ساتھ نائب امیرالمجاہدین مولانا سربلند خان صاحب مفتی اعظم مولانا شہزادہ صاحب ، ناظم اعلیٰ مولانا عبدالحلیم صاحب امیر نشر و اشاعت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سالار اعظم حبیب شاہ صاحب نائب

سالار اعظم پیر سید صاحب اور دوسرے علماء کرام شامل تھے۔ یہاں سے آپ وزیرستان میران شاہ روانہ ہو گئے اور ۲۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو محمد خیل کے مقام پر ایک جلسے کا انعقاد کیا جس میں بہتر انداز سے فقیر اے پی کے جہاد کی تعریف کی گئی۔ میران شاہ سے واپسی پر راستے میں فقیر اے پی کے کم عقل مریدوں نے آپ کی بس پر فائرنگ شروع کر دی۔ جس کے جواب میں خان بہادر احمد خان ڈپٹی صاحب کے زیر انتظام بہادر خاصہ داروں نے جوابی فائرنگ کی جس کی وجہ سے وہ بھاگ گئے اور خدا کے فضل سے کسی قسم کا جانی نقصان نہیں ہوا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمت ہارنے والے نہیں تھے۔ آپ برابر کوشش کرتے رہے کہ کسی نہ کسی طرح ان کو راضی کیا جاسکے اور یہ بغاوت ختم ہو جائے۔

یہ بغاوت ختم کرنے کا سہرا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے

اس طرح آپ نے ۲۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو بھی وزیرستان کے علاقے میں جلسے کا انتظام فرمایا۔ جس کی صدارت مولانا محمد حسن صاحب ڈوڑو نے کی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی جو کہ شرعی امور سے متعلق تھے اور جن کی وضاحت ان لوگوں کے سامنے کرنا ضروری تھی۔ نیز مرکزی حکومت نے قانون شریعت کے اجراء کے لیئے جو کوشش کی تھی اسے موثر انداز میں پیش کیا اور اپنی تقریر میں حضرت حاجی

رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عمدہ انداز میں فقیر اے پی کو مخاطب کیا کہ ایک اسلامی اور شریعت پر چلنے والی حکومت کی اطاعت واجب ہے اور اس کے خلاف بغاوت کرنا اچھا عمل نہیں ہے۔ ہم فقیر اے پی اور ان کے ساتھی علماء اکرام کو یہ کہتے ہیں کہ وہ وزیرستان کے ۶ ہزار مسلمانوں کو قتل و غارت میں نہ ڈالیں پاکستان کے تمام قبائل حکومت پاکستان کے وفادار ہیں اور پاکستان کی حکومت بھی ان کی حالت بہتر بنانے کے منصوبے بنا رہی ہے۔ وزیرستان ایسی مجاہدین کی سرزمین ہے جو ایک قابل تعریف قوم ہے۔ وزیرستان کے افراد اس مقام پر ہیں کہ ان کی ضروریات پاکستان کے بغیر کوئی دوسرا ملک پوری نہیں کرسکتا ہم اسی سلسلہ میں فقیر اے پی کے ساتھ بات چیت کی غرض سے آئے ہیں اور اگر یہ شرف ہمیں حاصل ہو جائے کہ ہم فقیر اے پی اور حکومت کے درمیان صلح کراسکیں تو یہ جماعت ناجیہ کے لیئے باعث فخر کارنامہ ہوگا۔

فقیر اے پی اور اس کے مرید حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند بن گئے

بعد ازاں آپ نے میران شاہ میں ارشاد و تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا شروع کردیا جس کا نتیجہ بہتری کی صورت میں ظاہر ہوا اور فقیر اے پی کے عقیدت مند حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل گئے فقیر اے پی کے پیروکار آپ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بہت سے

پیروکاروں نے آپ سے بیعت کرلی۔ اور آپ نے ان لوگوں پر واضح کیا کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے لہٰذا اس کے خلاف ان کے یہ اقدامات اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔ ان باتوں نے ان پر اتنا اثر کیا کہ وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جان قربان کرنے کے لیئے بھی تیار ہوگئے۔ خود فقیر اے پی نے بھی اعتراف کیا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں حقیقت پر مبنی ہیں۔

اس کا اعتراف وزیرستان کے پولیٹکل ایجنٹ عطاء اللہ خان صاحب نے ان الفاظ کے ساتھ کیا۔

"کہ پاکستان کے وقار اور استحکام کے لیئے حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دورہ جہاد کشمیر سے کم نہیں اور اگر حکومت پاکستان کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرتی تو ایسا پائیدار معاہدہ تب بھی نہ ہوسکتا تھا جیسا کہ آپ کی تبلیغ اور جدوجہد کے ساتھ سرانجام پایا۔"[1]

وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان صاحب کی پشاور آمد کے موقع پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور اجراء شریعت اور خاتمہ منکرات کا مطالبہ

وزیرستان میں شاندار کامیابی حاصل کرنے کے بعد آپ واپس

[1] ... سارقہ ۱۵ جمادی الثانی مطابق ... ل ... از حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

المجاہد آباد تشریف لے آئے مگر پھر بھی آپ چین سے نہ بیٹھے اور شریعت کے اجراء کے لیئے اپنی کوششوں کو جاری رکھا اس دوران میں وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان صاحب پشاور کے دورے پر آئے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "صدائے حق ایک ضروری مطالبہ" کی عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا اور خود بھی لیاقت علی خان صاحب سے ملاقات کی اور اپنے مطالبے میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سب مسلمان عموماً" اور جماعت ناجیہ صالحہ خصوصاً" مملکت پاکستان میں فوری نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں اور جو شخص اس مطالبے کو ٹھکراتا ہے اس کو پاکستان کا غدار اور دشمن یقین کرتے ہیں۔ اجراء شریعت کے مطالبے کے لیئے جماعت ناجیہ کے مطبوعہ فارموں پر کئی لاکھ لوگوں نے دستخط ثبت کیئے ہیں جس کو دستور ساز اسمبلی (مرکز) کے صدر تمیزالدین صاحب اور علامہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اب بھی وہ دستخط شدہ فارم ان کے پاس موجود ہیں۔

ہم اپنے مہمان آنرایبل وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان صاحب کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس موقعہ پر بڑے زور و شور سے اپنا مطالبہ دہراتے ہیں اور عزم سے کہتے ہیں کہ پاکستان کا عروج و استحکام مکمل شریعت کے اجراء سے ایسا یقینی ہے جیسا کہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز ان سے باادب التماس کرتے ہیں کہ عورتوں کا بے حجابانہ گھومنا ایک اخلاق سوز اور حیا سوز عمل ہے اور اس بے غیرتی کا اثر سب مسلمانوں پر پڑتا ہے اور اس بے حجابانہ اور برہنہ پھرنے کے جواز کے لیئے تمام مسلمان اپنے برسراقتدار بڑے بڑے لیڈران قوم اور وزراء وغیرہ وغیرہ کی بیویوں کے بے حجابانہ پھرنے کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ اس لیئے ہم اسلامی ذوق

اور اسلامی غیرت کے ماتحت آپ کو خیر مقدم کہتے ہوئے آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس کے لیئے عملاً" کوئی موثر قدم اٹھا کر پاکستان میں اس بے غیرتی اور بے دینی کا سدباب کریں۔[۱]

مردان میں منکرات کے خلاف جہاد

اجراء شریعت کے لیئے اپنی کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے مردان میں ۳۰ اپریل ۱۹۴۹ء کو ایک اجلاس میں شرکت فرمائی اور یہاں فرمایا کہ مردان میں فحاشی کے اڈوں کو فوری طور پر ختم کر دینا چاہیئے کیونکہ سینما کی کمائی اسلام میں جائز نہیں اور فرمایا کہ ہم اس سلسلہ میں بھی لوگوں سے دستخط لیں گے۔

ڈپٹی کمشنر مردان سے مطالبہ

یکم مئی ۱۹۴۹ء کو حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ۔ قاضی مطیع الدین اور مولوی خلیل الرحمن اور کچھ دوسرے حضرات کے ساتھ ڈپٹی کمشنر مردان سے ان کی رہائش گاہ پر ملے اور ان سے درخواست کی کہ مردان سے سینما اور چکلے ختم کردیں اور انہوں نے ایک تحریری مطالبہ جس پر تقریباً" ۱۵۰ افراد کے دستخط تھے ڈپٹی کمشنر کے حوالے کیا۔

---

[۱] "صدائے حق ایک ضروری مطالبہ"

الصادقہ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء صفحہ ۱۳ ' ۱۴ از حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

اشتہار :۔ شائع کردہ مولانا عبدالحلیم ناظم اعلی جماعت ناجیہ صالحہ سرحد

سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۱۲۱ پشاور آرکائیوز

شبقدر میں جلسہ سے خطاب اور مطالبہ اجراء شریعت کی مکرر صدا

۱۴ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو آپ نے شبقدر میں ایک مذہبی اجتماع سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے حج کے موضوع پر ایک خطبہ نماز کے بعد فرمایا کہ میں اجراء شریعت کی خاطر کراچی گیا تھا اور لیاقت علی خان صاحب نے اجراء شریعت کا وعدہ بھی کیا تھا مگر ابھی تک شریعت کا اجراء نہیں ہوسکا۔ انہوں نے پھر قانون شریعت کا اپنا مطالبہ دہرایا اور فرمایا کہ مسلمانوں کے درمیان تفریق کی بیماری کے لیئے یہ صحیح دوا ہے[۵۵]

مردان میں جماعت ناجیہ کا سالانہ اجتماع اور مطالبہ نفاذ شریعت

اجراء شریعت کے مطالبوں کو بار بار دہراتے ہوئے جماعت ناجیہ کے امیر الحاج حضرت محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ اور غیور مجاہدین نے اپنی کوششوں کو جاری رکھا۔ اس سلسلہ میں ۳۰ اپریل ۱۹۵۰ء کو مردان میں جماعت ناجیہ صالحہ کا ایک سالانہ اجتماع مقرر ہوا۔ جس کی غرض و غایت پاکستان میں شرعی نظام کی طرف ذمہ داران پاکستان کی توجہ مبذول کرانی تھی۔ جس میں حضرت مولانا غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ' اور پیر

---

۵۵ سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۱۳۱ پشاور آرکائیوز

صاحب آف مانکی شریف جیسے بزرگ رہنماؤں کو دعوت دی گئی تھی۔ اور حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ مبارک سے ایک خط وزیر اعلی خان عبدالقیوم خان صاحب کے نام بھی لکھا اور ان کو بھی اس اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی مگر ذمہ داران پاکستان نے نہایت کم ہمتی کا مظاہرہ کیا اور ایک ایسی جماعت کہ جس نے ہر میدان میں پاکستان کے وقار کو بلند رکھا اور جس نے حقیقی معنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کا حق ادا کیا۔ اس جماعت پر حکومت نے دفعہ یو۔ ایس ۱۴۴ سے آر پی سی (U/S 144crP.C) نافذ کرکے اس کے اجتماع کو ممنوع قرار دیا[۵۱]☆

مگر اس قسم کی پابندیاں جماعت ناجیہ کا راستہ نہیں روک سکتی تھیں۔ بلکہ ان کے دلوں میں نفاذ شریعت کا جذبہ اس سے اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ اور انہوں نے برملا کہا کہ یہ پاکستان جو لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں سے وجود میں آیا ہے۔ یہ صرف اس ایک نعرے کے لیئے کہ پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ" تھا۔ مگر افسوس آج تو اگر ترقی ہوئی تو وہ صرف شراب و کباب، ناچ گانا، سینماؤں بے حیائی اور عریانی کی ہوئی ہے

سرد ایں آتش جاں سوز نہ گفتن تاکے
سوختم سوختم ایں راز نہفتن تاکے

اس کے برعکس آئین اسلامی کے نفاذ کی راہ میں سینکڑوں مشکلات پیدا کی گئیں ہزاروں حیلے اور بہانے تراشے گئے۔ ہر مرحلہ پر پہلو تہی سے کام لیا گیا الغرض اس دور میں اگر تنزل ہوا تو اسلامی تعلیم، اسلامی اطوار و اشعار اور اسلامی تہذیب و تمدن کا۔ ان افسوسناک حالات پر جتنا بھی ماتم کیا

---

[۵۱] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۲۷ پشاور آرکائیوز

☆ [illegible]: جماعت ناجیہ صالحہ پر حکومت سرحد کا نزلہ شائع کردہ جماعت ناجیہ صالحہ سرحد

جائے کم ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور اس کے ساتھ ساتھ جملہ مسلمانوں کو بلند آواز سے اجراء شریعت کے مطالبے کی دعوت دیتے ہوئے

ذمہ داران حکومت کو یاد دلاتے ہیں کہ اگر آپ نے آئین اسلامی کے اجراء اور فسق و فجور کی روک تھام کی طرف اقدامات نہ کیے تو قیامت کے دن ان تمام گناہوں کی ذمہ داری آپ کے سر پر ہوگی اور خدائی قہر کے سامنے آپ ہی جواب دہ ہوں گے

جب قرآن پر یقین رکھتے ہیں تو جب تک جان میں جان ہے آئین قرآنی کے نفاذ کا مطالبہ ہم نہیں چھوڑیں گے[۵۱]

حج بیت اللہ شریف سے واپسی اور نفاذ شریعت کے اعلان کا مطالبہ

۱۹۵۱ء کو آپ پانچویں مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے لیئے تشریف لے گئے ۔ اور حج سے واپسی پر پھر تبلیغ و ارشاد میں مشغول ہو گئے اور اسی جدوجہد کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے جنوری ۱۹۵۱ء میں مشاہیر علمائے اسلام پاکستان منعقدہ اجلاس کراچی میں بھی شرکت فرمائی۔ جس میں مختلف مکاتب فکر کے ۳۱ علماء نے حصہ لیا وہاں سے واپسی پر آپ نے "اہم مطالبہ" کے عنوان سے اشتہارات چھپوائے جس میں آپ نے

[۵۱] اشتہار :۔ شائع کردہ جماعت ناجیہ صالحہ المجاہد آباد پشاور سرحد

سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۲۷ پشاور آرکائیوز

حکومت وقت سے نفاذ شریعت کے اعلان کا مطالبہ کیا جس پر آپ نے ۲۲ نکاتی فارمولے پر زور دیتے ہوئے فرمایا

ایک بار پھر ذمہ داران حکومت سے پرزور طور پر انتہائی بے صبری و بے قراری کے ساتھ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ۱۹۵۲ء کے ختم ہونے تک جلد از جلد لازمی اور ضروری طور پر شریعت کے مکمل نفاذ کا اعلان کرکے پاکستان کے مسلمانوں کو مطمئن کریں اور علامہ سید سلیمان ندوی صاحب مرحوم کی صدارت میں کل پاکستان کے مشاہیر علماء کرام نے جو ۲۲ بنیادی اصول مملکت اسلامی کے لیئے اپنے اجلاس منعقدہ کراچی مورخہ ۱۲ تا ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ / ۲۱ تا ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء میں جو فیصلے کیے ہیں وہ جاری کر دیئے جائیں جن کے چند فقرات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کہ اصل حاکم تشریعی اور تکوینی حیثیت سے اللہ تبارک و تعالے ہیں

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت کی روشنی میں ہوگا

۳۔ دستور مملکت کی کوئی ایسی تعبیر بھی معتبر نہ ہوگی جو قرآن و حدیث وغیرہ کے خلاف ہو وغیرہ وغیرہ [۱]

اشتہاری مہم جاری رہی

اسی طرح ایک اور موقعہ پر بھی آپ نے مندرجہ ذل عنوان کے تحت اشتہار چھپوائے جس میں آپ نے حکومت سے ان الفاظ کے ساتھ مطالبہ کیا۔

---

[۱] اشتہار :۔ "اہم مطالبہ" شائع کردہ جماعت ناجیہ صالحہ المجاہد آباد

"کراچی ۱۱ جنوری ۱۹۵۱ء سے لے کر ۲۱ جنوری ۱۹۵۱ء تک پاکستان کے کل فرقوں کے مقتدر علماء کرام کا ایک اجتماع بنیادی کمیٹی کی رپورٹ پر غور و حوض کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ جس میں مناسب ترمیمیں متفقہ طور پر کی گئیں۔ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ ان شرعی ترمیمات کو قبول کرتے ہوئے پاکستان میں آئین اسلامی کے نفاذ کے لیئے جلد سے جلد قدم اٹھائے ورنہ عالم اسلام کے کل علماء کے نزدیک پاکستان کا دستور غیر اسلامی ثابت ہوگا اور اس کے بد نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔"[1]

مکتوب سید سلیمان ندوی بنام حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ان کوششوں کو سراہتے ہوئے سید سلیمان ندوی صاحب نے ۸ جنوری ۱۹۵۲ء / (۱۰) ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو آپ کو ایک خط لکھا جس کا متن پیش ہے

خدا کا شکر ہے کہ آپ حج سے بخیریت واپس آئے۔ اللہ تعالی قبول فرمائے

اجتماع علماء بسلسلہ دستور کی تاریخ ابھی تک متعین نہیں ہوئی مولوی احتشام الحق صاحب کا ارادہ ہے کہ جلد اس کو بلائیں۔

بالفضل تعالی فروری ۱۹۵۲ء کے دوسرے ہفتہ میں احتصال علماء اسلام کے نام سے عالمگیر علماء کانفرنس ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ آپ اس میں شرکت

---

[1] اشتہار :۔ اسلامی مملکت پاکستان کے بنیادی اصولوں کی رپورٹ اور کل علماء کرام پاکستان کی ترمیمات از جماعت ناجیہ صالحہ سرحد

فرمائیں گے۔ جلسہ کی طرف سے دعوت نامہ مرسل ہوگا۔
آپ کی جماعت کی مساعی حسنہ کی کامیابی کی خدا تعالیٰ سے مخلصانہ دعا ہے۔

والسلام

سلیمان

۸ جنوری ۱۹۵۲ء / ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزَنِ رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ ذَاتِكَ . رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ . اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ . وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ . حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى . تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ . صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ . مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى . صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ وَتُرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا .

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ . اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَفَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ . وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب ہشتم

مرزائیت کے خلاف جہاد

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کانفرنس اور آپ کی شرکت

ختم نبوت کی تحریک فروری ۱۹۵۳ء میں بہت زور شور سے جاری تھی۔ اور جہاں تمام مکاتب فکر کے علماء سرگرم عمل تھے وہاں مولانا ظفر علی کا زمیندار اخبار بھی اس تحریک میں شامل تھا۔ جس کے ذریعے انہوں نے حکومت کو ایک ماہ کا نوٹس دیا۔ اس سلسلے میں ۲۴ فروری ۱۹۵۳ء/ ۸ جمادی الثانی ۱۳۷۲ھ کو لاہور میں حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ آپ پروگرام کے مطابق مقررہ تاریخ کو پہنچ گئے اور کانفرنس میں بھرپور حصہ لیا۔ اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل مطالبات حکومت کے سامنے پیش کیے :-

۱۔ چوہدری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کے عہدے سے الگ کر دیا جائے۔
۲۔ مرزائیوں کو الگ اقلیت قرار دیا جائے۔
۳۔ مختلف محکموں کے مرزائی افسروں پر یہ پابندی لگائی جائے کہ وہ اپنے سرکاری عہدہ کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں میں مرزائیت کی تبلیغ نہ کریں[1]

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری

آپ واپس پشاور کے لئے روانہ ہوئے تو ۲۴ فروری ۱۹۵۳ء/ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۷۲ھ کو گجرات کے ریلوے سٹیشن پر گرفتار کر لئے گئے۔

---
[1] زمیندار اخبار ۱۹ فروری ۱۹۵۳ء لاہور

عقیدہ ختم نبوت پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حلفیہ بیان

اب وہ یادگار مضمون ملاحظہ فرمائیں جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے موقع پر حلفیہ بیان کی صورت میں دیا۔ اور آپ کے واقعی ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترجمانی کرتا ہے :۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے دنیائے اسلام مشرق و مغرب کے علماء اسلام و اکابر امت سے ملاقات اور گفتگو کی ہے۔ اور ان سے استفادہ بحث و تمحیص اور قرآن و حدیث کے ذاتی مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اور اسی عقیدے نے تمام مسلم قوم کو بہت سے جغرافیائی اور فروعی ' اختلافات کے باوجود چین سے لے کر مراکو (مراکش) تک اور یو یوگو سلاویہ سے لے کر انڈونیشیا تک متحدہ رکھا ہے۔ اگر مسلمانوں میں جدید نبوت کے اجراء کی اجازت دے دی جائے تو ہر ایک ملک اپنے علیحدہ نبی کا بندوبست کرکے دوسرے ملک سے علیحدہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اسلام کی سب سے بڑی خدمت اس کے بنیادی اتحاد کو برقرار رکھنا ہے۔ جو کہ ختم نبوت کے عقیدہ ہی میں مضمر ہے۔ اگر یہ نقطہ حذف کر دیا جائے تو یقینی طور پر مسلمان قوم پارہ پارہ ہو کر ختم ہو جائے گی۔ ان تصورات کی وجہ سے تمام اطراف اور فرقوں کے علماء نے جمع ہو کر حکومت پاکستان کے سامنے یہ مطالبہ رکھا کہ چونکہ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر آج تک کسی مسلمان سلطنت اور مسلم قوم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک فی الرسالت برداشت نہیں کیا۔ چنانچہ اسود

عنسی اور مسلمہ کذاب سے لے کر مرزا بہاواللہ ایرانی تک کسی مدعی نبوت کو کبھی کسی ایسی حکومت نے معاف نہیں کیا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کی رواداری جائز رکھی۔ اس لئے ہم اپنی حکومت سے صرف اس قدر مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے ایک الگ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ اس طرح :۔

۱۔ ختم نبوت کے عقیدے کی بنا پر پاکستان کا مسلمان باقی دنیائے اسلام کے مسلمانوں کے عقیدہ وحدت سے علیحدہ نہیں ہوگا۔

۲۔ دشمنان اسلام کو یہ پراپیگنڈا کرنے کا موقع نہیں ملے گا کہ پاکستان انگریزی حکومت کا ایجنٹ ہے۔ کیونکہ ان کا وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ اس مرزائے قادیان کی نبوت کی تبلیغ کر رہا ہے اور جس کی نبوت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ (بقول مرزا غلام احمد قادیانی بحوالہ تبلیغ رسالت)

۳۔ اس طرح وہ تبلیغ رک جائے گی جو ہمارا وزیر خارجہ انہماک کے ساتھ اکثر خارجہ ممالک میں اپنے اس عہدے کے ناجائز استعمال سے کر رہا ہے۔ اس سے پاکستان کی حکومت مسلمانان عالم کی نظروں میں بدنام ہو رہی ہے۔

۴۔ مرزائیوں کے علیحدہ اقلیت قرار پا جانے سے ان کے اندرون ملک بڑے بڑے کلیدی عہدوں پر مسلط ہو جانے اور انہوں نے اپنے حقوق سے بہت زائد جو غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے ان سب اور ان کی جملہ دوسری دست درازیوں کا بھی انسداد ہو جائے گا۔

تاریخ اخلاق یورپ مصنفہ پروفیسر (للی) کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رومن ایمپائر میں مسیحیت کے غلبہ اور اصلی رومن مذہب کی تباہی اس وجہ سے ہوئی کہ قدیم رومن اپنے مذہب میں از حد روادار تھے۔ ان کی

اس رواداری سے مسیحیوں نے ناجائز فائدہ اٹھا کر اقلیت ہونے کی باوجود مسیحیت کی جارحانہ تبلیغ شروع کی اور شاہی دربار میں اور سرکاری ملازمتوں میں اپنی جھتہ بندی کرکے اس قدر ترقی کرلی کہ قسطنطنیہ کے بادشاہ روم کو عیسائی بنا کر رومن مذہب کو جبراً مٹا کر ان کی عبادت گاہوں تک کو گرا دیا گیا۔

قادیانی فرقہ بالکل اسی طرح پاکستان کی اکثریت کی رواداری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنی جھتہ بندی کر رہا ہے اور اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ان کے موجود خلیفہ نے کوئٹہ میں ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو تقریر کرتے ہوئے صاف طور پر کہا کہ برٹش بلوچستان جس کی آبادی پانچ چھ لاکھ ہے اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ اس کی آبادی دوسرے صوبوں سے کم ہے اگر احمدی اس کی طرف توجہ کرکے کم از کم اس ایک صوبہ کو احمدی بنالیں جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں تو یہ بڑی آسانی سے ہوسکتا ہے ۔ موجودہ نام نہاد خلیفہ کے اس بیان سے مکمل طور پر ان کے عزائم کی غمازی ہو رہی ہے۔ کہ یہ فرقہ کس طرح پاکستان کے اندر ایک اور اسرائیل بنانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اور ہماری حکومت پرانے رومن کی حکومت کی طرح رواداری کے خواب خرگوش میں پڑی ہوئی ہے۔ اس قسم کی رواداری جو کسی پچھلی صدی میں احمد شاہ کے بیٹے زمان شاہ نے سکھوں کے ساتھ برتی تھی تو مسلمانوں کو چالیس برس خون کے آنسو رلائے گئے۔ مذکورہ بالا وجوہات سے اسلام کے فرقہائے مختلفہ کے علماء نے متفقہ طور پر مجلس عمل کی تشکیل کی ہے۔ چونکہ ہم حکومت پاکستان کو کسی مصیبت میں مبتلا کرنا نہیں چاہتے اس لئے مجلس عمل کی خصوصی ہدایات پر میں اس اجلاس میں شریک ہوا تاکہ وہ میرا

اخلاقی اور دینی تعاون حاصل کر سکیں۔ لہٰذا ہم نے اپنے صوبے میں کسی قسم کی کوئی تحریک جاری نہیں کی ہمارا مطالبہ مرکزی حکومت سے صرف ایک جائز اور آئینی مطالبہ ہے۔ اس لئے میں نے اپنے معتقدین اور جماعت کو سختی سے روک دیا ہے کہ وہ میری گرفتاری کی صورت میں اشتعال میں آکر خلاف قانون کوئی حرکت نہ کریں۔

جلسہ ختم نبوت کی صدارت اور بیان دینے پر قید و بند رہنا

ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ نے ۳ ماہ گجرات جیل اور ۶ ماہ راولپنڈی جیل میں گزارے۔ اس دوران میں آپ نے اپنی کتاب "فتبارک اللہ احسن الخالقین" تالیف کی۔ جس میں آپ کی یہ نعت مقبول عام ہوئی۔

ماستا د عشق پہ جرم وجنی داغوغا چہ دہ نن
سر کڑہ را پورتہ پہ دیوال دا تماشا چہ دہ نن

ترجمہ :۔ مجھے آپ کے عشق کے جرم میں قتل کیا جا رہا ہے اور آج ہر طرف یہی شور ہے آپ بھی ذرا نظر کرم سے میرے قتل کا تماشا دیکھیں۔
رہائی کے بعد آپ المجاہد آباد تشریف لے آئے مگر آرام سے نہ بیٹھے اور تبلیغ و ارشاد کا کام بڑی جانفشانی سے جاری رکھا۔

جماعت ناجیہ صالحہ کا آٹھواں سالانہ اجتماع

۱۷ شوال ۱۳۷۳ھ/جون ۱۹۵۴ء المجاہد آباد میں جماعت ناجیہ کا آٹھواں سالانہ اجتماع بعد از نماز جمعہ منعقد ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی جس کی صدارت مولانا سربلند خان نواں کلے مردان نے کی۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد مقررین نے اجتماع سے خطاب کیا۔ ناظم عبدالحلیم صاحب نے جماعت ناجیہ صالحہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے مغربی تہذیب کے نقائص اور اسلامی تہذیب کے فوائد پر روشنی ڈالی ۔حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت ناجیہ صالحہ نے جماعت ناجیہ کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور اختتام پر جماعت ناجیہ کی طرف سے مندرجہ ذیل مطالبات کو اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔

مطالبات

۱۔ ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ۱۹۵۴ء کے اختتام تک اسلامی دستور کو بہ معہ ترامیم "۳۳" علماء مکمل کیا جائے اور ۱۹۵۵ء میں عام انتخابات منعقد کیئے جائیں۔

۲۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ظفر اللہ کو فوری طور پر وزارت خارجہ کے عہدے سے الگ کر دیا جائے۔

۳۔ اسیران مارشل لاء خصوصا" مولانا مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی اور عبدالستار خان نیازی اور دیگر حضرات کو فوری طور پر رہا کیا جائے یا ان کو

عدالت میں اپیل کرنے کا حق دیا جائے۔

سیفٹی ایکٹ آرڈیننس دفعہ ۴۰ سرحدی منسوخ کیا جائے اور ان کے تحت ماخوذین کو فوری طور پر رہا کیا جائے اس ضمن میں ہم مولانا عبدالقیوم پوپلزئی اور مولوی امام شاہ امیر جماعت اسلامی ضلع مردان کا خصوصی طور پر ذکر کرتے ہیں۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ معاشرہ کے اخلاق خراب کرنے والے فحش لٹریچر سینما' ریڈیو کے فحش پروگرام اور مخلوط طرز تعلیم کو بند کیا جائے اور ایک اسلامی ریاست کے باشندوں کے لئے اسلامی ماحول پیدا کیا جائے۔

۱۔ کسی عدالت میں جرم ثابت کئے بغیر کسی کی آزادی نقل و حرکت پر قدغن عائد نہ کی جائے۔ ہم مولانا نصیر الدین غرغشتو صاحب عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے داخلہ سرحد پر پابندی کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اور ان پر پابندیاں اٹھانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

چھٹی بار حج بیت اللہ کے لئے روانگی

۱۹۵۶ء میں جب آپ چھٹی بار حج بیت اللہ شریف کے لئے تیار ہوئے تو پشاور کے ڈپٹی کمشنر نے خط کے ذریعے آپ کو اطلاع کر دی کہ اس دفعہ آپ کا نام حجاج کی لسٹ میں نہیں ہے چونکہ وہ خط انگریزی میں تھا اس لیئے اس وقت حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید انور صاحب وہاں موجود تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ اس

میں کیا لکھا ہے جس پر انور صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ڈپٹی کمشنر کا خط ہے اور لکھا ہے کہ قرعہ اندازی میں اس دفعہ آپ کا نام نہیں نکلا۔ اس لیئے اس دفعہ آپ حج پر نہیں جاسکتے جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کون ہوتے ہیں ہمیں اجازت دینے یا نہ دینے والے ؟ مجھے تو میرے ہادی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دفعہ دعوت دی ہے اور میں ضرور حج پر جاؤں گا۔ انشاء اللہ

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا اثر

چنانچہ ۲۹ شوال بروز ہفتہ ۱۳۷۵ھ/ ۹ جون ۱۹۵۶ء کو آپ اپنے خادم خاص فضل اکبر صاحب مرحوم کی معیت میں بعد از نماز فجر چھٹی بار حج بیت اللہ شریف کے لیئے روانہ ہوئے۔ عمر زئی سے کراچی تک عقیدت مندوں نے ہر قسم کی خدمت و رخصتی تعظیمات ادا کیں[۱] جب آپ کراچی پہنچے تو سیدھے حاجی کیمپ تشریف لے گئے۔ کیمپ کے انچارج جناب وجیہ الدین صاحب آپ کی شخصیت سے واقف تھے آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے مگر جب لسٹ کا معائنہ کیا تو آپ کا نام لسٹ میں نہیں تھا۔ انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ کا نام مبارک لسٹ میں نہیں ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہاں ایک کونے میں اپنا سامان رکھ کر کچھ دنوں کے لیئے رہ سکتا ہوں۔ جس پر وجیہہ الدین صاحب نے عرض کیا کہ آپ ایک کونے کی بات کرتے

[۱] صدائے ملت مردان مئی ۱۹۵۸ء

کرتے ہیں یہاں آپ کے لئے ایک کمرے کا بندوبست ابھی کرتا ہوں۔ مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ مانے اور اسی طرح ایک کونے میں بستر ڈال کر رہنے لگے دوسری طرف وجیہ الدین صاحب بھی اسی فکر میں تھے کہ کسی نہ کسی طرح حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس جہاز کا ٹکٹ مل جائے اور وہ حج پر جا سکیں۔ اس دوران میں ان کے پاس اطلاع آئی کہ کراچی کی ایک مالدار خاتون نے اپنے لئے اور اپنی نوکرانی کے لئے دو عدد ٹکٹ برائے حج لے رکھے ہیں مگر اب وہ بیمار ہے اور ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ وجیہ الدین صاحب سیدھے اس عورت کے پاس گئے اور ان کی خیریت دریافت کی جس پر اس نے بتایا کہ ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ میں اس جہاز پر نہیں جا سکوں گی۔ کیونکہ کل بورڈ فیصلہ کرے گا۔ اس پر وجیہ الدین صاحب نے عرض کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ایک بات عرض کروں اور وہ یہ کہ صوبہ سرحد سے ایک بہت ہی پہنچے ہوئے فقیر اور درویش تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ ایک ساتھی بھی ہیں اگر آپ اپنے ٹکٹ ان کو دے دیں تو میں ان کی پوری قیمت ادا کروں گا۔ جب اس عورت نے یہ بات سنی تو اس نے کہا میری ایک شرط ہے کہ اگر وہ واقعی فقیر ہیں تو انہیں کہیں کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ آج کل یہاں سے ٹھیک ہو کر فارغ ہو جاؤں۔ اگر میں ان کی دعا سے ٹھیک ہو گئی تو میں ان سے ان ٹکٹوں کی ایک کوڑی بھی نہیں لوں گی۔ اور اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر میں ان ٹکٹوں کی دوگنی قیمت وصول کروں گی وجیہ الدین صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے پورا یقین تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس یقین سے فرما رہے ہیں وہ ضرور حج پر جائیں گے۔ لہٰذا میں نے حامی بھرلی

اور ٹکٹ لے کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے درخواست کی کہ میں اس شرط پر ٹکٹ لے کر آیا ہوں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص انداز میں دعا فرمائی۔

"اے اللہ جب ہمارا جہاز نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اس عورت کو صحت نصیب فرما" اس پر وجیہ الدین صاحب نے عرض کی کہ نظروں سے اوجھل ہونے کا کیا مطلب تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ایسا نہ ہوکہ وہ عورت ٹھیک ہو کر اپنے ٹکٹ واپس طلب کرے۔ وجیہ الدین صاحب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاجی کیمپ میں چھوڑ کر ڈپٹی کمشنر کراچی کے پاس گئے اور ان کو تمام ماجرا سنایا۔ جس پر ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ اگر آپ ضمانت دیتے ہیں تو ٹھیک ہے میں اجازت دے دیتا ہوں۔ وجیہ الدین صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاز پر سوار ہوئے تو اس وقت ڈاکٹروں کا بورڈ فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھا ہوا تھا تاکہ وہ فیصلہ کر سکیں کہ یہ عورت حج پر جا سکتی ہے یا نہیں۔ ٹھیک چار بجے جہاز نظروں سے غائب ہوا اور ٹھیک چار بجے اس عورت کو ڈاکٹروں نے ہسپتال سے فارغ کر دیا کہ اب آپ ٹھیک ہیں اور آپ جا سکتی ہیں۔ وجیہ الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت کو دیکھنے کے لئے چار بجے ہسپتال پہنچا تو وہ عورت ہسپتال سے نکل رہی تھی۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ڈاکٹروں نے اسے صحت مند قرار دے کر فارغ کر دیا ہے۔[۱]

یہ تھا وہ واقعہ جو کہ ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش آیا۔

---

[۱] روایت صوفی انور صاحب شیدو

جنہیں توکل علی اللہ پر اتنا یقین تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت کبھی ان کا راستہ نہیں روک سکی۔ آپ جو ارادہ بھی فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسباب بھی پیدا فرما دیتے تھے۔

واقعات عمرہ و حج

کراچی میں سفینہ عرب پر سوار ہوئے اور اتفاق رائے سے امیر حج مقرر ہوئے۔ جہاز میں امامت اور وعظ فرمایا کرتے تھے اور حاجیوں کو تعلیم احرام دینے کے علاوہ عطر مسنون اپنی طرف سے لگایا کرتے تھے ابھی آپ جہاز پر ہی تھے کہ جناب سید مکی مرزوقی کی طرف سے آپ کو پیغام ملا۔ جس میں انہوں نے درخواست کی تھی کہ مکہ معظمہ میں میری دعوت منظور فرمائیں، میں جدہ میں منتظر رہوں گا۔ بوقت شام جدہ شریف پہنچتے ہی جناب سید مکی مرزوقی صاحب حاضر خدمت ہوگئے اور کیمپ سے اپنی موٹر کاڑی میں مجاہد اعظم اور آپ کے ساتھیوں جن میں فضل اکبر ماذون صاحب اور مولوی شہزادہ صاحب شامل تھے کو سوار کرکے بعد از نماز عشاء مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ اور اسی رات قبل از طعام سعادت عمرہ سے ان سب مہمانوں کو مشرف کیا۔ ایام حج میں مسجد حرام میں وعظ فرمایا کرتے تھے حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کو ماہ صفر میں روانہ ہو گئے۔ راستے میں میدان بدر کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ میں ان کے عشق دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات بیان کرنے سے قلم عاجز ہے۔ فارسی کا مقولہ ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" مدینہ منورہ میں بطریقہ مسنونہ مسجد قبا، قبلتین،

مساجد خمسہ احد اور جنت البقیع میں جایا کرتے تھے لیکن اکثر ریاض الجنۃ میں رہا کرتے تھے۔

مسجد نبویؐ میں ایک سال قیام

ماہ ربیع الاول میں حجاج صاحبان واپس ہونے شروع ہوگئے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ مزید ایک سال یہاں رہوں مگر سعودی حکام اجازت نہیں دے رہے تھے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خادم حاضر خدمت ہوئے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر عرض کی کہ جناب حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکومت وقت سے ڈرتے ہیں اور یہاں اور یہاں رہنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ محمد آمین میرا مہمان ہے اس کو کوئی نہیں نکال سکتا۔

اس کے بعد غم ہجران دور ہوگیا۔ مدینہ منورہ میں سال بھر لنگر دیتے رہے۔ جس کی خدمت ظہیر اللہ صاحب کے ذمہ تھی۔ اسی زمانہ میں عبادت سے فارغ ہونے کے اوقات میں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے پنجرہ مبارک کے پاس (اسطوانہ سریر اور اسطوانہ حرس کے مابین) مشہور کتاب ''روضۃ الحبیب'' تصنیف فرمائی۔[۵]

---

[۵] صدائے ملت مردان مئی ۱۹۵۸ء

جنگ سویز میں شرکت کا شوق

انہی دنوں میں کرنل ناصر نے جنرل نجیب کو نظر بند کر کے حکومت پر قبضہ کرلیا اور اس وقت مصر میں نہر سویز کے مسئلہ پر جنگ شروع ہوئی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیئے کتنی تڑپ تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے وہاں بھی خدا کی رضا اور مسلمانوں کی امداد کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اور سعودی حکام سے درخواست کی کہ وہ ان کو مصر بھیج دیں مگر کافی کوشش کے باوجود بھی آپ نہ جاسکے۔ اس دوران یہاں پاکستان میں کسی نے افواہ اڑا دی کہ آپ نہر سویز کی جنگ میں شہید ہوچکے ہیں بلکہ روزنامہ انجام پشاور نے اس خبر کو شائع کر دیا۔ جس کی وجہ سے تمام ملک میں سخت غم اور پریشانی پھیل گئی۔ مگر جب مدینہ منورہ سے آپ کی خیریت کا خط موصول ہوا تو لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا اور اس خط کو آپ کے نواسے جناب رضوان اللہ صاحب نے روزنامہ انجام پشاور ۱۳ اپریل ۱۹۵۷ء میں شائع کرا دیا تاکہ سب کو آپ کی خیریت کی اطلاع مل جائے۔[1]

ایام حج میں مکہ معظمہ جا کر حج ادا کیا اور پھر واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور بامر الٰہی بیمار ہوگئے اور پاکستان واپس آکر اسی بیماری میں انتقال فرمایا۔

---

[1] روایت رضوان اللہ صاحب نواسا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجاہد آباد

مدینہ منورہ سے واپسی

آپ ۳ ستمبر ۱۹۵۷ء / ۸ صفر ۱۳۷۷ھ کو کراچی پہنچے۔ جہاں سے بذریعہ ریل پشاور کے لیئے روانہ ہوئے۔ راستے میں ہر سٹیشن پر آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ پشاور پہنچنے کے بعد آپ کو ایک جلوس کی شکل میں مسجد مہابت خان لایا گیا۔ جہاں پر آپ نے ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے تین باتوں پر خصوصی طور پر زور دیا۔

۱۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی تابع داری کریں اور گناہ کبائر سے صدق دل سے توبہ کریں۔

۲۔ علماء کرام کی قدر و عزت کریں اور ان کے فرمان پر عمل کریں۔

۳۔ پاکستان لا الہ الا اللہ کے نام پر بنایا گیا ہے۔ لیکن اب قانون سازی میں پرویز کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کو قانون ساز ادارے سے نکالنے کے لیئے مالی اور جانی قربانی دینے کے لیئے تیار ہو جائیں۔[۵]

۱۴ صفر ۱۳۷۷ھ / ۹ ستمبر ۱۹۵۷ء کو المجاہد آباد تشریف لے آئے۔ زمانہ سفر ۱۵ مہینے اور ۱۵ گھنٹے تھا۔ اور یہ تمام عرصہ آپ نے ننگے پاؤں گزارا۔ پشاور سے مجاہد آباد تک شاندار استقبالات ہوئے لیکن ترنگزئی میں جو استقبال اور سلامی ہوئی شاید ہی کسی نے ایسی سلامی دیکھی ہوگی۔

---

[۵] روزنامہ انجام پشاور مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۵۸ء / ۱۱ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ پشاور آرکائیوز

چند واقعات ایام حج ۱۹۵۶ء

ایک مصری عالم سے داڑھی کے موضوع پر مکالمہ

مولانا شہزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس حج کے دوران میں بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گیا تھا۔ قیام کے دوران وہاں کے ایک شیخ صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے علماء اکرام کے اعزاز میں کھانے کی دعوت دی۔ جب تمام لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوگئے تو میزبان نے تمام لوگوں کا تعارف کرانا شروع کر دیا۔ جن میں مصر کے علماء بھی آئے ہوئے تھے ان میں ایک عالم ایسے بھی تھے جنہوں نے داڑھی منڈوا رکھی تھی۔ میزبان نے تعارف کرایا کہ یہ مصر کے شمس العلماء ہیں تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سخت حیران ہوئے اور اپنی جگہ کھڑے ہوگئے اور اپنے چہرے مبارک پر دونوں ہاتھ پھیر کر دوبار فرمایا کہ کیا شمس العلماء انسان کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے ؟

وہ مصری اس بات کو سمجھ گیا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میری داڑھی کے متعلق فرمارہے ہیں لہذا اس نے غصے کی حالت میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اگر آپ کہتے ہیں کہ داڑھی رکھنا سنت ہے تو سرمہ لگانا بھی سنت ہے آپ نے سرمہ کیوں نہیں لگایا۔ جس کے جواب میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک سنت دائمی ہوتی ہے اور ایک غیر دائمی داڑھی رکھنا دائمی سنت ہے جب کہ سرمہ لگانا غیر دائمی کیونکہ انسان اگر رات کو سرمہ لگائے تو صبح کو اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے جب کہ

داڑھی ایک ایسی چیز ہے کہ یہ رات کو رکھی اور صبح کٹوائی نہیں جاسکتی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب سے تمام حاضرین حیران رہ گئے۔ اور مصری شرم کے مارے اس دعوت سے بھاگ گیا کیونکہ اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔[لہ]

کھانے کی دعوت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا

مولانا شہزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کھانے کی دعوت دی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس وقت ان کے کچھ ساتھی بھی تھے جن میں مولانا عبدالغفور صاحب قابل ذکر ہیں جو کافی عرصہ سے وہاں رہائش پذیر تھے اور وہاں کی جانی پہچانی شخصیت تھے۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ جب ہم سب لوگ ڈپٹی کمشنر صاحب کی ہاں پہنچے تو انہوں نے ہمارا بہت شاندار استقبال کیا اور ہمیں کھانے والے کمرے میں لے گئے۔ مگر جب ہم کھانے والے کمرے میں داخل ہوئے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ کمرے میں تصاویر لگی ہوئی ہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے فوراً باہر آگئے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ پہلے ان تصاویر کو یہاں سے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں میں ان تصاویر کے نیچے کھانا نہیں کھاؤں گا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا کہ میں ابھی ان تصاویر کو یہاں سے اتار دیتا ہوں مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

لہ روایت مولانا محمد ادریس صاحب ترنگزئی

نے کہا کہ اتارنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آج کے بعد اپنے گھر میں تصاویر نہیں رکھیں گے۔ اور ان تصاویر کو ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ویسا ہی کیا جس طرح حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ اس کمرے میں کھانا کھانے تشریف لے گئے۔

کھانا ختم کرنے کے بعد جب ہم لوگ واپس جانے لگے تو مولانا عبدالغفور صاحب رونے لگے میں نے ان سے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ایک ہم ہیں کہ کتنا عرصہ ان تصاویر کے نیچے بیٹھ کر کھانا کھا چکے ہیں مگر ہم میں اتنی جرات نہیں تھی کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو ان تصاویر کو ہٹانے کا کہتے مگر اس مرد مجاہد نے کتنی دلیری کے ساتھ ان کو تصاویر ہٹانے کا کہا اور صرف ہٹانے کا ہی نہیں بلکہ ساری زندگی تصاویر سے منع فرمایا۔ اس قسم کی گفتگو کرنے والا انسان حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔[۵]

چوہدری محمد علی وزیرِ اعظم پاکستان سے ملاقات اور اسلامی قوانین کے اجراء کے لئے ترغیب

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے جب چوہدری محمد علی وزیر اعظم پاکستان تھے اور وہ بھی حج کے لیئے تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے سعودی حکام پر واضح کرنے کے لیئے کہ ہم اپنے پاکستانی بھائیوں سے بہت محبت کرتے

[۵] راوی مولانا محمد ادریس صاحب ترنگزئی

ہیں یہ اعلان کرایا کہ سعودی عرب میں جہاں بھی پاکستانی کام کرتے ہیں اور جتنے بھی حاجی صاحبان یہاں آئے ہوئے ہیں ۔ ان کی تمام مشکلات اور تکالیف کو سننے کے لیئے پاکستان کے وزیر اعظم آئے ہیں لہٰذا ان کے لیئے ایک بہترین سٹیج تیار کیا گیا اور تمام ملک سے پاکستانی وہاں جمع ہونے شروع ہوگئے۔ ان دنوں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز تھی اس لیئے وہ اپنے خیمے میں ہی رہے۔ جب وزیر اعظم پاکستان آئے تو وہاں موجود تمام پاکستانیوں نے ان کی تعریف میں جملے کہے اور مرحبا مرحبا کے نعرے لگائے۔ اور سب نے کہاکہ ہم پاکستان کی حکومت سے بہت خوش ہیں چوہدری صاحب یہ تقاریر سن کر اور بھی خوش ہوئے اور سعودی حکام پر واضح کرنے کے لیئے کہ ہم اپنے عوام کے بہت ہمدرد ہیں انہوں نے کہا کہ اگر یہاں کسی بیماری اور مجبوری کی وجہ سے کوئی حاجی صاحب نہیں آئے تو ہم خود چل کر ان کی خیریت دریافت کر لیتے ہیں۔ کسی نے ان سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بھی کردیا لہٰذا وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لیئے ان کے خیمے کی طرف چل پڑے۔ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا کہ وزیر اعظم صاحب آرہے ہیں تو آپ اپنے خیمے سے باہر تشریف لے آئے۔ قریب پہنچ کر وزیراعظم پاکستان نے آپ سے ہاتھ ملایا تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کلائی پکڑلی اور فرمایا کہ میں نے آپ کی کلائی اس لیئے پکڑی ہے کہ آپ میری بات سن سکیں اور ان سے کہا کہ پاکستان کا نعرہ تھا کہ ہم اس ملک میں اللہ تعالٰی کا قانون لائیں گے۔ پاکستان کا مطلب کیا ''لا الہ الا اللہ'' تو پھر آپ کیوں پاکستان میں اسلامی قانون نہیں نافذ کرتے ! چوہدری صاحب

نے کہا کہ ہم وطن جا کر ایسا ضرور کریں گے جس کے جواب میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حکایت سنائی کہ ایک بادشاہ تھا اور اس کی خواہش تھی کہ وہ ملک کے تمام علاقے کی سیر کرے تاکہ ان کو اپنی رعایا کے متعلق معلومات حاصل ہو سکیں۔ وہ ایک گاؤں سے ہوتے ہوئے دوسرے گاؤں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے۔

ساتھ میں اس علاقے کے لوگ ہوتے اور نئی جگہ آنے پر پرانے واپس جاتے اس طرح چلتے چلتے وہ ایک فقیر کے پاس پہنچ گئے بادشاہ نے ترس کھا کر اسے مٹھی بھر اشرفیاں دینی چاہیں تو اس نے کہا کہ میرے بدن پہ کپڑے نہیں ہیں ان اشرفیوں کو دامن میں نہیں لے سکتا جس پر بادشاہ نے کہا کہ جب میں اپنے محل میں پہنچ جاؤں گا تو تمہیں کپڑے اور کوٹ وغیرہ دوں گا اور ایک عمدہ کمرہ تمہارے لیئے تیار کراؤں گا۔ مگر جب بادشاہ اپنے محل میں پہنچا تو وہ اپنی عیش و عشرت میں پڑ گیا اور اس کے دل سے فقیر کا خیال نکل گیا یعنی

قباء درویش را بر گوش شدو بر دوش نہ شد

کوٹ کا بیان تو فقیر نے سنا مگر اپنے کندھوں پر نہ ڈال سکا اور یہی حال ہمارے ملک کا بھی ہے۔ یہ سن کر چوہدری محمد علی صاحب بہت شرمندہ ہوئے اور وہاں سے واپس آ گئے[1] ☆

---

[1] ...ت قاضی فضل اکبر صاحب عمرزئی باتصدیق مولانا غلام حیدر صاحب چھوٹا لاہور صوابی

سفرِ حج سے صرف رضائے الٰہی مقصود تھی

چونکہ ۱۹۵۶ء کی حج کی ادائیگی کے بعد آپ وہاں مزید ایک سال تک رہے اس لیئے جب ۱۹۵۷ء میں آپ دوبارہ بیت اللہ شریف گئے تو اس دوران میں حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں صاحبزادگان صاحبان بھی حج کے لیئے تشریف لے گئے تھے ۔ یعنی بادشاہ گل اول ' بادشاہ گل دوم اور بادشاہ گل سوم بھی فریضہ حج کی ادائیگی کے لیئے آئے ہوئے تھے۔ اس وقت کے پاکستانی سفیر نے اپنے ملک کے خاص اشخاص جن کا تعلق کسی سیاسی ' سماجی اور مذہبی پارٹی سے تھا ان کے اعزاز میں دعوت دی۔ جس کا طریقہ کار کچھ یوں تھا کہ ہر شخص کے پاس دو عدد کارڈ بھیجے جاتے تھے جس پر ایک کارڈ واپس کرنا ہوتا تھا کہ جس میں اقرار یا انکار کرنا شامل تھا۔ کہ سفیر کو پتہ چل سکے کہ کس نے اقرار کیا اور کس نے انکار۔ اس وقت پیر صاحب آف مانکی شریف بھی موجود تھے۔ اس وقت بہت سے سیاسی لیڈر بھی موجود تھے کسی کو انکار کی جرات نہیں ہوئی۔ اور تمام حضرات نے دعوتی کارڈ اقرار کی صورت میں واپس کیے۔ جب کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم یہاں کھانوں کے لیئے نہیں آئے بلکہ عبادت کے لیئے آئے ہیں اس لیئے میں آپ کے کھانے میں شریک نہیں ہو سکتا۔[1]

---

[1] روایت مولانا غلام حیدر صاحب چھوٹا لاہور صوابی

صدر پاکستان میجر جنرل سکندر مرزا سے حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور اعلائے کلمۃ حق

پاکستان کے صدر مرزا سکندر ۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء / ۹ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ کو چارسدہ کے مشہور گاؤں اتمانزئی میں حاجی شاہ نواز صاحب کے ہاں تشریف لائے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع کو غنیمت جان کر چند علماء کرام کا ایک وفد ترتیب دیا۔ جن میں مندرجہ ذیل علماء کرام شامل تھے۔ الحاج محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت ناجیہ مولانا الحاج شہزادہ صاحب مفتی اعظم جماعت ناجیہ مولانا عبدالحلیم صاحب ناظم اعلیٰ جماعت ناجیہ ' مولانا صاحب حق زکی الدین صاحب صدر جمعیتہ العلماء افغان ' ناظم اعلیٰ الحاج خلیل الرحمان صاحب اور مولانا الحاج محمد اسرائیل صاحب مہتمم دارالعلوم نعمانیہ شامل تھے اور اعلائے کلمتہ الحق کے لیئے خان صاحب کے بنگلے پر تشریف لے گئے۔ وفد کی طرف سے ایک تحریری عرض داشت کی صورت میں اور زبانی بھی صدر صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

اسلامی قانون کی بنیاد قرآن اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکھی گئی ہے اب لا کمیشن میں پرویز اور ان کے ساتھیوں کی تقرری اسلامی قانون کو نقصان دینا ہے اور جمہور مسلمان پرویز پر معترض ہیں کہ وہ منکر حدیث ہے۔ لہٰذا ہم حکومت سے پرویز کے نکالنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ صدر مملکت نے وفد کے جواب میں کہا کہ ایسے لوگ بھی تو موجود ہیں کہ جو پرویز کو چاہتے ہیں جس پر آپ نے فوراً" جواب دیا کہ میں آپ کو نہیں مانتا ہوں بلکہ حکومت کے ہر ناجائز اور خلاف شرع امور کے ماننے کے لیئے

تیار نہیں ہوں۔ اس کشمکش میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صدر صاحب کو گریبان سے بھی پکڑا اور ان سے کہا کہ ہم نے حق بات آپ تک پہنچا دی ہے۔[۱]

اس تحریری اور زبانی جہاد کے بعد آپ اپنے وفد کے ہمراہ واپس لوٹے تو صدر پاکستان نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کا حکم دیا مگر سب نے انہیں سمجھایا کہ اس عظیم شخصیت کی گرفتاری کوئی معمولی بات نہیں یہ تو وہ مرد مجاہد ہے جس کو آزاد کشمیر گورنمنٹ نے فخر کشمیر کا خطاب دیا ہے۔

والئی سوات کو آخرت کی فکر لگادینا

اسی طرح اعلائے کلمۃ الحق کے کچھ واقعات یہاں پیش کیے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ نے کس طرح کلمہ حق کو بلند فرمایا۔

جناب مولانا شہزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ والئی سوات کی دعوت پر گیا اس وقت عبدالودود صاحب والئی سوات تھے اور انہوں نے اپنی زندگی میں ایک شاندا قبر تیار کروائی اور قبر تیار ہونے کے بعد علماء کو کھانے کی دعوت دی اور انہیں اپنی قبر دکھائی سب نے ان کو خوش کرنے کے لیے اس کی قبر کی تعریف کی اور کہا کہ یہ ایک شاندار قبر ہے والئی سوات ان تمام باتوں سے بہت خوش ہوئے مولانا صاحب فرماتے ہیں جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بندہ

---

[۱] صدائے ملت مردان ۱۹۵۷ء عنوان :۔ صدر مملکت سے علماء ہشت نگر کی ملاقات

والئی سوات جناب عبدالودود صاحب کے ہاں گئے تو انہوں نے ہمیں بھی قبر دکھائی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے والئی سوات صاحب کو ناصحانہ انداز میں فرمایا۔ "کہ آپ اپنی قبر کی فکر نہ کریں بلکہ قبر کے لیئے فکر کریں" مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ والئی سوات کے سامنے اس قسم کی گفتگو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے سوا کوئی دوسرا نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ والئی سوات کے رعب و دبدبہ کے سامنے کوئی بھی بات کرنے کی جرات نہیں رکھتا تھا۔ والئی سوات نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے یہ کیا فرما دیا ہے ؟ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات پر والئی سوات بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے اس بات پر غور کیا تو سمجھ آگئی کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے فوراً" بعد والئی سوات صاحب نے اس وقت کے ایک فاضل عالم جناب ابراہیم صاحب کو اپنے لیئے استاد مقرر کر لیا تاکہ ان سے دینی تعلیم حاصل کرسکیں لہٰذا انہوں نے بہت تھوڑے عرصہ میں دینی علوم سیکھ لیے اور وہ واقعی اپنی قبر کے لیئے تیاری کرنے میں مصروف ہوگئے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سے پہلے تو میں گمراہی کی طرف جا رہا تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات نے مجھے نیکی کی طرف گامزن کردیا۔ اور اگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی دوسرے مہمان حضرات کی طرح میری خوشامد کر کے چلے جاتے تو میں کس منہ سے خدا کے حضور پیش ہوتا۔ کیونکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات خوشامد کرنا پسند نہیں کرتی تھی اور وہ شریعت پر مستقیم رہنے اور کرنے والی شخصیت تھی جی ہاں یہ سچ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی طرح بھی خلاف شرع کام برداشت نہیں

نہیں فرماتے تھے[1]

انگریز کے جال سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بچ نکلنا

جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ المجاہد آباد شریف تشریف لائے تو کچھ دنوں بعد ایک مولوی صاحب آپ کے پاس آئے اور عرض کی کہ آپ کا ایک مہمان آیا ہوا ہے۔ آپ تھوڑی دیر کے لیئے مسجد سے باہر تشریف لے آئیں آپ باہر تشریف لائے جہاں آپ نے دیکھا کہ ایک انگریز وہاں موجود ہے۔ آپ نے اس سے آنے کی وجہ دریافت فرمائی مگر اس نے کہا کہ بس آپ سے ملاقات کی غرض سے آیا تھا۔ کوئی خاص بات نہیں اور چلا گیا۔ دوسرے دن وہ مولوی صاحب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ۶۰ روپے پیش کیئے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا؟ تو اس نے کہا کہ کل والے انگریز نے انعام کے طور پر بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کے لیئے کون سا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ اس نے میرے لیئے انعام بھیجا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ انہوں نے اپنی خوشی سے بھیجے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیں۔ اس بات پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ آپ کل آجائیں اس بارے میں بات کریں گے۔ لہٰذا جب وہ چلا گیا تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا شمس الحق افغانی صاحب اور مولانا شہزادہ صاحب سے اس بارے میں بات چیت کی اور پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے

---

[1] روایت مولانا محمد ادریس صاحب ترنگزئی

فرمایا انگریز اس طرح آپ کو دو تین دفعہ روپے بھیجے گا پھر آپ سے کہے گا کہ آپ ڈی سی صاحب کی عدالت میں آجائیں۔ صاحب کو فراغت نہیں۔ اس طرح وہ آپ کو عدالت میں لوگوں کے سامنے پیش کریں گے پھر آپ سے، کہیں گے کہ آپ روپے وصول کرتے ہوئے مذکورہ فارم پر دستخط کر دیا کریں۔ تاکہ ہمیں پتہ چل سکے کہ پیسے آپ کو مل گئے ہیں یا کہ نہیں اس طرح یہ لوگ آپ کو بدنام کریں گے اور اس کے بعد آپ جتنی بھی تقریر کریں گے، وعظ فرمائیں گے لوگ آپ کی باتوں پر یقین نہیں کریں گے اس کے بعد جب وہ مولوی صاحب دوبارہ حضرت حاجی صاحب ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت حاجی صاحب ؒ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ان سے پوچھا کہ آپ نے کتنے لوگوں کو انگریزوں کے لیئے غلام بنایا ہے ؟ توبہ کرو کہ آج کے بعد کسی کو بھی انگریزوں کے لیئے استعمال نہیں کروگے۔ اس شخص نے اسی وقت حضرت حاجی صاحب ؒ سے معافی مانگی اس کو حضرت حاجی صاحب ؒ نے فرمایا کہ میں نے وعدہ کر رکھا ہے کہ انگریز کافر کی حکومت کی قلم سے لے کر تلوار تک کسی قسم کی امداد نہیں کرو گا۔[۱]

حضرت حاجی صاحب ؒ کا انداز حکمت

حضرت حاجی صاحب ؒ عام لوگوں سے لے کر خاص علمائے کرام تک سب کو نہایت حکمت سے دینی مسائل سکھاتے اور سمجھاتے ایک

۱۔ عبدالکریم ناظم صاحب شیوہ صوابی

واقعہ مولانا شہزادہ صاحب نے بیان فرمایا ہے

مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نئے نئے ہمارے علاقے میں آئے تو میری ان کے ساتھ کوئی خاص جان پہچان نہیں تھی۔ بلکہ صرف اتنا سنا تھا کہ ایک شیخ صاحب لوگوں کو امربالمعروف کی باتیں سناتے ہیں ایک دن وہ میرے پاس آئے مگر مجھے علم نہیں تھا کہ یہ حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انہوں نے اپنی بغل میں ایک کتاب رکھی ہوئی تھی وہ میرے نزدیک آکر بیٹھ گئے اور مجھ سے کہا کہ مجھے نماز کے ادا کرنے کا۔ صحیح طریقہ بتائیں مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور میں ان کو دیکھتا رہا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ آپ کی نماز بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے بعد آپ وہاں سے رخصت ہوگئے۔ کچھ دنوں بعد میں نے دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی محمد حسن المعروف تنگی استاد صاحب کے سامنے نماز ادا فرما رہے ہیں میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ کیسے آدمی ہیں میں نے انہیں ٹھیک طریقے سے سمجھایا تھا۔ مگر پھر بھی یہ یہاں نماز ادا کر رہے ہیں۔ پھر دوسرے دن میں نے دیکھا کہ آپ مولانا شمس الحق افغانی صاحب کے سامنے نماز ادا فرما رہے ہیں۔ جب میں نے ان کو وہاں دیکھا تو دل میں خیال گزرا کہ یہ ضرور کوئی پہنچی ہوئی شخصیت ہیں اور فوراً ہی میرے دماغ میں یہ بات آگئی کہ وہ کس حکمت سے ہمیں نماز ادا کرنے کا طریقہ سمجھا رہے ہیں۔ کیونکہ اگر آپ براہ راست ان حضرات سے کہتے تو وہ کبھی بھی ایک شیخ کی باتوں پر غور نہ کرتے مگر یہاں ان کا طریقہ کار بالکل جدا تھا۔ لہٰذا اس دن کے بعد میرے دل میں ان کی عزت اور بھی بڑھ گئی اور میں نے اپنی نماز کی طرف دھیان

دیا اور کبھی بھی اپنی نماز میں جلدی نہ کی اور ارکان کی صحیح ادائیگی کا ہمیشہ خیال رکھا۔[۱]

ایک درد بھری حکایت

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں عبدالخالق صاحب مرحوم کتب فروش کی دکان پر کچھ خاص کتب خریدنے کی غرض سے بیٹھا تھا۔ اس اثناء میں ایک بہترین کتاب جناب شبلی نعمانی صاحب کی جس کا ترجمہ پشتو زبان میں کیا گیا تھا پر میری نظر پڑی اور میں بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا کہ دین کے ایسے پہلوان ابھی ہیں جنہوں نے اتنی کوشش کی اور پٹھان بھائیوں کے لیئے اس کا ترجمہ پشتو زبان میں کیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی انگریزوں کی طرح سرخ و سفید بالکل کلین شیو اور سر پر انگریزی ٹوپی کہ اس میں اور انگریزوں میں فرق کرنا مشکل تھا۔ دکان کے اندر آیا میں بہت ناراض اور پریشان ہوا کہ اس خبیث اور کافرانہ عادات والے شخص کا دینی کتب فروش کی دکان پر کیا کام لیکن عبدالخالق صاحب نے اس کے ساتھ بڑی گرم جوشی کے ساتھ دعا سلام کی میں حیرانگی کے عالم میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ عبدالخالق نے کہا کہ یہ تو بہت اچھا ہوا حضرت حاجی صاحب کہ آپ کی اور اس شخص کی ملاقات ہوگئی یہ وہی شخص ہے جس نے شبلی نعمانی صاحب کی کتاب کا پشتو زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اس کے بعد کتاب کے اول صفحے پر اس کا نام دکھایا جو کہ بہت

---

[۱] روایت مولانا محمد ادریس صاحب ترنگزئی

احترام کے ساتھ لکھا گیا تھا جس طرح کہ علمائے کرام اور مجتہدین کے اسماء گرامی لکھے ہوتے ہیں نہایت ادب و احترام سے لکھا ہوا تھا میں حیران رہ گیا کہ یا اللہ آج کے زمانے کا عجیب انقلاب ہے[1]

مکرر درد بھری حکایت

جناب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک غم خوار اور دردمند بھائی نے مجھے یہ حکایت بیان کی کہ کل میرے ہاں دو مہمان آئے تھے ان میں سے ایک نے اپنے سر پر انگریزی ٹوپی رکھی تھی اور دوسرا ننگے سر تھا۔ مگر داڑھی مونچھ دونوں کے نہیں تھے اور کلین شیو تھے۔ وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے ایک سے کہا کہ دیکھو انگریز تو چلے گئے اور اب انگریزوں کی یہ ٹوپی پٹھانوں کے سروں پر اچھی دکھائی نہیں دیتی۔ پٹھانوں کے سروں پر عزت اور غیرت کی پگڑی اچھی دکھائی دیتی ہے اس نے کہا کہ چھوڑو یار جس کے پاس پیسے نہیں ہوتے وہ اسی طرح کہتے ہیں اور سر پر نہیں رکھتے یہ تو سر پر سایہ کرتی ہے اور اس کے بہت سے فائدے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ جس کی ہمت نہیں ہوتی اسے دوسرے بھی برے لگتے ہیں اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ دیکھو آج میں نے شیو نہیں کیا تو کتنا برا لگ رہا ہوں۔ یہ میری بے ہمتی تھی ورنہ نوجوانوں پر یہ حق ہے کہ ہر صبح شیو کریں۔ تو یہ ایک دردمند حکایت اس لیئے ہے کہ داڑھی منڈوانا گناہ ہے بلکہ اگر جملہ جہاں کے فاسق لوگوں کو جو کہ داڑھی

[1] رسالہ "الصادقہ" ۲۸ جولائی ۱۹۴۹ء از حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

منڈواتے ہیں جمع کیا جائے تو ان سے کفر بن جاتا ہے۔ یعنی جملہ فاسق لوگوں کے گناہ داڑھی منڈوانے کے گناہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ گناہ پر کفر نہیں ہے اگرچہ کہ زمین سے آسمان تک چلے جاؤ۔ مگر جب تک گناہ کو گناہ نہیں کہے گا اسے گناہ کرنے پر کوئی ملامت نہیں ہوگی مثلاً" کوئی داڑھی منڈوانے کو اچھا سمجھتا ہے اور داڑھی منڈوانے کو اچھا قرار دیتا ہے اور خود اور دوسرے شخص کو جو کہ داڑھی نہیں منڈواتا وہ اسے بے ہمت اور بد نظر آتا ہے تو داڑھی رکھنا سنت موکد بلکہ صحیح قول کے مطابق واجب ہے اور جس کو داڑھی رکھنا بد نظر آتا ہے اور اس کو عیب جانے تو اس نے سنت غیور فخر موجودات محبوب رب العلمین اشرف الانبیاء و المرسلین محمد رسول ﷺ کا کفر کیا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو فاسق نوجوانان سمجھ جائیں کہ اگر ان کو داڑھی رکھنا عیب اور بد نظر آتا ہے تو وہ کفر کے ایک بہت بڑے طوفان میں غرق ہو جائیں گے اور بہت سے ناسمجھ اس طوفان میں غرق ہیں۔ افسوس کہ کافر کفر کی حالت میں صحیح اور اخلاص و صداقت کے ساتھ کافر ہیں یعنی بدترین کافر ہیں۔ جب کہ دوسری طرف مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اکثر بے غیرت برے کاموں کو بھی برا نہیں کہتے تو ایسے اسمی مسلمان ان بدترین کافروں کا کیا مقابلہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کی عزت و ناموس کی خاطر اسلام کی عزت و ناموس محفوظ رکھے[1] ☆

[1] رسالہ "الصادق" ۲۰ جنوری ۱۹۵۰ء از حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزَنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتَرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ انِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ٥

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب نهم

غلام احمد پرویز کو چیلنج

غلام احمد پرویز کی پشاور آمد اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس سے ملاقات

۲۳ اکتوبر ۱۹۵۷ء / ۲۷ ربیع الاول ۱۳۷۷ء کو غلام احمد پرویز نے پشاور آنے کا پروگرام بنایا اس بات کی اطلاع جناب محمد اسرائیل صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط کے ذریعے کر دی جو کہ انھوں نے ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو آپ کے نام لکھا۔ آپ نے اس موقعہ کو غنیمت خیال فرمایا اور "اعلان حق" کے نام سے ایک چیلنج تیار کیا جس میں مندرجہ ذیل شرائط رکھیں۔

جماعت ناجیہ کی طرف سے غلام احمد پرویز منکر حدیث کو چیلنج مناظرہ شرائط مناظرہ یہ ہیں

۱۔ مقام مناظرہ پاکستان کے علاوہ کوئی ایسی اسلامی مملکت ہو جس میں حدود و قصاص جاری ہوسکتا ہو

۲۔ اقرار یہ ہوں کہ جو کوئی ہم فریقین سے ملزم ہو جاوے اسے سنگ سار کریں گے

۳۔ مناظرہ میں کوئی قاضی اسلام مقرر ہو۔

۴۔ مناظرہ کے اصول مقرر کریں کہ عقل حرفہ ہو یا نقل حرفہ یا دونوں ہوں۔

وجوہات شرائط

پہلی شرط اس لیئے لگائی گئی ہے کہ چار اکتوبر بمقام اتمانزئی مکان حاجی شاہ نواز خان صاحب میں ہم نے صدر جمہوریہ پاکستان مرزا سکندر سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ پرویز منکر حدیث کو انتخابی بورڈ سے نکالا جائے اس نے صاف انکار کرکے اس کی حمایت کی اس لیئے پاکستان اس کے مناظرہ کی جگہ نہیں۔ دوسری شرط۔ اس لیئے لگائی ہے کہ لفظی مناظرہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ کہ ملزم اپنا کردار یا اقوال کی سزا نہ پائے۔
تیسری شرط۔ اس لیئے رکھی گئی ہے کہ بغیر قاضی یا حکم سے کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا ہے۔
چوتھی شرط۔ اس لیئے لگائی ہے کہ اصول بحث و طریق مناظرہ معلوم ہوں اور اس لیئے لکھا کہ اگر غلام احمد پرویز کو یہ منظور ہو تو چیلنج منظور کرکے تاریخ و مملکت متعین کرے[1]☆

پرویز جب مقررہ وقت پر پشاور پہنچا تو آپ نے اپنے دست مبارک سے پرویز کو یہی چیلنج دیا اور اخبارات میں بھی شائع کر دیا مگر پرویز میدان سے بھاگ گیا اور صرف اتنا کہا کہ میں حنفی مذہب خاندان میں پیدا ہوا ہوں۔

---

[1] اشتہار :۔ "اعلان حق" شائع کردہ امیر جماعت ناجیہ صالحہ فخر کشمیر محمد امین رحمۃ اللہ علیہ و ناظم اعلی مولانا عبدالحلیم صاحب المجاہد آباد پشاور

باب دہم

سفرِ آخرت' اولادِ امجاد اور خلفائے طریقت

آپ کی بیماری اور وفات

آپ کو مدینہ منورہ میں جو امراض لاحق ہوئے تھے۔ ان کے علاج کے لیئے ۱۵ ربیع الثانی بروز منگل بہ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو پشاور لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں داخل کیے گئے اور وہاں تقریباً ۲ ماہ تک آپ کا علاج ہوتا رہا۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو ۲۵ جمادی الاول بہ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۵۷ء آپ واپس گھر المجاہد آباد تشریف لے آئے اور گھر پر علاج ہوتا رہا[1]۔ مگر اس بیماری کے دوران بھی آپ آرام سے نہ بیٹھے اور شریعت محمدی ﷺ کے لیئے جدوجہد کرتے رہے۔

جماعت ناجیہ کے اجلاس میں آخری خطاب

۳ فروری ۱۹۵۸ء بعد از دوپہر تلاندی میں جماعت ناجیہ صالحہ کا ایک عظیم الشان اجلاس ہوا اور آپ بیماری کی حالت میں بھی اس اجلاس میں شرکت کے لیئے گئے۔ جس کی صدارت محبوب شاہ بادشاہ صاحب نے کی جس میں عاشق رسول ﷺ حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت ناجیہ سرحد نے اپنے مخصوص انداز سے تبلیغ فرمائی اور دوران تقریر حاضرین پر ایک خاص حالت طاری ہوگئی اس اجلاس میں آپ نے حکومت کو مندرجہ ذیل مطالبات پیش کیے۔

۱۔ اسلامی آئین فوراً نافذ کیا جائے۔

---

[1] صدائے ملت مردان مئی ۱۹۵۸ء از مفتی اعظم جماعت ناجیہ صالحہ

۲۔ منکرین حدیث (پرویز وغیرہ) کو لاکمیشن سے خارج کر دیا جائے۔
۳۔ مخلوط طریقہ انتخاب چونکہ پاکستان کے بنیادی نقطہ نگاہ کے مخالف ہے اور از روئے شریعت بھی درست نہیں لہٰذا اس کو جلد از جلد پاکستان میں نظر انداز کیا جائے۔[۱]

تقریباً ۸ ماہ کی مسلسل بیماری کے بعد آپ بروز ہفتہ وبوقت ۴ بجے صبح بتاریخ ۳۱ مئی ۱۹۵۸ء بمطابق ۱۱ ذی القعدہ ۱۳۷۷ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ اسی دن ۴ بجے سہ پہر آپ کے سجادہ نشین حضرت مولانا میرا گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور وصیت کے مطابق المجاہد آباد کی بڑی مسجد کے باہر دفن کیے گئے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

وفات سے قبل آپ نے وصیت فرمائی کہ مزار کے پاس شمال کی طرف دو کمرے تعمیر کروائے جائیں جس میں ایک کمرے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک رکھے جائیں اور دوسرا کمرہ کتب خانے کے لیئے تعمیر کیا جائے تاکہ اس سے علماء کرام و طلباء حضرات مستفید ہو سکیں اور آپ کو بھی دعائیں دیتے رہیں۔ آپ کی وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا مگر افسوس کہ اس وقت آپ کی اولاد کم عمر تھی اور آپ کے کتب خانے کی حفاظت نہ ہو سکی لہٰذا آہستہ آہستہ تمام کتب جو کہ آپ نے بہت

[۱] صدائے ملت مردان ۵ فروری ۱۹۵۸ء

محنت و ذوق سے اکٹھی کی تھیں لوگوں نے انہیں ضائع کر دیا
جس کے ہاتھ میں جو کتاب آئی وہ اسے لے کر چلتا بنا اور آج آپ کا کتب خانہ برائے نام ہے۔

اولاد امجاد

آپ کی اولاد امجاد میں سات صاحبزادگان اور چھ صاحبزادیاں تھیں آپ کی وفات کے وقت سوائے صاحبزادہ روح الامین صاحب کے باقی سارے صاحبزادے چھوٹے تھے جن میں حاجی صاحبزادہ فیضان اللہ صاحب صاحبزادہ عرفان اللہ صاحب ' الحاج صاحبزادہ الحمد للہ صاحب ' صاحبزادہ حسبنا اللہ صاحب شامل ہیں۔ جناب صاحبزادہ عرفان اللہ صاحب کچھ عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں جب کہ دو بیٹے صاحبزادہ المدح اللہ اور صاحبزادہ سبحان اللہ بچپن میں ہی وفات پا چکے تھے اور چار صاحبزادیاں ابھی بقید حیات ہیں جب کہ دو وفات پا چکی ہیں۔ آپ کی دو محترم آزواج بھی تاحال بقید حیات ہیں۔

حضرت مولانا صاحبزادہ الحاج الحمداللہ صاحب مدظلہ التعالی آپ کے سجادہ نشین ہیں اور اپنے علاقے کے پیر طریقت اور مناقب ارشاد ہستی ہیں۔ آپ درس نظامی سے فارغ التحصیل ہیں اور مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر طالبان حق کی رہنمائی فرما رہے ہیں آپ نہ صرف ایک باعمل عالم ہیں بلکہ باکمال صاحب طریقت اور مرشد و رہبر ہیں روزانہ دور نزدیک سے بیسوں عقید تمند آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے اور دعا کرانے کی غرض سے حاضر خدمت ہوتے ہیں آپ طالبان حق کو اپنی قیمتی ہدایات سے

روحانی تسکین بہم پہنچاتے ہیں اور درحقیقت اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر گامزن ہوکر شریعت و طریقت کی بھرپور خدمت فرمارہے ہیں۔

جناب صاحبزادہ فیضان اللہ صاحب بھی درسی نظامی سے فارغ التحصیل ہیں اور علاقے کی ایک سماجی شخصیت ہیں اور سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں لوگ آپ کو اپنے جرگوں میں مدعو کرتے ہیں اور آپ ان کے مسائل حل کرتے ہیں۔**آپ نہ صرف باعمل عالم ہیں بلکہ صاحب طریقت بھی ہیں**

حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلفائے طریقت

حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اندرون ملک بیرون ملک اور لاکھوں کی تعداد میں مریدین ہیں جنہوں نے آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کے طریقہ کو نہ چھوڑا اور تبلیغ دین میں مصروف کار ہیں اس کے علاوہ آپ نے بہت سے خلفائے طریقت کو بھی یہ امانت عطافرمائی

جن کی تفصیل مندرجہ زیل ہے

۱) مولانا میراگل صاحب المجاہد آباد وعمرزئی پشاور

۲) مولانا شہزادہ صاحب ترنگزئی

۳) حاجی شیرمحمد خان صاحب شبقدر

۴) حاجی محمد کریم صاحب المعروف نعت خوان شبقدر

۵) شیخ رحمت اللہ صاحب شیرپاؤ

۶) شیخ دیدار محمد صاحب باجوڑ

۷) حاجی مرجان صاحب (شاعر)

۸) سالار میر غوث صاحب
۹) مولوی شیر محمد صاحب مندیزی باجوڑ
۱۰) شیخ فردوس خان صاحب اتمانزئی
۱۱) حاجی محمد عمران صاحب پشتونگر پیبی
۱۲) سید صادق شاہ چوکی ممریز (دربشو خوئی)
۱۳) مولانا عبدالغفور صاحب (مدینہ منورہ)
۱۴) مولانا احمد علی صاحب کاٹلنگ مردان
۱۵) مولانا مسعود صاحب کاٹلنگ مردان
۱۶) حاجی آدم خیل ساکن عبدالخلیل (افغانستان)
۱۷) سید مبارک شاہ صاحب اکبر پورہ
۱۸) مولوی صوبت اللہ صاحب شاہ ڈھنڈ پشاور
۱۹) عبدالحمید کوہی ملا صاحب
۲۰) مولوی ولی اللہ صاحب اکبر پورہ
۲۱) محمد اعظم صاحب مانیری صوابی
۲۲) سالار حبیب شاہ صاحب مانیری صوابی
۲۳) شاد محمد کلابٹ پیر صاحب
۲۴) شیخ صاحب نواں کلے
۲۵) مولوی صاحب کالو خان صوابی
۲۶) حاجی عبدالرحمن صاحب (مدینہ منورہ)
۲۷) حاجی فضل اکبر صاحب غزگے ترنگزئی
۲۸) فضل حق صاحب باجوڑ

۲۹) فضل احد صاحب پکی کوپر
۳۰) سیف الرحمن باچہ صاحب گوجر گھڑی
۳۱) امام الدین صاحب المعروف مرزا صاحب باجوڑ
۳۲) امین الحسنات صاحب پیر مانکی شریف نوشہرہ
۳۳) حکیم صاحب ہوتی مردان
۳۴) عبدالحکیم صاحب کربوغہ شریف
۳۵) محمد شیر صاحب میسئی
۳۶) عبدالستار صاحب استاد ہڈہ شریف افغانستان
۳۷) ملا بزرگ چینہ افغانستان
۳۸) ملا حسین خان کوٹ افغانستان
۳۹) مولوی سراج گل صاحب ڈوڈہ کوہاٹ
۴۰) سید فضل ہادی پشاور
۴۱) سید غریب صاحب کوہاٹ
۴۲) عبدالحمید صاحب المعروف ملا طور صاحب حصار شاہی افغانستان
۴۳) حاجی محمد خان صاحب طوطالئی
۴۴) خان صاحب باجوڑ
۴۵) سید یوسف صاحب طوطالئی
۴۶) مولوی محمد حسن صاحب المعروف تنگی استاد ترنگزئی
۴۷)غلام سرور جان بنوں
۴۸) صاحب حق صاحب آف شیر گڑھ ملاکنڈ ایجنسی
۴۹) حاجی صحبت صاحب میرہ اتمانزئی

۵۰) پیر محمد پیش صاحب امام نیموڑی بابا رحمۃ اللہ علیہ

۵۱) مولانا محمد سعید دولت پورہ

۵۲) مولوی عمر گل صاحب ٹیٹارہ اکبر پورہ ☆

آپ کے خلفائے طریقت میں جناب حضرت مولانا میرا گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بعد آپ کے مشن کو جاری رکھا جو کہ آپ کے بعد آپ کے سجادہ نشین ہوئے ان کے مختصر حالات پیش کیے جاتے ہیں کیونکہ آپ نے شروع ہی سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت قریبی وقت گزارا

ؒ تجلیات سلاسل اربعہ از الحاج مولوی محمود جان قادری نقشبندی تکال بالا پشاور

حضرت شیخ مولانا میرا گل صاحب دامت برکاتھم مجاہد آباد عمرزئی

جناب حضرت مولانا میرا گل صاحب بن محمد افضل خان حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سجادہ نشین ہوئے آپ رشتہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے آپ موضع ملکانہ لنڈی کوتل شنواری قوم کے عالم خان شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی تاریخ پیدائش کے متعلق صحیح معلومات نہیں ہوسکی البتہ اتنا معلوم ہوا کہ آپ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں بہت چھوٹے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی اور پھر دینی تعلیم کی غرض سے اپنے علاقے سے نکل کر علاقہ کرمہ میں مقیم ہوئے اور حصول تعلیم میں مشغول ہوگئے آپ کرمہ میں زیر تعلیم تھے کہ حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ بھی کربوغہ شریف لائے جہاں آپ نے محمد عمر شاہ صاحب المعروف کربوغہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرمائی اور پھر وہاں سے کرمہ تشریف لائے اور میرا گل صاحب کو اپنی بیعت سے آگاہ کیا جناب صوفی محمد انور حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب حضرت میرا گل صاحب نے مجھے خواب سنایا کہ مسجد کربوغہ شریف میں حضرت باباجی کربوغہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کی طرف سے آرہے ہیں اور آپ کے پیچھے پیچھے حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ بھی آرہے ہیں اور میں مشرق کی طرف سے آرہا ہوں میں نے حضرت کربوغہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ تو حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ میرے چچا زاد بھائی ہیں حضرت کربوغہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ نے سلسلہ میں اسباق لئے ہیں تو

میں خاموش رہا۔ جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یہ ابھی کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک سبق لے لو تو میں پھر خاموش رہا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر عرض کی کہ یہ ابھی اپنی کتابیں پڑھ رہے ہیں فی الحال ان کو فراغت نہیں ہے۔ پھر آپ نے خواب کی تعبیر علم حاصل کرنے کی نکالی اور علم دین حاصل کرنے کی طرف پوری توجہ صرف کر دی اور تین سال تک وہاں کتابیں پڑھیں۔ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۱ء میں قید کیے گئے تو حضرت مولانا میرا گل صاحب کربوغہ تشریف لائے۔ اور ان کی جگہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اور جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ واپس آزاد ہو کر آئے تو آپ کربوغہ شریف سے واپس کرمہ تشریف لے گئے۔

اس کے بعد چند کتابیں توغہ (علاقہ کربوغہ) میں پڑھیں۔ پھر حضرت مولوی صاحب شب قدر سے جو ان دنوں کوہاٹ میں مقیم تھے علم حاصل کیا۔ جن کا مزار کوہاٹ میں ہے۔ پھر جب حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے للمہ ہجرت فرمائی تو آپ بھی ان کے ساتھ للمہ تشریف لے گئے۔ اور آپ کے مشورے سے دینی درسگاہ ھڈہ شریف میں داخلہ لیا۔ آپ نے وہاں سات سال تک علم حاصل کیا۔ اور ہر فن میں علم حاصل کیا اور سند فخری حاصل کی۔ اور بعد میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں للمہ قیام فرمایا۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ شریف میں بیعت ہوئے۔ آپ کا خلوت خانہ الگ تھا تقریباً" ۱۳۵۰ھ میں آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت فرمائی۔ آپ دوران قیام للمہ میں زیادہ تر توجہ طالب علموں کے درس و تدریس پر فرماتے تھے ایک طرف تو علم ظاہری کا درس و تدریس اور دوسری

طرف علم روحانی کی اشاعت فرماتے۔ اس طرح آپ نے علم دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔

جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ المجاہد آباد تشریف لائے تو آپ سے فرمایا کہ آپ یہاں رہیں جب حالات سازگار ہوں گے تو میں آپ کو اطلاع کروں گا۔

راستے میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا کہ علاقہ مہمند مقام خویزئی کے مولوی صاحب وفات پاچکے ہیں۔ اور ان کے فرزند ان کا کتب خانہ فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے ان سے تمام کتب خانہ خریدا۔ اور پھر مولانا میرا گل صاحب کو اطلاع دی کہ میں المجاہد آباد جا رہا ہوں۔ جب حالات سازگار ہوئے تو آپ اس کو بھی اپنی ساتھ لے کر آجائیں۔ چنانچہ جیسے ہی حالات سازگار ہوئے آپ نے تمام کتب کو اونٹوں کے ایک قافلہ کی شکل میں مجاہد آباد پہنچایا۔ اور اس طرح آپ کے طفیل کتب خانہ صحیح سلامت پہنچا۔ جو آج تک قائم و دائم ہے۔

جس طرح حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے محبت تھی۔ اسی طرح آپ کو بھی ان سے بہت زیادہ محبت تھی اور اسی اخلاص کی برکت سے آپ ہمیشہ ان کے ساتھ رہے۔ یہاں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی دورے اور بیعت خاص و عام فرماتے تھے اور آپ درس تدریس میں مشغول رہتے۔ اور افغانستان تک کے طلباء آپ سے علوم مروجہ کی کتابوں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں امامت کے فرائض آپ ادا فرماتے تھے۔ اسی طرح اکثر فتاوے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تصدیق کے بعد دستخط فرماتے تھے۔ اکثر مشکل مسائل

دین میں آپ ہی سے مشورہ اور تصدیق و تصحیح فرماتے تھے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ کو خلیفہ اعظم مقرر فرمایا گیا۔

اس موقعہ پر جید علماء کرام موجود تھے۔ جن میں علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ ' حضرت سید بادشاہ گل پیر سیدی صاحب ' مولانا شہزادہ صاحب ' حضرت مولانا اسرائیل صاحب ' وغیرہ قابل ذکر ہیں چنانچہ ان تمام علماء کرام نے بالاتفاق آپ کی دستار بندی فرمائی۔

۱۹۵۸ء سے آپ اسی مسند عالیہ پر مقرر ہوئے۔ تو آپ نے علوم ظاہری میں کمی کر دی علم روحانیت اور سلسلہ بیعت عام و خاص میں مشغول ہو گئے۔ اور ہر چہار سلسلہ ہائے قادریہ ' نقشبندیہ ' چشتیہ اور سہروردیہ میں فیوضات جاری فرمائے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ کو خرقہ خلافت حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا اور سلسلہ نقشبندیہ ' چشتیہ ' سہروردیہ میں حضرت کنواں (برمول) مولانا صاحب دوڑ خیل مہمند (جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

آپ دور حاضر میں اولیائے متقدمین کے زندہ نمونہ تھے ' آپ جامع شریعت و طریقت تھے اور علم ظاہری اور باطنی میں صاحب کمال تھے

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے امربالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم کارنامے

جناب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں جس شاندار طریقے سے امربالمعروف اور نہی عن المنکر اور وعظ نصیحت فرمائی اس کی مثال اس دور میں ملنی مشکل ہے۔ نہ صرف پاکستان میں بلکہ آپ نے ہمسایہ ممالک میں بھی اس عظیم کام کو جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تقاریر میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ جو بھی آپ کی تقریر سنتا خواہ وہ کیسا ہی بدعمل ہوتا فوراً اپنے اعمال بد سے توبہ کرلیتا۔ آپ لوگوں کی اصلاح کی کوششیں فرماتے۔ خاص کر داڑھی منڈوانے اور شادی بیاہ میں رقص سرور سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔ ضلع مردان میں آپ نے کونے کونے میں امربالمعروف کا کام سرانجام دیا جس کی وجہ سے وہاں آپ کو بڑی محبت سے یاد کیا جاتا ہے۔ آج بھی اگر آپ مردان جائیں تو دیکھیں گے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر سے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور وہ آپ کے زمانے کو یاد کرکے خوش ہونے لگتے ہیں۔ آپ نے اپنے پیرو مرشد حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خاص کر درج ذیل تین باتوں پر خصوصی توجہ فرمائی

۱۔ شادی بیاہ میں رخصتی شرعی محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز پر کرنا۔

۲۔ اور بچوں کا ختنہ طریقہ اسلامی کے مطابق کرانا تاکہ لوگ غلط رسومات سے بچ سکیں اور لوگوں کو فائدہ حاصل ہو اور گمراہی سے بچ سکیں۔

۳۔ مسلمانوں کے قتل و قتال اور جھگڑے وغیرہ کی صلح دونوں فریقین کے درمیان باہمی رضامندی سے کرانا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزِنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتُرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۞

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب یازدہم

حضرت حاجی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات



دنیا میں جتنے بھی اولیائے کرام رحمھم اللہ علیھم آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ روحانی طاقت عنایت فرمائی۔ ان ہستیوں کے ہاتھوں سے ایسے کارنامے ہائے نمایاں انجام پاتے ہیں جو انسانی عقل کے احاطہ سے باہر ہوتے ہیں اور انہیں عرف عام میں کرامت کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کو اس دولت سے خوب نوازا تھا۔ ہم یہاں آپ کی کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

ریل گاڑی کا واپس آنا

جناب ولی اللہ صاحب گنج پشاور جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان سے مروی ہے۔ کہ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۶ء میں حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو ہم سب لوگ آپ کو الوداع کہنے کے لئے آپ کے ساتھ پشاور ریلوے سٹیشن تک گئے۔ جب ہم سٹیشن پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا اور ہم سب لوگ نماز کی تیاری کرنے لگے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی شان تھی اور آپ کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا امامت کے لئے آگے نہیں ہوتا تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارک ایسی تھی کہ نہایت اطمینان سے نماز ادا فرماتے تھے اور چار رکعت نماز میں کافی وقت لگاتے تھے نہایت خشوع و خضوع سے نماز ادا فرماتے۔ اس لئے آپ نے نماز کی امامت فرمائی اور نماز شروع کی جب آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی تو گاڑی کے آنے کی آواز آئی اس وقت تقریباً" تمام حاجی صاحبان نماز ادا کر رہے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتنے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھا رہے ہیں گاڑی چلی جائے گی۔ لہٰذا وہ اپنی اپنی نماز کو چھوڑ کر جلدی جلدی اپنا سامان گاڑی میں ڈالنے لگے اور تقریباً بہت سے حضرات گاڑی میں بیٹھ گئے اور گاڑی چلی گئی۔ مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی نماز میں اسی طرح مستغرق رہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو دعا فرمائی آپ کی دعا کا طریقہ بھی دوسروں سے مختلف تھا آپ تین دعائیں فرماتے اور دعا بھی بہت لمبی فرماتے۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد پلیٹ فارم پر گاڑی کا انتظار کرنے لگے تو ریلوے کے ایک افسر نے آپ سے پوچھا کہ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں ؟ جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم حاجی حضرات ہیں اس پر اس نے کہا کہ آپ لوگ کیا کر رہے تھے گاڑی تو چلی گئی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمال اطمینان سے فرمایا کہ ہم نماز ادا کر رہے تھے یعنی آپ بتا رہے تھے کہ ہم جس کی نماز پڑھ رہے تھے گاڑی کا لے جانا اور لے آنا اس کے دست قدرت میں ہے۔

یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے جب ایک گاڑی جاتی تو پھر واپس بہت دنوں کے بعد آتی تھی ۔ لیکن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ باخشوع اور خضوع نماز ادا فرماتے تھے آپ کو اس کی ہرگز پرواہ نہیں تھی کہ گاڑی کے جانے کے بعد کیا ہوگا جی ہاں جو لوگ خدا کے ہو جاتے ہیں خدا بھی ان کا ہو جاتا ہے۔ اس افسر کے دل میں خدا نے کیا ڈالا کہ اس نے جلدی سے اگلے سٹیشن پر فون کیا تو پتہ چلا کہ گاڑی جہانگیرہ کے ریلوے سٹیشن پر پہنچنے والی ہے اس نے وہاں فون کیا کہ گاڑی واپس بھیج دیں کیونکہ حج پر جانے والے کچھ حضرات یہاں رہ گئے ہیں خدا کی شان دیکھئے کہ گاڑی وہاں سے واپس

آئی اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس میں سوار ہو کر کراچی کے لئے روانہ ہو گئے[1] ☆

کشف حالات

جناب ماسٹر مراد علی صاحب کہتے ہیں ایک دفعہ عمرزئی کی ایک مسجد میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک تقریب تھی اور اس تقریب میں بہت سے بزرگان دین موجود تھے۔ تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور ہم نے لوگوں کو آنے کی دعوت دے رکھی تھی مگر عین اسی وقت پتہ چلا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مردان کے علاقہ تخت بھائی گئے ہوئے ہیں۔ یہ علاقہ یہاں سے تقریباً ۱۵ میل دور تھا اور راستے کی خرابی اور ٹریفک کی عدم دستیابی کی وجہ سے آنا بہت مشکل لگ رہا تھا صاحبزادہ احمد جان صاحب نے یہ پروگرام بنایا تھا لہٰذا وہ پریشانی کی حالت میں کبھی ادھر جاتے اور کبھی ادھر اور غصے میں انہوں نے ایک ہنگامہ برپا کیا ہوا تھا۔ کہ یہ شیخ حضرات بھی کیا کرتے ہیں ؟ ہمیں پروگرام کے لئے وقت دیا تھا ہم نے لوگوں کو دعوت کر دی ہے اور وہ آ گئے لیکن حضرت شیخ ابھی تک خود نہیں پہنچ پائے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب عمرزئی کے علاقے میں بجلی اتنی عام نہیں تھی اور بہت کم گھروں میں بجلی موجود تھی۔ صاحبزادہ احمد جان صاحب غصے میں چلا رہے تھے اس وقت احمد جان صاحب کے ساتھ کچھ دوسرے بزرگ بھی موجود تھے اور سب ہی پریشان تھے کہ اتنے میں ماسٹر مراد علی کے ولد

[1] روایت ماسٹر مراد علی صاحب عمرزئی

صاحب کے کندھوں پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ رکھا اور پیشانی سے پسینہ خشک کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے احمد جان صاحب کا ہنگامہ تحت بھائی میں سنا اور پھر یہ کہتے ہوئے مسجد کی طرف چل پڑے اور ہم سب لوگ حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے[۵۹] ☆

مکرر کشف حالات

۱۹۵۸ء کی بات ہے جناب ناظم عبدالکریم صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی غرض سے چلا اس سے پہلے میں نے گھر میں غسل کیا اور غسل کرنے کے بعد میری عادت تھی کہ نئے کپڑے پہن کر عطر ضرور لگاتا تھا مگر اس وقت گھر میں عطر موجود نہیں تھا لہٰذا میں اسی طرح چل پڑا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا زیارت سے مشرف ہونے کے بعد واپس جانے لگا تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جیب مبارک سے عطر کی ایک شیشی نکالی اور وہ مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے ساتھ لے جاؤ آئندہ نئے کپڑے پہننے کے بعد آپ کے کام آئے گی۔ میں حیران ہو کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے متعلق سوچنے لگا کہ آپ واقعی صاحب کرامت بزرگ ہیں

---

[۵۹] روایت ماسٹر مراد علی صاحب عمرزئی

بیماری سے شفا

جناب عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ اسی طرح کا ایک اور واقعہ میرے ساتھ پیش آیا۔ گرمیوں کے دن تھے گھر کے کام کاج میں بہت تیزی کی تو مجھے سخت گرمی لگ گئی۔ میں نڈھال ہو کر ایک چارپائی پر گر پڑا اور میرے پیٹ میں شدید تکلیف ہونے لگی میں درد کی وجہ سے کروٹیں لے رہا تھا کہ اچانک میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چمن میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہیں میں آپ کے پاس جا کر ملتا ہوں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ تو جہاد کشمیر میں بالکل صحت مند تھے مگر یہ آپ کو کیا ہوگیا؟ میں نے عرض کی کہ آپ تو مجھے جہاد کے لئے لے گئے تھے مگر اس کے بعد آپ نے خبر ہی نہیں لی۔ اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو آپ کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں میں نے عرض کی کہ حضرت صاحب مجھے دعا کے ساتھ ساتھ دوا کی بھی ضرورت ہے جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہو اٹھو اور گھر میں اگر اجوائن موجود ہے تو پانی کے ساتھ کھالو انشاء اللہ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ لہٰذا میں خواب سے بیدار ہوا اور تھوڑی سی اجوائن پانی کے ساتھ کھالی۔ آپ یقین کریں کہ تھوڑی دیر بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا نصیب فرمادی[۹] ☆

---

[۹] روایت ناظم عبدالکریم صاحب شیوہ صوابی

خواب میں تلقین وظائف

یہ واقعہ راقم الحروف نے جناب سید کریم صاحب سکنہ تخت بھائی سے مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو المجاہد آباد عمرزئی میں سنا جن کی عمر تقریباً ۸۰ سال ہے اور آپ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں شمار ہوتے ہیں نہایت متقی اور پرہیزگار شخصیت ہیں۔ جناب سید کریم صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وظائف سیکھے اور انہیں پڑھنے کی اجازت لی۔ میں اپنے وظائف میں مصروف رہا کہ اس دوران حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے آپ کے غم میں ہزاروں عقیدتمند غمگین تھے مجھے خود بھی غم کے ہاتھوں دنیا جہاں کا ہوش نہیں تھا جب کچھ عرصہ بعد ذرا حوصلہ آیا اور میرے دل کو تھوڑا اطمینان ہوا تو مجھے اپنے وظائف کی فکر ہوئی اور میں نے ارادہ کیا کہ صبح جناب شیخ دیدار صاحب جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے اور باجوڑ میں رہائش پذیر تھے ان کے پاس جاکر اپنے وظائف مکمل کرلوں۔ یہ ارادہ کرکے میں رات کو اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے ساتھ جناب میرا گل صاحب جو کہ آپ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے اور آپ کے سجادہ نشین بھی اور جناب شہزادہ مولوی صاحب جو جماعت ناجیہ کے مفتی اعظم تھے وہ بھی موجود تھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور میرا گل صاحب اور مولانا شہزادہ صاحب سے فرمایا "انہیں اپنے درمیان میں جگہ

دے دو۔ اور انہیں کسی دوسری جگہ نہ جانے دو۔ پھر آپ نے مجھے ان کے درمیان بٹھا دیا اور مجھ سے فرمایا کہ آپ یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے" اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں صبح سیدھا حضرت میرا گل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں ان کے سامنے آیا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہ سید کریم صاحب رات کو کیا دیکھا ہے جس پر میں نے عرض کی کہ آپ کو کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ مجھے بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا ہے۔ کہ آپ کو وظائف کی اجازت دوں" اور پھر میں نے اپنے وظائف جناب میرا گل صاحب سے پورے کئے۔[1]

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میناروں کی عظمت دکھانا

ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کچھ ساتھی حج پر گئے۔ جب مکہ مکرمہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہنچے تو ان میں سے ایک نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ آپ اپنی نعتوں میں مدینہ منورہ کا ذکر بہت زیادہ کرتے ہیں اور خاص کر آپ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ میناروں کا ذکر اپنی نعت میں بہت خوبصورت انداز میں کیا ہے اور یہ تو ہمارے علاقے کی مسجدوں کے مانند معلوم ہوتے ہیں۔ اس بات پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آگئے۔ اور فرمایا "یہ تیری آنکھ ہے اگر تو ان کو میری آنکھوں سے دیکھے گا تو تجھے پتہ چلے گا کہ یہ مینار

---

[1] روایت سید کریم صاحب تخت بھائی

کتنی عظمت کے حامل ہیں" یعنی ہماری مساجد کے میناروں کی مسجد نبوی ﷺ کی عظمت کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ حضرت مجھے اپنی آنکھوں سے ان کی زیارت کرائیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ اب دیکھ لہٰذا اس شخص نے جب آپ مسجد نبوی ﷺ کے میناروں کو دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مسجد نبوی ﷺ کے مینار عرش تک پہنچے ہوئے تھے واقعی اولیاء کرام کی نظریں بہت دور تک دیکھتی ہیں جو کہ عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہوتی اور یہی وہ نظر ہے جو کہ مسجد نبوی ﷺ کے مینار آسمان تک دیکھتی اور دکھاتی ہیں[۹۵] ☆☆

اونٹ کا تابعداری کرنا

مندرجہ ذیل واقعات مجھے جناب کان مولوی صاحب سکنہ افغانستان حال نیپی جلوزئی کیمپ نے سنائے ہیں۔ جو کہ نہایت متقی اور پرہیز گار ہیں اور معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی دوستوں میں سے ہیں اور انہیں یہ فخر بھی حاصل ہے کہ ہجرت کے وقت للمہ میں زیادہ تر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ رہے۔ ان کی عمر اس وقت تقریباً" ۱۰۰ سال سے زائد ہے۔

جناب کان مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرا شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اور اسی وجہ سے میری عمر بھی کافی ہوگئی تھی جب حضرت حاجی

---

[۹۵] روایت پائندہ محمد صاحب المعروف پیر صاحب آف تھانہ ۲۰ اپریل بروز جمعرات ۱۹۹۵ء

صاحب سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے شادی کرنے کا مشورہ دیا۔ میں آپ کے سامنے انکار نہ کرسکا۔ لہٰذا میری شادی بھی آپ نے کرائی۔

شادی کے دن ہم نے سیرت النبی ﷺ کا پروگرام بنایا اور تمام وقت سیرت النبی ﷺ کے پروگرام اور دینی موضوعات پر علمائے کرام وعظ فرماتے رہے۔ جب بارات کی روانگی کا وقت ہوا تو ان دنوں موٹر گاڑیاں نہیں تھیں اور ڈولی اونٹوں پر لائی جاتی تھی لہٰذا رواج کے مطابق دوستوں نے ایک اونٹ کا بندوبست کیا اور اس پر ڈولی رکھنے کے لئے ایک پنجرہ بنایا گیا ہم سب لوگ محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے آکر اطلاع دی کہ اونٹ مستی میں جھوم رہا ہے اور وہ اپنے اوپر ڈولی والا پنجرہ رکھنے نہیں دیتا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت غصے سے شور مچانا شروع کر دیا اور اونٹ کو برا بھلا کہنے لگا اور ساتھ ہی واپس آکر تمام دوستوں اور علمائے کرام سے بھی گلے شکوے کرنے لگا کہ آپ کے ہاتھوں میں پانچ پانچ سو تسبیح ہیں اور آپ سے ایک اونٹ سیدھا نہیں ہوسکتا۔ میں نے مؤدب ہو کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی شکایت کی کہ آپ کی موجودگی میں اونٹ ایسی حرکتیں کر رہا ہے۔ جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور میرے ساتھ اونٹ تک آئے اور اونٹ کی پیٹھ پر تین دفعہ اپنا عصاء مبارک پھیرا۔ اونٹ جو مستی میں جھوم رہا تھا ایسا سیدھا ہوتا گیا جیسے وہ کسی کی بات کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو گیا ہے۔ پھر اس کی پیٹھ پر پنجرہ رکھا گیا اور اس کرامت کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اونٹ بالکل سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

تقویٰ اور پرہیز گاری

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شریعت کے سخت پابند تھے اور اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا بلند درجہ ومقام عطا فرمایا تھا جو کم لوگوں کو ملتا ہے۔ جناب کان مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ساتھی عبدالرسول صاحب نے مجھے ایک واقعہ سنایا کہ ایک دن میں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کھانے کی دعوت دی اور بہت اچھا کھانا تیار کروایا۔ کھانے میں ایک مرغ ذبح کرایا۔ جب کھانا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھا گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اس مرغ کو تین دن تک باندھ کر رکھا تھا میزبان نے عرض کی کہ نہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کھانے سے انکار فرمایا۔ یہ تھی وہ پابندی شریعت جس نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تقویٰ اور پرہیز گاری کے اتنے بلند مقام تک پہنچایا۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ یوں دریافت فرماتے تھے اور جب میزبان یقین دلاتا کہ میں نے مرغ کو تین دن تک باندھ کر رکھا ہے تو پھر آپ اس مرغ کے گوشت کو تناول فرما لیتے تھے۔ کان مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا تجربہ میں نے کئی بار کیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

آپ کی بدولت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہونا

جناب کان مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے ایک دوست عبدالحلیم صاحب کے ہاں گیا تو وہاں میری ملاقات ایک صاحب سے

ہوئی (جس کا نام مجھے یاد نہیں) جو کہ ایک متقی اور پرہیزگار انسان تھے اور سید گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک واقعہ سنایا فرمانے لگے کہ میں نے جناب صاحب حق صاحب آف رجڑ سے سبق حاصل کیے اور میں ایک دفعہ ان کے ساتھ حج پر گیا۔ مدینہ منورہ میں ایک شخص کے ساتھ میری ملاقات ہوئی جس کا نام محمد عمران تھا۔ اور وہ مردان کے علاقے کا رہنے والا تھا۔ نہایت خوبصورت چہرے والے اس شخص نے مجھ سے عرض کی کہ آپ سے ایک کام ہے لہٰذا وہ مجھے اپنے مکان میں لے گیا میں حیران تھا کہ یہ شخص کون ہے اور مجھے اپنے ساتھ کیوں لے کر آیا ہے؟ پھر اس نے کہنا شروع کیا کہ آپ کو لانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا تھا۔ اس لئے میں آپ کو ان کے متعلق ایک واقعہ سناتا ہوں۔

اس نے کہا کہ میں نے تقریباً ۳۱ حج کئے ہیں لیکن ان تمام حجوں میں باوجود سخت خواہش کے مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہوئی اسی طرح میں دل میں بہت غمگین تھا کہ مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی اور میرے حج قبول نہیں ہوئے۔

جب پھر حج پر آیا تو مَیں نے بہت زیادہ وظائف پڑھے اور ساری رات عبادت میں مصروف رہا کہ رات کے آخری پہر میری آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ خواب میں میری ملاقات حضور ﷺ سے ہوتی ہے اور آپ ﷺ نہایت شفقت سے مجھ سے ملتے ہیں اور جب آپ ﷺ جانے لگتے ہیں تو فرماتے ہیں۔ "اے محمد عمران تو اس بات پر خوش نہ ہو کہ میں نے تیرے ساتھ اتنی شفقت برتی بلکہ یہ شفقت صرف

اس لئے کی ہے کہ تو میرے عاشق حاجی محمد آمین کے ملک کا رہنے والا ہے" جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں بہت پریشان تھا کیونکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے نسوار استعمال کرنے کی وجہ سے مجھ سے ناراض تھے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ منع فرماتے تھے جب کہ میں استعمال کرتا تھا۔ لہٰذا اس وجہ سے میں بہت پریشان ہوگیا کہ کب جا کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے کئے کی معافی مانگوں۔ اسی کشمکش میں تین دن گزر گئے۔ ایک دن اچانک مجھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ننگے پاؤں مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے نظر آئے میں دوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاؤں پر گر پڑا اور آپ سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ آپ کی بدولت مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ لہٰذا آپ نے مجھے معاف فرما دیا۔

بے ادبی سے پیش آنے والے کا حال

جناب محمد حلیم باچا صاحب جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں اور کلابٹ ضلع صوابی کے رہنے والے ہیں اور اپنے گاؤں کی جامع مسجد میں خطیب ہیں۔ انہوں نے مورخہ یکم مئی ۱۹۹۵ء کو جناب رضوان اللہ صاحب نواسہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو یہ واقعہ سنایا۔

فرماتے ہیں کہ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میری عمر تقریباً" ۲۷ سال کے قریب تھی اور میں اس وقت پہلی دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے عرض کیا کہ فلاں شخص کی

بیٹی سے میری منگنی ہوئی ہے۔ اور وہ اب شادی کی تاریخ نہیں دے رہا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تسلی دی کہ آپ جائیں میں اس سے بات کرلیتا ہوں پھر آپ نے اس شخص کو مسجد میں بلوایا اور اسے اپنی بیٹی کی شادی کر دینے کا فرمایا۔ اس شخص نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ناشائستہ رویہ اختیار کیا اور صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس لڑکے کو اپنی بیٹی نہیں دیتا۔ اس کے جواب میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اتنا فرمایا کہ آپ کی مرضی۔

وہ شخص چلا گیا اور ہم عبادت سے فارغ ہو کر رات بسر کرنے کے لئے گھر چلے گئے ۔ میں صبح سویرے نماز سے پہلے مسجد گیا اور جب قرآن مجید اٹھانے کے لئے الماری کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص برآمدے کے ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھا ہے۔ اور اس کے منہ میں لمبی لمبی گھاس ہے۔ اور وہ گم صم بیٹھا ہوا ہے میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو اس بارے میں اطلاع دی وہ بھی آکر یہ تماشہ دیکھنے لگے۔ پھر میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ عرض کیا جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو وہ شخص آپ کے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگا۔ اور زاری کرتے ہوئے کہنے لگا کہ حضرت آپ مجھے معاف فرما دیں میں ابھی اپنی بیٹی کی تاریخ مقرر کر دیتا ہوں ۔ محترم راوی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہم نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے کہ جس نے بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گستاخی کی خدا نے اس کو اس دنیا میں ہی سزا دی ہے۔[۷۵]

---

[۷۵] روایت محمد حلیم باچا صاحب کلابٹ صوابی

کشف صدور

جناب حاجی فردوس خان صاحب تور ڈھیر جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ان الفاظ میں بیان کی۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۹۵۷ء کے حج سے واپسی پر میں اور میرے بیٹے آپ کے استقبال کے لئے کراچی تک گئے۔ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کراچی پہنچے تو ہم سب نے آپ کا استقبال کیا۔ ضروری کاروائی کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔ تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں شاندار تسبیح تھی میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ تسبیح حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ضرور کسی نہ کسی کو دیں گے اگر مجھے مل جائے تو کتنا اچھا ہوگا۔ ابھی میرے دل میں یہ خیال ہی آیا تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً" وہ تسبیح مجھے عنایت فرمادی اس وقت میرے دل میں ایک دوسرا خیال گزرا کہ میں نے تسبیح کی وجہ سے بہت سے دوسرے تحائف سے اپنے آپ کو محروم کر لیا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ضرور اپنی ساتھ کچھ نہ کچھ لائیں ہوں گے۔

ابھی اسی خیال میں غرق تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اوز فرمایا کہ میں آپ کے لئے اور بھی بہت کچھ لایا ہوں گھر چل کر آرام سے لے لینا اور میں یہ سن کر حیران رہ گیا کہ جو بات میرے دل میں گزر رہی ہے۔ اس کی خبر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہو رہی تھی اور میرے لئے آپ کی بزرگی کی یہ بڑی علامت تھی۔

کیچڑ میں چلنا اور اس کا جوتوں میں نہ لگنا

یہ واقعہ جناب حاجی عنایت خان صاحب عمر زئی کی زبانی معلوم ہوا فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۷ء کا آخری مہینہ تھا یا غالباً" ۱۹۵۸ء کا شروع کا زمانہ تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چارسدہ کے علاقے شب قدر میں ایک دینی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں اور میرے کچھ ساتھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے ۔ آپ بڑی دیر تک رات مسجد میں وعظ و نصیحت فرماتے رہے اور لوگوں کو اپنی عمدہ تعلیمات سے فیض یاب کرتے رہے۔ جب کافی رات گزر گئی تو ہم لوگ وہاں ایک ساتھی کے مکان میں آگئے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے ساتھ تھے کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رفع حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے ہمارا ایک ساتھی بھی آپ کی ساتھ گیا آپ جس کھیت کی طرف گئے اس میں پانی تھا اور تمام کھیت کیچڑ بنا ہوا تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کیچڑ میں چلتے گئے اور جب آپ رفع حاجت سے فارغ ہوئے اور واپس آئے تو ہمارا ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جوتے بالکل صاف تھے اور ایسا محسوس نہیں ہوتا تھا کہ آپ کیچڑ میں سے گزر کر گئے ہیں۔ جب ہمارے ساتھی نے ہمیں یہ بات بتائی تو ہم سب بھی حیران ہوگئے کہ یہ کیسے ممکن ہے مگر یہ سب کچھ ہم نے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا لہٰذا ہمیں آپ کی کرامت کا یقین آگیا۔

جیل کی کوٹھڑیوں کے تالے کھلنا اور ایک صاحب کا تائب ہونا

یہ واقعہ ۱۹۳۱ء کا ہے مہمند ایجنسی کے آخری کونے میں ایک گاؤں آباد ہے جس کا نام لعل پورہ ہے۔ اور یہاں ترگ زائی قوم آباد ہے اس گاؤں میں اختر محمد نامی ایک شخص رہتا تھا جو کہ نہایت بدعمل اور بدکردار تھا۔ کوئی بھی برا کام ایسا نہیں تھا جو کہ وہ نہ کرتا تھا۔ ان برے کاموں کی وجہ سے ایک دفعہ وہ پکڑا گیا اور اسے جیل بھیج دیا گیا اس کی خوش نصیبی یہ کہ اسے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ والے کمرے میں قید کیا گیا اس شخص نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض محبت سے تمام برے اعمال سے توبہ کرلی۔

بعد میں خود اختر محمد بیان کرتے ہیں کہ میں جیل میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا اور آپ روزانہ تمام قیدیوں میں دو دو انار تقسیم فرماتے تھے اور سب لوگ حیران ہوتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اتنے انار کہاں سے آتے ہیں؟ میں خود بھی حیران تھا کیونکہ لانے والا کوئی نہیں ہے اسی وجہ سے جیل والوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مجھے آخری کمرے میں بند کر دیا۔

اختر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ رات کا وقت تھا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیٹ میں شدید درد تھا اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے رفع حاجت کی ضرورت ہے اور جیل والوں نے تمام کمروں کو تالے لگائے ہوئے ہیں اور یہاں کوئی جگہ بھی نہیں پھر آپ نے اللہ کا نام لے کر تالے کو ہاتھ لگایا تو وہ کھل گیا اور اسی طرح تمام تالے خود بخود کھلتے گئے۔ جب

صبح جیل حکام نے دیکھا کہ تمام تالے کھلے ہوئے ہیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جب انہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے بعد ازاں آپ کو بند کمرے میں کبھی نہیں رکھا۔

اختر محمد صاحب کہتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے لئے خصوصی دعا فرمائی تو اللہ نے مجھے توبہ کی توفیق نصیب فرمائی۔ فضل اکبر صاحب نے بتایا کہ جیل سے رہائی کے بعد اختر محمد اتنا نیک اور پرہیز گار ہوگیا کہ کسی کو بھی یقین نہیں آتا تھا کہ یہ وہی آدمی ہے اس میں حد درجہ عاجزی و انکساری پیدا ہوگئی۔ اور وہ ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتا۔ اور کہتا کہ یہ ان کی دعاؤں کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنی مہربانی فرمائی اور مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا۔

مخالفوں کا مرعوب ہونا

یہ واقعہ لعل پورہ نامی گاؤں کا ہے۔ یہاں ایک عبداللطیف خان مہمند رہتا تھا۔ اس کے والد کا نام حاجی غلام حسین خان تھا۔ جو ضلع کنڑ تحصیل شیوہ میں (اولس وال) اسٹنٹ کمشنر تھے۔ جناب قاضی فضل اکبر فرماتے ہیں جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے علاقے میں آئے اور ہمارے ہاں قیام فرمایا تو اس وقت ہمارے علاقے میں دو مساجد تھیں جن میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی تھی۔ حاجی غلام حسین خان کو ریاکار شیخوں سے نفرت تھی اور کسی نے اس کے کانوں میں بھی یہ بات ڈال دی تھی کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بزرگی کی آڑ میں انگریزوں کے جاسوس ہیں اور

انگریزوں کے لئے کام کرتے ہیں۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس گاؤں کی ایک مسجد تور عباس خان میں نماز ادا فرمائی اور دوسرے لوگوں کو بھی کہا کہ وہ اسی مسجد میں آکر نماز پڑھیں عبدالطیف خان مہمند مذکور اور اس کے والد بھی اس مسجد میں نماز کے لئے آئے۔ جب غلام حسین خان کو پتہ چلا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آئے ہیں تو اس کے ماتھے پر شکنیں آئیں اور نماز پڑھ کر اس نے اپنے بیٹے کو اٹھایا اور وہاں سے چل دیا۔ عبدالطیف خان بازار تک پہنچے تھے کہ میرے والد صاحب کی قدموں میں ٹھہراؤ آگیا۔ وہ تھوڑا آگے چلے اور پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ یہ بید پکڑیں ہم اس مسجد میں وضو کرکے واپس حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلتے ہیں لہٰذا ہم واپس حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو مسجد کے اندر اور باہر تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی ہم حیران ہو گئے کہ اتنے لوگ یہاں کیسے آگئے ؟ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے اور یہ سارے لوگ یوں متاثر تھے کہ سب رو رہے تھے۔ ہم لوگ بھی وہاں ان کی تقریر سننے کے لئے بیٹھ گئے۔ تقریر کے اختتام پر ہم حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اور میرے والد صاحب نے آپ کو کھانے کی دعوت دی کہ آج آپ میرے مہمان ہوں گے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا کہ میں یہاں آپ سب کا مہمان ہوں اگر آپ برا نہ مانیں تو یہ مسجد چونکہ آپ سب کے امام کی جگہ ہے لہٰذا میں یہاں قیام کروں گا۔ کیونکہ اگر آپ کے ساتھ جاؤں گا تو دوسرے لوگ بھی اصرار کریں گے اور میرے پاس اتنا

وقت نہیں کہ دعوتوں میں مزے اڑاتا پھروں۔ لہٰذا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں تقریباً" چھ سات دن رہے۔ اور لوگ وہاں آکر آپ کی تعلیمات سے مستفید ہوتے رہے۔ عبداللطیف خان فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے شیدائی ہوگئے کہ تمام عمران کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے۔

راقم الحروف کے پوچھنے پر کہ والد صاحب کے کہنے پر جب آپ واپس ہوئے تو اس وقت کیا تاثر تھا؟ عبداللطیف نے بتایا کہ جب ہم دونوں گھر واپس جا رہے تھے تو راستے میں میرے کانوں میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آواز آئی جس سے میرے دل میں اتنا خوف پیدا ہوگیا کہ میں گھر نہ جاسکا پتہ نہیں آپ کی آواز میں کونسی تاثر تھی جس نے مجھے واپس مسجد جانے پر مجبور کر دیا۔

ایک جوان

یہ واقعہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید جناب عبدالواحد فضل آباد نے سنایا۔

فرماتے ہیں کہ میرا اکثر وقت حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزرتا تھا۔ ایک دن ہم علاقہ دھوبیان میں گئے اور وہاں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول شادی بیاہ کے پروگرام اپنے ہاتھوں سے ادا فرمائے۔ آپ کا معمول تھا کہ جس علاقے میں بھی جاتے وہاں بچیوں کے والدین کو راضی کراتے اور ان کی رخصتی اپنے مبارک ہاتھوں سے فرماتے

تھے۔ اس علاقے میں تقریباً" ۴۰ شادیاں مکمل کرنے کے بعد آپ واپس آنے لگے تو راستے میں ہمیں ایک شخص ملا اور اس نے کہا کہ ہمارے علاقے میں ایک خان صاحب ہیں جس کی ایک بیٹی جوان ہے اور وہ اس کی شادی نہیں کرتا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے سیدھے اس خان صاحب کے پاس پہنچے اور ان کو شادی کے متعلق فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس طرح کرنے سے مجھے ثواب ملے گا اور آپ کا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا اس نے کہا کہ میرا ایک بیٹا چھٹی پر آیا ہوا ہے۔ میں اس سے مشورہ کر کے آپ کو بتاتا ہوں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ مشورہ کرلیں۔ جب اس نے اپنے بیٹے سے کہا تو وہ بہت غصہ ہوا اور غصے کی حالت میں اپنے باپ سے کہا کہ یہ کون شخص ہے کہ ہماری بہن کی شادی کے بارے میں ہمیں کہے۔ اور وہ اس طرح غصے میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مسجد میں آیا۔ غصے کے ہاتھوں یوں مغلوب تھا کہ وہ جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہوگیا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ محراب میں تشریف فرما تھے جب آپ کی نظر اس لڑکے پر پڑی تو آپ نے اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ کون ہے ؟ اس کو مسجد سے باہر نکالو۔ آپ کے مریدوں نے اس کو باہر نکال دیا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جب رات کو وہ اپنے بستر پر سویا تو اچانک اس نے چلانا شروع کر دیا کہ کوئی میرے جسم میں سوئیاں چبھو رہا ہے۔ وہ درد کی شدت سے چلا رہا تھااور اس کی والدہ اسے بتا رہی تھی کہ آپ خواب دیکھ رہے ہیں۔ مگر وہ کہہ رہا تھا کہ یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنی والد سے کہا کہ مجھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جائیں میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگوں گا مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔ اور جیسے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس طرح کریں جب وہ اپنے بیٹے کو لے کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے اسے آگے آنے سے روک دیا۔ اس کے والد نے آپ کے کان مبارک میں کچھ عرض کی تو آپ نے اسے آنے کا اشارہ فرمایا اور وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے کیے کی معافی مانگی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت سے اسے معاف فرما دیا اور اس کی بہن کا نکاح پڑھوانے کے بعد وہاں سے تشریف لے آئے۔

آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ کا نرینہ اولاد سے نوازنا

اسی طرح عبدالواحد صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی اور میں نے اس کی خبر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجی آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے آٹھ نام ایک خط میں ارسال فرمائے جن میں پہلا نام "عبدالصمد" تھا لہٰذا میں نے اپنے بیٹے کا نام بھی "عبدالصمد" رکھا کچھ عرصہ بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے علاقے میں تشریف لائے اور آپ نے بچے کے بارے میں دریافت فرمایا میں نے عرض کیا کہ آپ کے ارسال فرمودہ ناموں میں سے پہلا نام رکھا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کاغذ کو اپنے پاس رکھو۔ بعدازاں آپ واپس تشریف لے گئے۔ اور مذکورہ کاغذ میں نے اپنے پاس محفوظ رکھ لیا۔

میرے ایک دوست کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوتی تھی اور وہ دوسری

شادی کرنے پر بضد تھا۔ میں نے اسے روکا۔ مگر وہ اصرار کرتا رہا آخر میں نے اسے حضرت حاجی صاحب ﷫ کا عنایت فرمودہ وہ کاغذ دیا اور کہا کہ کچھ عرصہ آپ صبر کرلیں پھر شادی کر لینا لہٰذا وہ کاغذ لے کر چلا گیا اور دوسرے سال اللّٰہ تعالیٰ نے اسے ایک بیٹا عطاء فرمایا۔ اور اس نے اس کاغذ سے دیکھ کر بیٹے کا نام رکھا بعد ازاں اس کے ہاں یکے بعد دیگر پانچ اور بیٹے پیدا ہوئے اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت حاجی صاحب ﷫ کی یہ سچی کرامت تھی کہ آپ نے مذکورہ کاغذ پر آٹھ نام تحریر فرمائے تھے لہٰذا مجھے دو بیٹے اور اس دوست کو اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹے عطاء فرمائے میرا وہ دوست آج بھی حیات ہے اور اس کے مذکورہ بیٹے حضرت حاجی صاحب ﷫ کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں کہ ہم وہ خوش قسمت ہیں کہ ہمارے نام حضرت حاجی صاحب ﷫ نے ہماری پیدائش سے پہلے ہی تجویز فرما دیے تھے۔ راقم الحروف نے ان میں سے ایک لڑکے عبدالصمد کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس کے ساتھ بات چیت کی ہے۔

آپ کی نصیحت نہ ماننے پر خوشی کا غم میں بدل جانا

یہ واقعہ جناب خان محمد صاحب بڈھ بیر کندے ماما خیل کی زبانی معلوم ہوا

ایک دفعہ ہم شیخ محمدی میں جناب مولوی عبدالخالق صاحب کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آکر ہمیں بتایا کہ ساتھ والے گاؤں میں عجب

خان ولد یعقوب کے حجرے میں رقص و سرور کی محفل لگی ہوئی ہے جہاں ناچنے والی طوائفیں بھی ہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم دونوں کو ساتھ لیکر چل پڑے چونکہ مولوی عبدالخالق صاحب کمزور تھے اس لیے میں نے ان کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گاؤں کے دو معتبر اشخاص جو کہ بھائی تھے کے بیٹوں کا ختنہ ہے اور انہوں نے عجب خان کے حجرے میں رقص و سرور کی محفل برپا کی ہوئی ہے۔ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو لوگ آپ کو دیکھ کر حجرے سے بھاگ گئے۔ اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک چارپائی پر کھڑے ہوگئے اور نعت شریف شروع فرمادی۔ پھر آپ نے وہاں موجود لوگوں کو حجرے کی بری عادت سے منع فرمایا۔ ان سب نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ ایسا ہرگز نہیں کریں گے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔

کچھ دیر بعد پتہ چلا کہ ان لوگوں نے پھر سے محفل سجائی ہوئی ہے جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنا فرض پورا کردیا ہے اب خدا کی مرضی کہ وہ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے۔ خان محمد صاحب فرماتے ہیں کہ یہ میری آنکھوں دیکھا حال ہے کہ وہ خوشی ان کے غم میں بدل گئی

آپ کے ساتھ گستاخی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا

دوسرا واقعہ بھی خان محمد صاحب کی زبانی معلوم ہوا

فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ایک شخص کے بیٹے کا ختنہ تھا اور اس نے بھی رقص و سرور کی محفل سجائی ہوئی تھی دن کا وقت تھا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ساتھی حاجی محمد صاحب کے ساتھ ان کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا کہ ساتھ میں رقص و سرور کی محفل جمی ہوئی ہے تو آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جب آپ حجرے میں پہنچے تو آپ نے وہاں موجود لوگوں سے اس برے کام کو ختم کرنے کو کہا مگر جس شخص نے محفل سجا رکھی تھی اس نے آپ کے ساتھ کافی گستاخی کی اور کہا کہ آپ کون ہوتے ہیں ہمیں منع کرنے والے۔ اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔ کچھ عرصہ بعد خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہی شخص جس نے آپ سے گستاخی کی تھی اس طرح دیوانہ ہوا کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اور وہ شخص اتنا ذلیل و خوار ہوا کہ لوگوں کے لئے ایک مثال بن گیا۔ گویا کہ یہ سب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گستاخی کرنے کی وجہ سے ہوا۔

مصیبت سے آگاہ فرمانا

یہ واقعہ مجھے جناب سید کریم صاحب تخت بھائی نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں بیٹھ کر سنایا۔

فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور میں گاؤں سے قرآن ختم شریف کے لئے المجاہد آباد شریف آیا ہوا تھا۔ کیونکہ حضرت حاجی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر رمضان المبارک میں دو تین ختم شریف فرماتے تھے۔ نماز ظہر کے بعد میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پیشانی مبارک پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک کو ایک جھٹکا دیا پھر دوسری اور تیسری بار جھٹکا دینے کے بعد آپ نے "**اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**" پڑھا۔

راوی فرماتے ہیں کہ آپ کے ایسا کرنے سے احقر کو بھی تھوڑی پریشانی ہوئی اس کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ آپ گھر چلے جائیں آپ کے گھر میں پریشانی ہے مگر میں نے عرض کیا کہ حضرت میں ختم شریف کے بعد ہی جاؤں گا۔ واقعہ کے دوران میں میرے نزدیک عبدالواحد صاحب بھی موجود تھے۔ انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی کہ مجھے بھی اسی طرح یاد ہے۔ کیونکہ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو گھر جانے کا فرمایا تھا اس وقت ان صاحب کی بیٹی فوت ہوچکی تھی اور میں فضل آباد سے ان صاحب کی بیٹی کی موت کی خبر لے کر آیا تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سید کریم صاحب کو جانے کا فرمایا تھا مگر وہ نہیں جا رہے تھے جب بعد میں میں نے انہیں بیٹی کی موت کی خبر سنائی تو وہ حیران رہ گئے تھے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت الٰہی سے اطلاع آنے سے پہلے ہی خبر ہوگی۔ اس کرامت کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کشف مصیبت

یہ واقعہ مجھے جناب عبدالغفار خان ملیانو کلے ترنگزئی حال چارسدہ

نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت میں بیٹھ کر سنایا تاکہ واقعہ میں غلطی کی کوئی گنجائش نہ رہ جائے۔

فرماتے ہیں۔ کہ میں اکثر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ایک دن میں آپ نے عرض کیا کہ آپ احقر کو وظیفہ عطا فرمائیں یا عاجز کو اپنی فقیری میں لے لیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ فقیری کے قابل نہیں کیونکہ فقیری بہت مشکل کام ہے اور آپ کے کندھوں پر گھر کی ساری ذمہ داری ہے۔ اگر آپ فقیری کریں گے تو ان کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے آپ فقیری نہ کریں اسی طرح میرے والدین کی خدمت کی غرض سے آپ مجھے جہاد کشمیر بھی نہ لے جاسکے

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے ایک عزیز کے ہاں جا رہا تھا۔ راستے میں ایک دریا پڑتا تھا۔ لہٰذا میں ایک کشتی میں سوار ہوگیا دریا کے بالکل درمیان میں کشتی غرق ہوگئی اور میں پانی میں غوطے کھانے لگا اور میں ڈوبنے کے قریب ہوگیا۔ اس وقت میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے کھڑے ہیں اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کیوں ڈر رہے ہو کھڑے ہو جاؤ یہ دیکھو میں بھی یہاں کھڑا ہوں جب میں نے دیکھا تو آپ پانی کے درمیان کھڑے تھے اور پانی بہت تھوڑا معلوم ہوتا تھا۔ لہٰذا میں نے بھی پاؤں لگائے اور کھڑا ہوگیا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ہم خشکی پر چل رہے ہیں جب ہم کنارے پر پہنچے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کنارے پر کھڑے تھے اور میں نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا جب اوپر دیکھا

تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ غائب ہو چکے تھے۔ میں دل میں بہت حیران ہوا
کچھ دنوں بعد جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے سختی
سے منع فرمایا کہ میری زندگی میں اس واقعہ کو کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا
اور میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اپنے والدین کے سامنے بھی ظاہر نہیں
کیا اور آج آپ کے سامنے اس کا ذکر کر رہا ہوں اور وہ بھی حضرت حاجی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے اندر بیان کر رہا ہوں۔

دعا کا اثر

یہ واقعات مجھے جناب حاجی جعفر خان حیات آباد پشاور کی زبانی معلوم ہوئے۔

جناب جعفر خان صاحب فرماتے ہیں کہ احقر ۱۹۵۶ء میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کراچی کے حاجی کیمپ میں تھا اور بندہ بھی آپ کے ساتھ حج پر گیا تھا۔ مگر اس روز میرے ساتھ نہایت تکلیف دہ واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ جب ہمارے جہاز کی روانگی کا دن آیا تو ہمیں حکم ملا کہ ۳ بجے سہ پہر کو سفینہ عرب کیماڑی سے روانہ ہوگا۔ لہٰذا میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر کچھ تھوڑا سلف لینے کے لئے کراچی گیا۔ اور ایمپرس مارکیٹ کراچی میں مختلف دکانوں سے سودا خریدنے کے بعد اپنے ایک رشتہ دار کی دعوت پر دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے چل پڑا مگر تھوڑا سفر کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ میرا پاسپورٹ میری جیب میں نہیں ہے۔ لہٰذا ٹیکسی والے کو واپس جانے کا کہا اور پھر مارکیٹ آیا مگر پاسپورٹ کا پتہ نہیں چلا۔ میں بہت پریشان تھا کیونکہ پاسپورٹ کے ساتھ میرا ٹکٹ اور میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی تھا۔ اور تینوں چیزیں گم ہو گئی تھیں لہٰذا اب تو میرا جانا بہت مشکل تھا۔ اسی پریشانی میں میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں بھی گیا مگر سب نے لاعلمی ظاہر کی لہٰذا میں جہاز کے عملے کے پاس گیا اور ان سے بات چیت کی انہوں نے کہا کہ آپ جہاز پر سوار نہیں ہوسکتے کیونکہ آپ کے پاس تینوں میں سے کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ میں روتا ہوا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو آپ نے احقر سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے

؟ بندہ نے عرض کیا کہ میرا پاسپورٹ معہ سب کاغذات گم ہوگیا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا خیر کرے گا اور سب دوستوں سے فرمایا کہ دعا کریں کہ جعفر خان ہمارے گروہ سے رہ نہ جائے اور ہمارے ساتھ حج پر جائے پھر مجھے تسلی دی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ کر میں دوبارہ جہاز کے عملے کے پاس آیا مگر انہوں نے پھر بھی اپنی مجبوری ظاہر کی کہ بغیر کاغذات کے ہم کسی کو سوار نہیں کرسکتے۔ اسی دوران میں ایک شخص میری طرف بڑھا اور کہاں کہ تمہارا پاسپورٹ گم ہوا ہے میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے پاسپورٹ میرے حوالہ کیا اور وہاں سے غائب ہوگیا میں حیران تھا کہ یہ شخص کون تھا؟ مگر وقت کی کمی تھی میں جلدی جلدی اپنا سامان لے کر پہنچا تو جہاز کے جانے میں تھوڑا سا وقت باقی تھا لہٰذا جہاز پر سوار ہوگیا۔ یہ سب کچھ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا اثر تھا۔ کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ احقر حج پر جاسکا۔

اللہ نے جہاز کو تباہی سے بچالیا جس میں آپ سوار تھے۔

دوسرا واقعہ بھی سفینہ عرب کے روانگی کے کچھ دنوں بعد ہوا۔ جب ہم نے کچھ فاصلہ طے کر لیا تو ایک دن سخت طوفان آیا اور جہاز کے ایک حصے جس میں ایک ہک لگا ہوتا ہے وہ اپنی جگہ سے سرک گیا اور جہاز میں پانی آنا شروع ہوگیا جہاز کا کپتان جو کہ سویڈن کا رہنے والا تھا اس نے ہنگامی حالت کا اعلان کیا اور سب نے لائف جیکٹ پہن لی اور جہاز میں موجود چھوٹی کشتیوں کو سمندر میں پھینک دیا گیا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دنیا و مافیہا سے بے نیاز جہاز کے عرشہ پر تشریف فرما اپنے وظائف میں مصروف تھے۔ کہ یکایک وہ ہک واپس اپنی جگہ آکر فٹ ہوگئی اور پانی بند ہو گیا۔ جہاز کا کپتان حیران تھا کہ یہ کیسے ہو گیا ہے کیونکہ تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ یہ ہک ٹوٹ جائے اور پھر واپس اپنی جگہ پر آجائے اور جہاز تباہی سے بچ جائے اس جہاز میں ضرور کوئی ولی اللہ موجود ہے۔ جس کے فیض و برکت سے جہاز تباہی سے بچ گیا ہے حاجی جعفر خان صاحب کہتے ہیں کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں کیونکہ میں اس جہاز پر خود بھی سوار تھا۔

حرم کعبہ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا

حاجی جعفر خان صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شریعت کے اتنے پابند تھے کہ وہ معمولی سے معمولی خلاف شرع کام کرنے والے کو بھی فوراً منع فرماتے تھے آپ نے کبھی بھی اس بات کی پرواہ نہ کی کہ خلاف شرع کام کرنے والا چھوٹا ہے یا بڑا۔

۱۹۵۶ء کے حج کے اختتام پر غالباً تیسرا دن تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی جعفر خان حرم پاک کی ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران میں ایک مصری جو کہ حج سے فارغ ہو چکا تھا آیا اور اپنے سامنے ایک شیشہ رکھ کر شیو کرنے (اپنی داڑھی مونڈنے) لگا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس چیز کو برداشت نہیں کرسکتے تھے لہٰذا آپ وہاں سے اٹھے اور جا کر اس مصری کو گریبان سے پکڑا اور اس کو سمجھایا کہ اس پاک جگہ پر

بھی تم خلاف شرع کام کرتے ہو اس پر اس نے گستاخی شروع کر دی اور ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ اور کئی دوسرے مصری لوگ بھی وہاں جمع ہو گئے مگر یہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت تھی کہ کسی کو کچھ کہنے کی جرات نہیں ہوئی اور یوں وہاں بھی آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہیں چھوڑا

آپ کی بات نہ ماننے والے کا نادم ہونا

یہ واقعات جناب صوفی محمد انور صاحب شیدو جن کی عمر ۶۰ سال ہے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں نے سنائے ہیں۔

جناب انور صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کوہاٹ میں حاجی بہادر صاحب کی مسجد میں دستار بندی کی تقریب تھی جس میں انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دے رکھی تھی بندہ بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کوہاٹ گیا اور جلسہ میں شرکت کی۔ پروگرام کے مطابق سب سے پہلے جناب احتشام الحق صاحب نے اپنی تقریر کرنا تھی۔ جس کا وقت رات ۸ بجے تھا اس کے بعد ایک دوسرے صاحب جو کہ مفتی صاحب کے نام سے مشہور تھے رات 10 بجے ان کی تقریر تھی اور صبح 8 بجے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر تھی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی صاحب سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ رات ۱۰ بجے مجھے تقریر کرنے دیں اور صبح ۸ بجے آپ تقریر کرلیں۔ مگر انہوں نے انکار کیا کہ میں تو رات ۱۰ بجے ہی تقریر کروں گا۔ پاس بیٹھے ہوئے ایک دوسرے شخص نے مفتی صاحب

سے کہا کہ آپ ان کو نہیں جانتے یہ تو پہنچے ہوئے بزرگ اور درویش ہیں مفتی صاحب نے کہا کہ میں ایسے درویش کو نہیں مانتا پھر رات ۸ بجے احتشام الحق صاحب نے تقریر کی اور ان کی تقریر کے بعد مفتی صاحب مذکور تقریر کے لیے سٹیج پر آگئے خدا کی شان کہ آسمان پر کالے بادل آگئے اور بارش شروع ہوگئی اور مفتی صاحب وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ بیٹھ گئے اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سٹیج پر تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ لوگ آرام سے بیٹھ جائیں بارش انشاء اللہ رک جائے گی اور پھر جیسے ہی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر شروع کی بارش رک گئی اور بادلوں کا دور دور تک نام و نشان بھی نہ رہا اور حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۰ بجے رات ہی تقریر شروع فرمائی جیساکہ آپ نے مذکورہ مفتی صاحب سے فرمایا تھا کہ دس بجے مجھے تقریر کرنا ہے۔

غیر شرعی امور کی حامل دعوت چھوڑنے پر عمدہ کھانا نصیب ہونا

کوہاٹ جنگل خیل میں ایک شخص رہتا تھا جو کہ پیر صاحب کے نام سے مشہور تھا ایک دن وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوااور آپ سے عرض کیا کہ میں آپ سے بیعت کرنا چاہتاہوں مگر اس وقت کروں گا جب آپ مجھے اپنی کوئی کرامت دیکھائیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایاکہ میں فقیر درویش آدمی ہوں لہٰذا کہاں میں اور کہاں کرامت ؟ اس دوران میں ایک شخص شادی کی دعوت دینے آیا جو پراچاگانو میں ہو رہی تھی جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا

کہ شادی پر آپ نے کوئی تماشاوغیرہ تو نہیں کیا پاس کھڑے ہوئے ایک شخص نے عرض کیا کہ رات کو ناچ گانے کی محفل میں دوطوائفیں بھی تھیں جس پر حضرت حاجی صاحبؒ نے بہت افسوس فرمایا اور کھانا کھانے سے انکار کردیا

جنگل خیل میں ایک پہاڑ پر ایک مقبرہ تھا حضرت حاجی صاحبؒ اپنے مریدوں کے ساتھ وہاں عازم ہوئے جب حضرت حاجی صاحبؒ پہاڑ کے درمیان میں پہنچے تو وہاں ایک آدمی نظر آیا جس نے وہاں مقبرے میں دو دیگیں چاول اور چھوٹا گوشت پکایا تھا اور اس فکر میں تھا کہ یہ کھانا بہت زیادہ ہے مگر کھانے والے کم ہیں جب اس نے حضرت حاجی صاحبؒ کے متعلق سنا تو بہت خوش ہوا کہ آپ سے ملاقات ہوگی اور یہاں جو پروگرام ہے اس میں آپ بھی شریک ہوجائیں گے جب پیر صاحب کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ بھی وہاں پہنچ گئے اور حضرت حاجیؒ سے عرض کیا کہ آپ نے یہاں عمدہ کھانا دیکھا تھا اس لیے آپ وہاں تشریف نہیں لے گئے اس پر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ پیارے بات یہ نہیں دراصل وہ کھانا رقص وسرور کی وجہ سے حرام تھا اور اسے چھوڑنے پر انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عمدہ کھانا عنایت فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ کی اس بات کا پیر صاحب پر بہت اثر ہوا اور انہوں نے حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت لی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد فرمانے پر حج پر جانا

یہ واقعہ سکندر خان ولد محمد حسن سکنہ للمہ حال مہاجر پاکستان نے سنایا فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت آپ ہر سال حج پر کیوں نہیں تشریف لے جاتے حالانکہ اگر آپ چاہیں تو جاسکتے ہیں اس کے جواب میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "کُلہ خبرہ دا سے نہ دہ" پیارے بات ایسی نہیں دراصل بات یہ ہے کہ جب حضور ﷺ خود یاد فرمائیں تو میں جانے کے لئے تیار ہوتا ہوں اور پھر میری راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی

آپریشن کرانے کے بعد ڈاکٹر کے منع کرنے کے باوجود کھڑے ہو کر نماز ادا فرمانا

یہ واقعہ جناب عبدالرؤف صاحب نے خلیل الرحمٰن صاحب سے نقل کرتے ہوئے سنایا

فرماتے ہیں ۱۹۵۷ء میں جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں زیر علاج تھے تو احقر بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کے لیے موجود تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی بیماری کے سلسلے میں جس کا مجھے پتہ نہیں چل سکا اور غالباً گمان یہی ہے کہ پیٹ کے کسی حصے کا اپریشن تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ڈاکٹر نے عرض کی تھا کہ آپ بستر سے نیچے ہرگز تشریف نہ لائیں گے۔ خلیل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ تقریباً آدھی رات کا وقت تھا کہ احقر رفع حاجت کے لئے

کمرے سے باہر گیا اور جب تھوڑی دیر بعد آیا تو دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زمین پر کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں میں نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت ڈاکٹر نے منع کیا تھا کہ آپ بستر سے نیچے نہیں اتریں گے مگر آپ نیچے آکر نماز پڑھ رہے ہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے تو یاد نہیں! آپ نے نماز پڑھی اور پھر دوبارہ بستر پر لیٹ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نماز کی ادائیگی کی جو فکر عطا فرمائی تھی آپ نے اس کے مطابق پورے خشوع و خضوع سے نماز ادا فرمائی قیام، رکوع، سجود قومہ، التحیات سب حسب معمول پورے آداب و خیال سے ادا فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپریشن کے تمام نقصانات سے محفوظ رکھا۔

ایک عقیدت مند کا روحانی بابرکت خواب

مولانا عبدالرؤف صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ ہم جیسے لوگ بھی عزت کی زندگی گزار رہے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں اصحاب رضی اللہ عنہم یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک کے پیچھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور سب سے پیچھے پیچھے میں جا رہا ہوں کچھ فاصلے کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجاء کی کہ اپ میرے اس طالب علم کے لئے دعا فرمائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

التماس پر میرے لئے دعا فرمائی۔

آپ کی برکت سے بنجر زمین لہلہاتے کھیتوں میں بدل گئی

پشتو میں للمہ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں پانی نہیں ہوتا مگر جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں اپنے رہنے کے لیے ایک مکان بنایا[۱] ☆

محمد عزیز صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے علاقہ میں تشریف لائے۔ تو اس وقت ہمارے گاؤں میں کل ۶۰ مکانات تھے اور ہمارے ہاں پانی کی بہت زیادہ قلت تھی۔ پینے کے لئے بھی پانی دور دور سے لانا پڑتا تھا۔ لہٰذا ایک دن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سب گاؤں والوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ یہاں کاریز کھودتے ہیں مگر آپ سب کو پہلے وعدہ کرنا ہوگا کہ اگر یہاں کاریز کامیاب ہوگیا تو اس کا پانی نہیں بیچوگے۔ کیونکہ پانی بیچنا خلاف شرع ہے۔ اور جس کسی نے پانی فروخت کیا۔ وہ ایک بیل ۲۵ من چاول اور مکان جلانے کی سزا کا مستحق ہوگا۔ سب نے وعدہ کیا اور آپ نے اللہ کا نام لے کر سات کنکریاں دم کرکے کاریز والی جگہ پھینکی اور کاریز کی کھدائی شروع کی اور خدا کے فضل سے وہاں پانی نکلنا شروع ہوگیا۔ محمد عزیز صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقہ میں پانی کی عدم موجودگی کے باعث فصل نہیں ہوتی تھی اور ہماری زمین ریگستانی تھی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تشریف لانا بابرکت ٹھہرا ہماری

---

[۱] روایت قاضی فضل اکبر صاحب حال پاکستان

زمینیں زرخیز ہوگئیں اور وہ زمین ایسی فصل دینے لگی کہ میدانی علاقہ کی زمین بھی ایسی فصل نہ دیتی تھی۔ ہماری زمین پر گنا کی پیداوار ایسی ہوئی کہ ایک ایک گنا ۳ کلو اور اس کی لمبائی سات آٹھ فٹ تک تھی۔ اور تمام گاؤں والے اس پانی کو استعمال کرتے تھے کاریز سے انہوں نے پانی ایک نالی کے ذریعے دوسرے کنوئیں تک پہنچایا جس سے پانی بہہ کر دوسرے کنوئیں تک جاتا جس کو لوگ وضو اور نہانے کے لئے استعمال کرتے تھے اور جتنا عرصہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں قیام فرمایا۔ بہت عمدہ فصل ہوتی رہی۔ مگر آپ کے تشریف لے جانے کے بعد وہ ویران ہوگئی☆[1]

اگر افغانستان پر روسی فوج حملہ نہ کرتی تو آج بھی وہ کنواں آپ کی یاد کو زندہ کیے ہوئے ہوتا۔ کیونکہ روسی فوج نے اس تمام علاقے کو مٹی کا ڈھیر بنا دیا ہے۔ اور راقم الحروف نے خود اپنی آنکھوں سے وہاں جا کر اس جگہ کو دیکھا ہے۔ جس کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم انسان نے آباد فرمایا تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں جو مسجد تعمیر فرمائی تھی اس کو بھی روسی فوج نے شہید کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی شنواری قبیلے کی ۱۰ تحصیل جو کہ ۱۴ قوموں پر مشتمل ہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں دن رات آنسو بہاتے ہیں۔ وہ مسجد اور مکان آج بھی حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے مگر روسی فوج کے حملے کے بعد ایک بار پھر للمہ کی زمین ویران ہوگئی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اولیاء اللہ جہاں بھی قدم رکھتے ہیں وہاں مٹی بھی سونا ہو جاتی ہے۔

---

[1] روایت محمد عزیز صاحب للمہ افغانستان روبرو جناب حافظ مشفق صاحب اور شہنشاہ صاحب عمرزئی

خانوں کی بجائے ایک پارسا بڑھیا کی دعوت قبول فرمائی

یہ واقعہ جناب قاضی فضل اکبر صاحب کی زبانی معلوم ہوا۔

فرماتے ہیں کہ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہجرت کر کے تشریف لے جا رہے تھے تو راستہ میں لعل پورہ نامی ایک گاؤں آتا ہے جہاں آپ نے قاضی شاکر اللہ صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ وہاں پر اس علاقے کے سرکردہ خان اور سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو دعوتیں دیں کہ آپ ہمارے پاس آکر قیام فرمائیں آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ ناراض نہ ہوں میں یہاں قاضی صاحب کے ہاں رہوں گا۔ کیونکہ یہ آپ کے مسجد کے امام بھی ہیں اس لئے آپ سب کے لئے میں یہاں رہوں گا لہٰذا سب نے آپ کی بات سے اتفاق کیا۔ قاضی فضل اکبر صاحب فرماتے ہیں کہ میری ساس کی ماں ایک نہایت متقی اور پرہیز گار خاتون تھیں اور وہ سال میں چھ ماہ روزہ رکھتی اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔ انہوں نے بہت سے وظائف حضرت امیر محمد المعروف چکنور ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیئے تھے۔ ان کی وفات کے بعد اس خاتون کو خواب میں وظائف ملنے شروع ہوگئے ان کے داماد جناب نور خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کی ساس کا کہنا ہے کہ ایک شخص نورانی شکل والے جن کے سر پر کالی پگڑی ہے اور کندھوں پر سبز چادر اور لمبا قد و قامت ہے مجھے خواب میں وظائف عطا فرماتے ہیں تقریباً" اس بات کو چھ سات سال ہوچکے ہیں اس دوران میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف فرما ہوئے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت کے متعلق سن کر کہ اس شکل و

صورت کے ایک شخص آئے ہیں جن کے سر پر کالی پگڑی ہے اور کندھوں پر سبز چادر اوڑھے ہوئے ہیں میری ساس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ ضرور وہی شخص ہیں جو مجھے خواب میں وظائف عطا فرماتے ہیں۔ میری ساس صاحبہ نے مجھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ آپ جا کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چائے کی دعوت پر تشریف لانے کے لئے عرض کریں۔ تورخان جلدی جلدی قاضی شاکر اللہ صاحب کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اس طرح میری ساس صاحبہ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چائے پر مدعو کرنے کا کہا ہے۔ اس وقت حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وظیفہ میں مصروف تھے قاضی صاحب موصوف نے تور خان سے کہا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہاں کے بڑے بڑے خانوں کی دعوت پر نہیں جاتے تو آپ کے ساتھ بھی نہیں جائیں گے۔ ابھی ان کے درمیان باتیں ہو رہی تھی کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ کیا بات ہے ؟ اس پر قاضی صاحب موصوف نے عرض کی کہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مگر آپ نے جب دوبارہ دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ ان کی ساس صاحبہ نے آپ کو چائے پر مدعو کیا ہے جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ضرور ان کے ہاں جائیں گے۔ لہٰذا آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ چائے کے لئے ایک علیحدہ کمرہ تیار کیا گیا تھا۔ تورخان صاحب کی ساس صاحبہ کا بیان ہے کہ اگرچہ اس میں گناہ ہے کہ غیر مرد کو دیکھا جائے مگر میرے دل میں ایک خلش تھی اس لئے میں نے دوسرے کمرے سے دروازے کی سوراخ میں سے دیکھا تو میرا دل خوشی سے باغ باغ ہوگیا۔ کیونکہ یہ وہی شخص تھے جو کہ مجھے خواب میں وظائف عطا

فرماتے تھے۔ آپ کی اس کرامت سے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا آپ کو کسی نے پہلے ہی سے اطلاع کردی تھی کہ اس قسم کی ایک عورت یہاں رہتی ہے۔

آپ کی دعا سے چائے کا تیار ہونا

جناب حاجی نظر حسین صاحب شب قدر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور میرے سسر جناب حاجی شیر محمد صاحب جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ جمعہ کی رات المجاہد آباد شریف حاضر ہوئے صبح کی نماز اور اشراق کی نماز کے بعد چائے کے لئے پانی رکھا گیا۔ تقریباً" روزانہ ایک چھوٹی دیگ چائے تیار ہوتی تھی میں اور میرے سسر صاحب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کسی نے آکر حضرت حاجی صاحب سے عرض کی کہ چائے کے لئے دودھ نہیں ہے۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو دودھ انشاء اللہ آجائے گا ابھی آپ کی بات کو اتنا وقت نہیں گزرا تھا کہ چائے تیار ہوگئی اور کسی کو بھی پتہ نہ چلا کہ دودھ کہاں سے اتنی جلدی آگیا۔

روٹی کی برکت

اسی طرح وہ دوسرا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن مسجد میں بہت سے آدمی موجود تھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر سے اپنے ہاتھ

مبارک میں روٹی لے کر تشریف لائے۔ میں نے اندازہ لگایا کہ یہ روٹی تو بہت کم ہے اور لوگ بہت زیادہ ہیں یہ کیسے پوری ہوگی مگر سب نے دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے روٹی تقسیم فرمائی۔ شروع کے لوگ ختم ہوگئے مگر روٹی ختم نہیں ہوئی اور سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

دعوت میں برکت

یہ واقعات جناب عبدالباقی ترکان عمرزئی نے سنائے۔

جناب عبدالباقی صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری حج پر تشریف لے جا رہے تھے تو ہمارے علاقے تنگی میں جناب زبیر گل نامی شخص جو کہ نہایت صاحب جائیداد تھے اور ایک دینی مدرسہ بھی ان کے زیر سایہ چلتا تھا انہوں نے ایک جلسہ منعقد کرایا اور تقریباً ۵۵۰ علماء کرام کو بھی دعوت نامے ارسال کیے جن میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دی گئی تھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقررہ تاریخ پر تنگی تشریف لے آئے۔ پہلے جناب مولانا غلام غوث صاحب نے تقریر فرمائی ان کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت پاکستان مجھے حج پر جانے کی اجازت نہیں دے رہی مگر میں انشاء اللہ ضرور حج پر جاؤں گا۔ یہ جلسہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد جلسہ تھا۔ جلسے کے اختتام پر عبدالباقی ترکان فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب جناب نسیم گل لوہار تنگی محلہ پہلوان خیل نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چائے کی دعوت دی۔ جس کو آپ نے قبول

فرمایا۔ میرے والد صاحب نے چائے کا پروگرام صرف چار آدمیوں کے لئے کیا تھا اور حضرت حاجی صاحب ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ صبح مجھے لینے کے لئے آجانا کیونکہ مجھے آپ کے والد صاحب کے مکان کا پتہ نہیں ہے۔ لہٰذا میں صبح آپ کو لینے کے لئے حاضر ہوگیا۔ حضرت حاجی صاحب ﷺ مجھے راستے میں مل گئے اور ہم سب اکٹھے آگئے جب حضرت حاجی صاحب ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو وہاں بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور حضرت حاجی صاحب ﷺ کے ساتھ تقریباً ۲۵ افراد جمع ہوگئے۔ میرے والد صاحب بہت پریشان ہوئے۔ حضرت حاجی صاحب ﷺ نے پریشانی کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے صرف چار آدمیوں کا بندوبست کیا ہے جب کہ اب تعداد ۲۵ تک پہنچ گئی ہے۔ حضرت حاجی صاحب ﷺ نے فرمایا کہ فکر نہ کریں۔ آپ گھر جا کر خواتین سے کہیں کہ چائے کے برتنوں اور لوازمات پر کپڑا ڈال دیں اور کپڑا اٹھائے بغیر چائے اور روٹی تیار کرتے رہیں۔

عبدالباقی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ یقین کریں کہ ان چار آدمیوں کی چائے پانی کو ۲۵ آدمیوں نے پیا اور جب ہم نے ان سے کپڑا اٹھایا تو وہ تمام چیزیں اسی طرح محفوظ تھیں جیسے اس سے کوئی چیز استعمال ہی نہیں ہوئی ہو۔

تھوڑی روٹی میں زیادہ برکت

ایسا ہی ایک دوسرا واقعہ جناب عبدالباقی صاحب، اس طرح بیان

فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسجد میں عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروگرام بنایا اور ہمیں لکڑیاں لانے کے لئے بھیجا ہم تقریباً" ۱۶ آدمی تھے ہم اپنے کام میں اتنے مگن تھے کہ وقت کا احساس ہی نہ ہوتا تھا۔ مگر کام کی وجہ سے ہمیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ کہ اس اثناء میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ روٹی لے کر تشریف لائے ان کے ساتھ حاجی محمد کریم نعت خواں صاحب بھی تھے۔ جب ہم لوگ کھانے کے لئے آئے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے وضو کرلو۔ نماز کے بعد کھانا کھائیں گے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ مبارک سے ہمیں وضو کا پانی مہیا فرمایا۔ اس دوران میں ہمارے ایک ساتھی محمد شیر صاحب جو کہ صوابی کے رہنے والے تھے نے کہا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو صرف ۱۶ روٹیاں لائے ہیں اور ہمیں تو بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مبارک ہاتھ سے سالن پلیٹوں میں ڈالا اور روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے پلیٹوں میں رکھے اور ہم سے فرمایا کہ کھاؤ۔ عبدالباقی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر بھی روٹی بچ گئی۔ میں نے شیر محمد سے کہا کہ کھاؤ تو اس نے کہا مجھ سے تو اور نہیں کھایا جاتا یہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی تھوڑی روٹی ہونے کے باوجود میں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ اور روٹی پھر بھی بچ رہی۔ اس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

آپ کی توجہ سے تقریر کرنا آجانا

اسی طرح کا ایک واقعہ ۱۹۵۵ء میں ہوا۔ کہ عمرزئی کے ایک گاؤں ملکانو کلے میں جناب مولانا کریم اللہ صاحب کی مسجد میں عید میلادالنبی ﷺ کے سلسلہ میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں بہت زیادہ لوگوں نے شرکت کی نعت خوانوں کے علاوہ بہت سے علمائے کرام بھی اس محفل میں شریک تھے جب کافی وقت گزر گیا تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احمد علی جان صاحب سے فرمایا کہ اب آپ تقریر کریں جس کے جواب میں انہوں نے عرض کیا کہ میں تقریر نہیں کرسکتا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ آپ بسم اللہ تو کریں احمد علی جان صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں تقریر کرنے لگا تو میرے اندر ایک جوش پیدا ہوگیا اور مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ میں نے اتنی اچھی تقریر کرڈالی۔ وہ دن اور آج کا دن میں نے ہر جگہ تقریریں کیں ہیں مگر خدا کے فضل سے کبھی ٹھہراؤ نہیں آیا یہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا اثر تھا۔

آپ کی پرحکمت نصیحت پر عمل نہ کرکے پچھتانا۔

یہ واقعہ مجھے زلفان استاد جن کی عمر اس وقت 85 سال ہے کی زبانی معلوم ہوا جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن عصر کے وقت میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس دوران میں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سے عرض کیا کہ میں گھر جانا چاہتا ہوں مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا کہ آج نہ جاؤ کل چلے جانا مگر یہ میری بدقسمتی تھی کہ میں اصرار کرنے لگا اور آخرکار گھر کے لئے روانہ ہو گیا۔ ابھی تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ کالے کالے بادل آسمان پر نمودار ہوگئے اور جب خانمائی نامی علاقہ میں پہنچا تو سخت آندھی اور طوفان آیا اور بارش شروع ہو گئی میں کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف سر چھپانے کے لئے بھاگتا مگر سر چھپانے کے لئے جگہ نہ ملی اور بارش کی وجہ سے سارا لباس گیلا ہو گیا۔ آخرکار ایک مسجد میں پناہ لی اور رات وہاں بسر کی اور دل میں یہ سوچ سوچ کر افسوس کرتا رہا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات کیوں نہ مانی ؟

زخمی آنکھ پر ہاتھ مبارک پھیرنا اور آنکھ کا ٹھیک ہو جانا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ جناب گلروز صاحب کے ساتھ بھی پیش آیا صاحب موصوف آج بھی زندہ ہیں اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کرامت کی ایک نشانی ہیں۔

ہوا یوں کہ گلروز صاحبؒ ابھی چھوٹے تھے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک نواسے جناب غفران صاحب (آپ بھی زندہ ہیں) نے بارہ بور رائفل سے فائر کیا اور بارود کا ایک ٹکڑا ان کی آنکھ میں جا لگا جس کی وجہ سے ان کی آنکھ شدید زخمی ہو گئی اور ان کے والد اپنے بیٹے کو لے کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے شکایت کی کہ آپ کے نواسے نے یہ حرکت کی ہے اب تو اس کی آنکھ کی بینائی

ضائع ہو جائے گی۔ حضرت حاجی صاحب ﷫ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو خدا خیر کرے گا اور اپنا ہاتھ مبارک اس کی آنکھ پر پھیرا۔ آپ کے ہاتھ مبارک کی برکت سے اس کی آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی اور آج بھی وہ ٹکڑا اس کی آنکھ میں موجود ہے مگر نظر میں کچھ فرق نہیں آیا اور ہر جگہ آپ کی یہ کرامت لوگوں کو سناتا اور دکھاتا پھرتا ہے۔

ایک عقیدت مند کی آرزو اور آپ کی عنایت

جناب ناظم عبدالکریم صاحب جو کہ محاذ کشمیر پر سالار جنگ بھی تھے اور حضرت حاجی صاحب ﷫ کے مرید بھی ہیں وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت حاجی صاحب ﷫ کو شادی کی مبارک باد دینے کے لئے مجاہد آباد آیا۔

آپ نے ہمارے علاقے نواں کلے صوابی سے شادی کی تھی۔ میں اپنے ساتھ حسب توفیق کچھ تحائف بھی لے کر آیا اور جب یہاں پہنچا تو پہلے وضو کیا یہ سردیوں کے دن تھے جب میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت حاجی صاحب ﷫ عصر کی نماز سے پہلے نفل ادا فرما رہے تھے میں نے بھی نفل ادا کئے اور پھر حضرت حاجی صاحب ﷫ سے مصافحہ کیا اور تحائف آپ کی خدمت میں پیش کئے آپ نے فرمایا کہ تم نے بہت زیادتی کی ہے اور بہت تکلیف کی ہے پھر آپ نے مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک حکایت سنائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت کچھ عنایت فرمایا تھا ایک وقت ایسا آیا تھا کہ بارش نہیں ہو رہی تھی

اور لوگ سخت پریشان تھے اس دوران میں خداوند تعالیٰ نے انسان کی شکل میں ایک فرشتہ بھیجا کہ آپ کی سلطنت میں تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کے دلوں میں کچھ نہ کچھ ہے جب تک اس کو ظاہر نہ کیا جائے گا اس وقت تک بارش نہیں ہوگی۔ ایک بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ایک بات ان کی زوجہ محترمہ کے دل میں اور ایک بات ان کے وزیر کے دل میں ہے۔ اس بات پر حضرت سلیمان علیہ اسلام نے وزیراعظم سے پوچھا کہ تمہارے دل میں کیا ہے ؟ اس نے کہا کہ میں بظاہر لوگوں کو کہتا ہوں کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر دل میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بادشاہ مجھے اس عہدے سے ہٹا نہ دے۔ پھر آپ نے اپنی زوجہ محترمہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ کی داڑھی مبارک سفید ہو گئی ہے اور آپ کے بعد میرا کیا ہوگا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس دنیا جہان کی ہر چیز و نعمت موجود ہے مگر جب بھی میرے پاس میرے دوست آتے ہیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے کیا لائیں ہوں گے ؟ پھر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ نے اتنی تکلیف کی ہے لہٰذا میں قبول کرلیتا ہوں چونکہ سردیوں کا موسم تھا اور مجھے سخت سردی لگ رہی تھی اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر خاص و عام کے لئے ایک جیسا تھا۔ البتہ آپ اپنے پیرو مرشد کے صاجزادوں کے لئے کچھ نہ کچھ اضافی خوراک تیار کرواتے تھے اور آپ خود مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ اور ہر ایک کا کھڑے ہو کر استقبال فرماتے تھے اور رخصتی کے وقت باہر تک تشریف لاتے تھے میں چائے کا بہت زیادہ شوقین تھا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شرم کے مارے نہیں کہہ سکتا تھا۔ نیز آس پاس چائے کا

کوئی بندوبست بھی نہیں تھا اور نہ ہی بازار نزدیک تھا چائے کی طلب بڑھ رہی تھی اس دوران میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک چائے جوش اور پیالی لیے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور چائے سامنے رکھ کر فرمایا کہ سالار صاحب یہ چائے آپ کے لئے ہے۔ چونکہ آپ چائے بہت زیادہ پیتے ہیں اور میرے چائے کے زیادہ پینے کا آپ کو علم نہ تھا مگر جب آپ نے یہ فرمایا تو میں حیران رہ گیا اور ساتھ ہی ساتھ دل میں شرمندہ بھی ہوا۔

آپ کی دعا سے افطاری کا بندوبست ہونا۔

یہ واقعہ مجھے جناب مسکین صاحب نے صاحبزادہ الحاج الحمد للہ صاحب مدظلہ تعالی کی موجودگی میں سنایا۔

فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کا مبارک مہینہ تھا اور ایک دن میں بھی المجاہد آباد شریف میں موجود تھا کہ اس دوران میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے داماد جناب مولانا میرا گل صاحب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے آہستگی سے عرض کی کہ گھر میں آٹا بالکل ختم ہو گیا ہے اور مسجد میں مہمان بھی بہت زیادہ ہیں افطار کا کوئی بندوبست نہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس وقت عصر کی نماز ہو چکی تھی اور وقت بہت کم تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں۔ اللہ خیر کرے گا اس دوران میں ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ بڑی سڑک کے کنارے پر ایک بس والے نے دو بوری آٹا چھوڑ دیا ہے اور

کہا کہ اس کی اطلاع المجاہد آباد میں کر دیں کہ آکر لے جائیں لہٰذا دو آدمی گئے اور آٹا لے آئے اور افطار سے پہلے کھانا تیار ہو گیا اور سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اس کا میں چشم دید گواہ ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزَنِ رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْمِصْرَاجِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ وَتَرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَفَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب دوزدهم

صفات و کمالات

احترام شریعت اور احترام سنتؐ

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارک احترام شریعت اور احترام سنتؐ میں اس طرح مستغرق تھی کہ جس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ شعائر الٰہی کی انتہائی تعظیم فرماتے تھے اور شریعت کا بے حد ادب و احترام ملحوظ خاطر رہتا تھا۔ احکام شریعت کی بہتر طریقے سے تعظیم فرماتے تھے اور ہر وقت غلبۂ محبت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدہوش رہتے تھے نماز کی پابندی پورے خشوع خضوع اور حضور قلب کے ساتھ فرماتے تھے جوکہ بزرگان دین کا خاصہ ہے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو دنیا و مافیھا سے بے نیاز ہو کر خدا کے حضور عبادت فرماتے اور اتنی طویل نماز ادا فرماتے کہ ان کو احساس تک نہ ہوتا تھا کہ نماز میں کتنا وقت گزرا احترام سنت رسولؐ کی یہ حالت تھی کہ معمولی سے معمولی خلاف سنت عمل بھی برداشت نہیں کرتے تھے آپ کے دل میں وہی شخص قابل احترام تھا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتا تھا جس کسی نے خلاف سنت کام کیا آپ نے برملا اس سے نفرت کا اظہار فرمایا اور یہی عاشق صادق کا عمل ہوتا ہے۔

اتباع سنت میں آپ نے اپنے اور پرائے کا لحاظ نہ رکھا بلکہ شریعت اور اتباع سنت کو مقدم رکھا۔ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں آپ کا بھی وہی شعار رہا جوکہ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمیشہ سے رہا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؟ با محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوشیار باش" آپ کے زمانے میں بھی بعض ایسے اشخاص موجود تھے جو اپنے آپ کو ولی اللہ قرار

دیتے تھے مگر ان کی ولایت کی دلیل ظاہرا" ان کی شان وشوکت تھی شریعت نام کی کوئی چیز بھی ان کے ہاں نہ تھی جس کا اظہار آپ نے اپنے دیوان میں فرمایا ہے کہ آج کل ان جھوٹے پیروں نے ' پیروں کے لباس میں تجارت کی دکانیں کھولی ہوئی ہیں مگر شریعت نام کی کوئی چیز ان کے قول و عمل سے ظاہر نہیں ہے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شروع ہی سے روحانیت و طریقت کی راہ پر گامزن تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے شروع ہی میں اپنے کام کے لئے منتخب فرما لیا تھا آپ اپنے گھرانے میں عمدہ مذہبی و روحانی اخلاق کا مظاہرہ فرماتے تھے جب کہ آپ کا خاندان ایک مذہبی و روحانی گھرانہ نہیں تھا اور دیکھنے والے آپ کی عمدہ اخلاق سے متاثر ہوتے تھے آپ مجاہدات اور ریاضات میں مصروف رہے اور طریقت کے منازل طے کرتے گئے اپنی نفسانی خواہشات کو مٹانے اور اپنے آپ کو عبادت الٰہی کے لئے تمام ممکنہ کوششیں کرنے لگے نفسانی خواہشات کو دبانے کے لئے دنیاوی لذتوں اور آسائشوں سے دور ہو گئے بھوک پیاس سے محبت تھی اور سیر ہو کر کھانا پینا ناپسند تھا۔ اور اہل دل کے قول کے مطابق نفس کو بھوک و پیاس کا خوگر بنا کر یاد الٰہی میں آسانی حاصل کرتے رہے۔ اس سلسلے میں جناب ہاشم خان سلیمان خیل بیان کرتے ہیں۔

ایک دفعہ میں آپ کے ساتھ سفر پر جا رہا تھا میں نے دل میں خیال کیا کہ آپ جہاں بھی جائیں گے اچھے اچھے کھانے کھانے کو ملیں گے مگر دن بھر سفر کے بعد آپ نے کھانا نوش نہیں فرمایا اور میرا بھوک سے برا حال تھا۔ اس دوران میں کسی عقیدتمند نے آپ کی خدمت میں کچھ

امرود پیش کیے۔ میں دل میں خوش ہوا کہ چلو ان کے کھانے سے ہی بھوک کم ہو جائے گی مگر آپ نے وہ تمام امرود گاڑی میں موجود سواریوں میں تقسیم فرما دیے اور ایک امرود باقی رہ گیا جس سے آدھا حضرت حاجی صاحب ؒ نے مجھے عنایت فرمایا اور آدھا خود تناول فرمایا آپ کی مبارک عادت کہ دن بھر سفر کی حالت اور بھوک پیاس میں اگر کوئی چیز ہاتھ آئی تو وہ بھی خلق خدا میں تقسیم فرما دی۔

صوفیا کا کہنا ہے کہ عبادت اور ریاضت کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور نفس امارہ ، نفس مطمئن کے درجہ میں پہنچ جاتا ہے اور طبیعت عبادت میں کیف و سرور محسوس کرنے لگتی ہے۔ لہٰذا حضرت حاجی صاحب ؒ کا معمول تھا کہ ہمیشہ کم کھاتے بلکہ بھوکا رہنا اور سادہ کپڑے پہننے کو آپ نے اپنا شعار بنا لیا تھا۔ اور ذکر الٰہی کو اپنی روحانی غذا بنا لیا تھا۔ اسی ذکر الٰہی میں آپ کو ملکوتی صفات حاصل ہوئی تھیں اور معرفت کے حصول کا یہی کامیاب طریقہ ہے۔ تزکیہ نفس۔ حصول معرفت۔

طہارت قلب کے لئے حلال رزق کا حصول نہایت ضروری ہے اول یہ کہ کم کھایا جائے دوم یہ کہ جو کھایا جائے وہ حلال سے ہونا چاہئے کیونکہ حرام کھانے سے نفس امارہ طاقت پکڑتی ہے اور اس وجہ سے روحانیت نصیب نہیں ہوتی اگر ہم بزرگان دین کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ان کے اندر جو مشترکہ خوبی ہمیں نظر آئے گی وہ اکل حلال پر سختی سے کاربند رہنا ہے۔ یہی چیز حضرت حاجی صاحب ؒ کی ذات مبارک میں تھی۔ جس نے ان کو روحانیت کی بلندیوں تک پہنچایا۔

ذکر الٰہی نہایت خشوع و خضوع سے فرماتے تھے اور اسے حدیث نبوی ﷺ کے مطابق افضل عبادت خیال فرماتے تھے آپ کا عقیدہ تھا کہ ذکر دل سے زنگ ' میل کچیل اور کدورتوں کو پاک کرتا ہے۔ اور انسان کا دل آئینہ کی طرح پاک و صاف ہو جاتا ہے آپ ذکر الٰہی میں ہر وقت مشغول رہتے آپ کی زبان سے ذکر الٰہی اور حق بات کہنے کے علاوہ کوئی بات نہیں نکلتی تھی آپ ایک سچے عاشق رسول ﷺ تھے آپ نے جو کچھ بھی پایا۔ صاحب شریعت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اتباع اور احترام سنت کی بدولت پایا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے سینے میں ایک دردمند دل رکھتے تھے آپ کسی مسلمان کو بھی گمراہی کے راستے پر چلتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ پوری کوشش فرماتے کہ کسی طرح میرا یہ مسلمان بھائی راہ راست پر آجائے جس کو وہ اپنے مخصوص انداز سے راہ ہدایت کی طرف لاتے تھے آج بھی لوگ منبروں پر اور جگہ جگہ وعظ و نصیحت کرتے ہیں مگر ان کی وعظ و نصیحت لوگوں پر اثر نہیں کرتے کیونکہ ان کی وعظ و نصیحت میں حکمت عملی اور دل سوزی نہیں ہوتی بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ نیک اور صالح والدین کی اولاد بھی اکثر بگڑی ہوئی ہوتی ہے جب کہ صوفیاء کرام کے ہاں وعظ و نصیحت اور تبلیغ کے طریق کار میں محنت و شفقت اور حکمت و تدبر کو زیادہ دخل ہوتا اور وہ جو کچھ بھی فرماتے تھے اس پر خود بھی عمل پیرا ہوتے تھے اور اس چیز کا بہترین نمونہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارک تھی جو کہ شریعت پر ہر طرح مستقیم تھی اور جو کچھ فرماتے تھے اس پر خود بھی عمل پیرا ہوتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے

یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کرام بجاطور پر گمراہی کے اندھیروں میں گری ہوئی انسانیت کے لئے روشن چراغ کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جوکہ اسلام کے لئے سرمایہ فخر کی حیثیت رکھتے ہیں اگرچہ انہوں نے ممالک فتح نہیں کئے مگر اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے لوگوں کے دلوں پر حکمرانی ضرور کی اور انہوں نے معاشرہ کے بگڑے ہوئے لوگوں کو خدا کے فضل سے سنوار کر صالح افراد کی قطار میں شامل کیا۔

آپ شریعت کی پاسداری کس طرح فرماتے تھے اس کے لئے درج ذیل واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

شریعت کی مخالفت پر دم اثر نہیں کرے گا۔

ایک دفعہ ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لایا اور آپ سے عرض کیا کہ اس پر کچھ دم فرمائیں آپ نے فرمایا کہ اس پر دم اثر نہیں کرے گا کیونکہ اس کے کان میں سونے کی بالی ہے اور مرد کے لئے سونا حرام ہے۔ لہٰذا اس نے اسی وقت بالی بچے کے کان سے اتار دی اور پھر آپ نے دم فرمایا۔

اعلائے کلمہ حق کا جذبہ

اسی طرح جب خان عبدالقیوم خان صاحب وزیراعلیٰ سرحد تھے تو وہ ایک روز حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ

سے عرض کی کہ میں اس علاقے میں غریبوں کی بہبود کے لئے ایک جلسہ کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اس کی صدارت آپ فرمائیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری کچھ شرائط ہیں اگر آپ کو منظور ہوں تو میں صدارت کروں گا وزیراعلیٰ نے عرض کی کہ آپ شرائط پیش فرمائیں جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صدر جلسہ کا فیصلہ اٹل ہوگا اور کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ جلسے میں بینڈ باجے نہیں ہوں گے۔ اور تیسرا یہ کہ جو مقرر ہوگا وہ یا تو شریعت کا پابند ہوگا یا پھر یہ وعدہ کرے گا کہ آئندہ شریعت کی مکمل پابندی کرے گا۔

قیوم خان صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے پھر جب سب رہنما اپنی اپنی تقریروں سے فارغ ہو گئے تو آخر میں قیوم خان صاحب کی باری آئی اور اس کی باری کے ساتھ ہی نماز ظہر کا وقت ہو گیا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قیوم خان صاحب کے آگے سے مائیک اٹھا لیا اور فرمایا کہ خدا کا حکم آ گیا ہے اس لئے نماز کے بعد آپ تقریر کریں گے۔ انہوں نے بہت اصرار کیا مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں مانے اور اس طرح وہ اپنی تقریر نہ کر سکے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ آپ کس سے مخاطب ہیں چاہے وہ بادشاہ وقت ہی کیوں نہ ہو۔

حکیمانہ انداز اتباع سنت

اسی طرح ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوابی کے ایک علاقہ شیوہ میں میرغزن خان صاحب نامی سالار کی مسجد میں تشریف لے

گئے۔ بقول عبدالکریم ناظم صاحب کہ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دعوت دینا سنت ہے اور قبول کرنا واجب ہے ٹھیک ہے میں آپ کی دعوت قبول کرتا ہوں مگر میری بھی آپ ایک دعوت قبول فرمائیں اس نے عرض کیا کہ مجھے قبول ہے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھیں آپ اس علاقے کے بہت بڑے آدمی ہیں اور آپ کے چہرے پر داڑھی نہیں ہے اس لئے آپ اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں انہوں نے عرض کیا کہ ہم زمیندار لوگ ہیں آپ نے فرمایا کہ دیکھیں آپ مجھے روٹی کھانے اور دنیا کی دعوت دے رہے ہیں جبکہ میں آپ کو جنت کی دعوت دے رہا ہوں اور اس چیز کی جوکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اگر آپ میری دعوت قبول نہیں کرتے تو پھر میں بھی آپ کی دعوت قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا آپ نے ان کے گھر جانے سے انکار فرما دیا۔

اتباع سنت کرنے والے کی حوصلہ افزائی

اسی گاؤں میں ایک شخص ملک شیر محمد خان رہتا تھا وہ بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو کھانے کی دعوت دی آپ نے اس کو بھی داڑھی رکھنے کی دعوت دی جس پر اس نے عرض کیا کہ میں آپ کی دعوت ضرور قبول کروں گا لہٰذا حضرت حاجی صاہب رحمۃ اللہ علیہ اس کے ہاں کھانے کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت حاجی صاحب ﷫ کی عادت مبارک تھی کہ آپ شریعت کے مطابق کھانا تناول فرماتے تھے لہٰذا شیر محمد خان نے عرض کیا کہ میں نے اس مرغے کو تین دن باندھے رکھا تھا۔ حضرت حاجی صاحب ﷫ کے سامنے جب بھی کھانا رکھا جاتا تو آپ خود تو بہت ہی کم کھاتے اور اپنے ساتھی کو زیادہ کھلاتے تھے اور جو کچھ بھی سامنے آتا تھا اسے تناول فرما لیتے تھے پسند کا بالکل خیال نہیں رکھتے تھے۔

نیکی کی دعوت

اسی طرح ایک اور چھوٹا سا واقعہ حاضر خدمت ہے ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب ﷫ کھیتوں کے درمیان سے گزر رہے تھے آپ کے ساتھ اجون خان صاحب بھی تھے آپ نے دیکھا کہ کھیتوں میں کچھ جواری بیٹھے جوا کھیل رہے تھے۔ حضرت حاجی صاحب ﷫ چپکے سے ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور ان سے فرمایا کہ آپ پڑھیں " **لا الہ الا اللہ** " اور فرمایا کہ ہم سب مسلمان ہیں اور ہمیں یہ کام زیب نہیں دیتا۔ ان میں سے ایک آدمی نے حضرت حاجی صاحب ﷫ سے عرض کیا کہ کچھ پیسے لے لیں اور ہماری جان چھوڑیں۔ دوسرے آدمی نے جب حضرت حاجی صاحب ﷫ کی طرف دیکھا تو آپ کو پہچان لیا اور ایک چیخ ماری اور کہا کہ بھاگو یہ تو حضرت حاجی محمد امین ﷫ ہیں اور وہ تمام لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔

آپ کی بصیرت و حکمت

یہ واقعہ مجھے جناب ہاشم خان سلیمان خیل جوکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور گاؤں کے رہنے والے ہیں نے سنایا کہ ایک دفعہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کوہاٹ گیا آپ کوہاٹ سے کربوغہ شریف تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ جب میں للمہ (افغانستان) ہجرت کر کے گیا تو وہاں میری بہت شہرت لوگوں نے کی اور لوگوں میں مشہور ہوا کہ پشاور سے ایک حاجی صاحب آئے ہوئے ہیں جو نہایت متقی اور پرہیزگار انسان ہیں اور وہ لوگوں پر دم پھونکتے ہیں اور لوگ ان کی دعاؤں کی وجہ سے صحت یاب ہوتے ہیں اس دوران میں میرے پاس دو اشخاص آئے اور ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور دیوانہ ہے آپ اس پر دم کر کے اس کے حق میں دعا فرمائیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ وقت نماز کا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ پہلے نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد دم اور دعا کریں گے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ دیوانہ شخص جس کو وہ اپنا بھائی ظاہر کر رہا تھا اٹھا اور وضو بہت اچھے اور شرعی طریقے سے کیا میں بہت خوش ہوا اور اس کے بعد اس نے چار رکعت سنت نہایت ہی عمدہ طریقے سے ادا کیں۔ میں اس کی نماز دیکھ کر بہت خوش ہوا پھر اس نے ہمارے ساتھ باجماعت نماز ادا کی جب میں نماز اور اپنے وظیفے سے فارغ ہوا تو میں نے اس دیوانے شخص کے بھائی کی طرف اشارہ کیا کہ میرے نزدیک آؤ تاکہ تمہارے اوپر کچھ دم کریں اس نے کہا کہ میرے اوپر نہیں میرے بھائی کے اوپر دم کریں جس کے جواب میں حضرت حاجی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیوانہ وہ نہیں دیوانے تم ہو جس نے نماز کی بھی پرواہ نہیں کی۔

حکمت آموز بیان۔

جلال آباد کے جنوب میں ایک تحصیل چپریار واقع ہے جوکہ گرمیوں میں میووں کا مرکز کہلاتا ہے اور یہاں پر مختلف قسم کے میوے ملتے ہیں ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس علاقے میں امربالمعروف کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ کے کچھ دوست جاننے والے تھے جب آپ وہاں پہنچے تو وہ بہت خوش ہوئے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ بہت اچھے وقت پر یہاں تشریف لائے ہیں میووں کا موسم ہے اور عمدہ قسم کے توت بالکل تیار ہیں ان کے اس بیان کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

مونږ یو را غلی چپریار نه پر دوستانو پسے
رب مو دِ دا عمر ضائع نه کړی په توتانو پسے

ترجمہ۔ ہم چپریار کے اس علاقے میں دوستوں کے پاس امر بالمعروف کے لئے آئے ہیں ۔ اور خدا تعالیٰ ہماری یہ عمر توت (میووں) کے پیچھے ضائع نہ کرے۔

باب سیزدهم

دیارِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت

مدینہ منورہ جہاں حضور ﷺ کا روضہ انور ہے۔ اور اس مبارک سرزمین کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنے کا انتہائی شدید جذبہ ہر مسلمان کے دل میں رچا بسا ہے۔ جس کا ادنیٰ سے ادنیٰ ذرہ بھی نہایت ادب و احترام کا مستحق ہے اور وہ جگہ جہاں حضور ﷺ کا جسد مبارک مدفون ہے وہ تو انتہائی حد درجہ احترام و عقیدت کا متقاضی ہے۔ جہاں مسلمان مکہ معظمہ کو حج بیت اللہ شریف کے لیئے جاتے ہیں وہاں ان کے دل میں جو محبت حضور ﷺ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسے چین سے بیٹھنے نہیں دیتی اور یہی جذبہ محبت اسے کھینچتا ہوا مدینہ منورہ کی طرف لے جاتا ہے۔ چونکہ یہ فریضہ تمام مسلمان سرانجام دیتے ہیں مگر ان میں کچھ حضرات ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہ عاشق کہلاتے ہیں اور اپنے معشوق پر سب کچھ قربان کرنے کے لیئے تیار ہوتے ہیں۔ انہی عاشقوں میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارک بھی تھی جس نے آپ ﷺ کے ناموس پر سب کچھ قربان کر دیا۔ ان کے دل میں مدینہ منورہ کا جو احترام تھا وہ بیان سے باہر ہے جس کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ جب آپ سخت بیمار تھے اور چارپائی پر بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے تو ایک دن ڈاکٹر جناب عبدالحق صاحب آپ کو دوائی دینے کے لیئے آئے تو گھر سے آپ نے ان کے لیئے چائے منگوائی۔ گھر والوں نے چائے بھجوا دی۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ چائے پیالی میں ڈالنے کے بعد جب میں چائے دان نیچے زمین پر رکھنے لگا تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اچانک اٹھے اور مجھے ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ یہ کیا کر رہے ہیں ؟ یہ تو میں محبوب ﷺ کے وطن سے لایا ہوں۔ خبردار یہ گستاخی نہ کرنا۔ یہ زمین پر رکھنے والی چیز نہیں ہے۔ ڈاکٹر

صاحب فرماتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ آپ چارپائی سے کیسے اٹھ گئے۔ مگر جو سچے عاشق ہوتے ہیں وہ کسی حالت میں بھی محبوب کی چیز کو ادنیٰ تصور نہیں کرتے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ ہی کیا بلکہ عرب کی ساری سرزمین تمام جہان سے پیاری تھی یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جب بھی آپ سرزمین عرب گئے آپ نے پاؤں مبارک میں جوتے نہیں پہنے۔ اس خیال سے کہ کہیں یہاں حضور کے پاؤں مبارک نہ لگے ہوں۔ مدینہ منورہ کی سرزمین پر پہنچتے ہی آپ پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم حیران ہو جاتے تھے کہ کیا یہ وہی شخص ہیں ؟ جو کہ جابر سے جابر حکمران کے سامنے بھی حق بات کہنے سے نہیں گھبراتے۔ مگر یہاں ان کی کیفیت ایسی ہے کہ ان پر رقت طاری رہتی ہے۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ مدینہ منورہ کے کتوں سے بھی پیار فرماتے تھے۔ کہ یہ میرے محبوب کے وطن کے کتے ہیں۔ جب ایک مجازی عاشق لیلیٰ کے کتوں سے پیار کرسکتا ہے تو ایک حقیقی عاشق محبوب کے شہر سے کس طرح پیار نہیں کرسکتا۔

سعودی عرب سے دو آدمی پاکستان کسی سلسلہ میں آئے تو لوگوں نے ان کو نفرت کی نظر سے دیکھا اور کافی باتیں بنائی۔ جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کے دن مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ مجنوں نے لیلیٰ کی خاطر اس کے گھر کے کتے کو بوسا دیا اور ہم اپنے محبوب کے وطن کے ان بہترین مہمانوں کے پیچھے باتیں کریں اور ان کا مذاق اڑائیں یہ انتہائی بے ادبی ہے۔ یہ تو بہت زیادہ عزت و احترام کے قابل ہیں کہ

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وطن سے آئے ہیں۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ**

○ پھر آپ نے فارسی کے یہ اشعار پڑھے۔

آن سگے لیلیٰ کہ مجنون مینواخت ہمچو جانی گرد کعبہ میگداخت

گرد آن یک سو دیگر سو میدود بر شکل جسم آن سگے راے ید ید

در دیدار آن سگے بس خوش بود عقل ورائش رفتہ وبے ہوش بود

دیگرش گفتہ کہ تو مجنون شدے از طبیعات رجال بیرون شدے

افگن این سگ کہ او پلید است چشم تو بنداشتم بے دیدہ است

نیستی صغیرانی اعمیٰ توئے بلکہ چشمت روشن و بینا توئے

گفت برچشمان انظرو من دزد باز بر وصف وصفت از کرد دو

گوی افگنش بلا است این لیک پاسبان کوچۂ لیلیٰ است این

افتادہ باشد اندر کوی او

ما بہ شیران کے دہیم یک موئے او

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزِنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبِطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْمِحْرَابِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتُرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ہ

سبحان ربی الاعلیٰ از حضرت حاجی صاحب رحمہ

باب چهاردهم

اخلاق و عادات مبارکه

حضرت حاجی صاحب ؒ کے اخلاق کے بارے میں جناب فضل اکبر صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت حاجی صاحب ؒ کے اخلاق ایسے اعلیٰ تھے کہ بڑے بڑے علماء نے بھی آپ کے اخلاق کی تعریف کی ہے۔ آپ نے اپنے مخصوص طرز عمل سے مختلف مکاتب فکر کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا فرمایا ہے۔ جس کا واضح اعتراف جناب مولانا غلام اللہ خان مرحوم (راولپنڈی) نے ان الفاظ کی ساتھ کیا ہے کہ اگر اس وقت کوئی پیر طریقت ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت حاجی صاحب ؒ کی ذات مبارک ہے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران جب بہت سے علماء کو گرفتار کیا گیا تو ان میں حضرت حاجی صاحب ؒ کی ذات مبارک بھی شامل تھی وہاں بھی آپ نے ایسے اعلیٰ اخلاق اور طرز عمل کا مظاہرہ فرمایا کہ تمام علماء کرام یہ کہنے لگے کہ یقیناً" حضرت حاجی صاحب ؒ ایک بلند روحانی شخصیت ہیں۔ آپ کی ریاضت و مجاہدہ حد سے بڑھا ہوا تھا۔ ہمیشہ فقیرانہ لباس زیب تن فرماتے تھے کسی حالت میں بھی نماز نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ کی پابندی نماز کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں علاج کے لیئے لے جایا گیا اور آپریشن کے بعد آپ کو ڈاکٹر نے بستر سے اٹھنے سے منع کیا تو پھر بھی نماز کے وقت میں آپ اسی حالت میں بستر سے نیچے اترے اور نماز ادا فرمائی۔ جب ڈاکٹر نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو سخت گھبرایا مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر ضرر سے محفوظ رکھا۔

آپ کے مزاج مبارک میں حد درجہ کا زہد و قناعت تھی۔ آپ کو اس وقت کے بڑے بڑے امراء نقدی اور تحائف پیش کرتے مگر آپ کو ان سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اگر کوئی چیز قبول فرماتے تو سب کچھ خلق خدا میں

تقسیم فرما دیتے تھے۔ پھر جب آپ نے درسی طریقہ تدریس کی بنیاد رکھی تو تحائف مہتمم مدرسہ اور اپنے داماد جناب میرا گل صاحب کے حوالے فرما دیتے تھے تاکہ وہ مدرسہ و طلبہ کی بہبود پر خرچ کریں۔ آپ کی فیاضی اور ایثار کا یہ عالم تھا کہ آپ کے ہاں سے کوئی سائل بھی خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ چونکہ آپ حقیقت میں عاشق رسول ﷺ تھے۔ لہٰذا معشوق کو جو بات پسند ہوتی ہے وہی عاشق کرتا ہے۔ اور یہی حال آپ کی ذات مبارک کا تھا

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن بہت زیادہ مہمان آگئے اور مجھے سخت فکر ہوئی کہ اتنے مہمانوں کے کھانے کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ میں نے جلدی جلدی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ان کی تم فکر مت کرو جس نے ان کو یہاں بھیجا ہے۔ وہ ان کے کھانے کا بھی بندوبست فرمائے گا۔ ہم کون ہوتے ہیں ان کا کھانا پینا پورا کرنے والے۔ آپ کے دل میں اتنی فیاضی تھی جو بیان سے باہر ہے۔ آپ کو اپنے خدا پر پورا بھروسہ اور توکل تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ فقیرانہ زندگی بسر کی اور دنیا کی عیش و عشرت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جس کا ثبوت آپ المجاہد آباد آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کے لیئے بھی عیش و عشرت نام کی کوئی چیز نہیں چھوڑی اور انہیں بھی قناعت کا درس دیا ہے۔

آپ نے اپنے حسن اخلاق سے معاشرہ کے بہت سے افراد کو راہ راست پر ڈالا۔ آپ جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے امر بالمعروف اور نہی

عن المنکر کا کام فرماتے تھے۔ آپ جس راستے سے گزرتے کلمہ شہادت کا ورد آپ کی زبان پر ہوتا اور آپ کے مرید آپ کے پیچھے کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے چلتے تھے۔ آپ کے اس کردار سے لوگوں کے دلوں پر انتہائی اثر ہوتا اور وہ بھی دیوانہ وار آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگتے آپ کی زبان مبارک سے نکلنے والا ہر حرف لوگوں کے دلوں میں اتر جاتا تھا۔ کیونکہ جو کچھ آپ فرماتے اس پر خود عمل پیرا ہوتے تھے۔ اور ذرہ بھر بھی خلاف شریعت عمل برداشت نہیں فرماتے تھے۔

تقویٰ اور پرہیز گاری

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقویٰ اور پرہیز گاری کی اس منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ جس کی مثال آپ کے دور میں پیش کرنا مشکل ہے۔ آپ راہ پر چلتے ہوئے بھی اپنے سر مبارک پر چادر رکھتے تھے اور آپ کا چہرہ مبارک چادر سے ڈھکا ہوتا تھا اور نیچے زمین کی طرف دیکھتے تھے آپ کی صرف آنکھیں مبارک نظر آتی تھیں۔ آپ فرماتے تھے کہ اس طرح نظر کی حفاظت ہوتی ہے کسی غیر عورت پر نظر نہیں پڑتی اور نہ کسی عورت کی نظر آپ کے چہرے مبارک پر پڑتی تھی گھر میں بھی نہایت پردے کا اہتمام فرماتے تھے آپ کے تقویٰ کے بارے میں ایک بہت مشہور واقعہ جو کہ گوجر گھڑی کی مسجد میں رونما ہوا۔ یوں منقول ہے جناب صوفی فضل واحد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گاؤں گوجر گھڑی تشریف لائے ان کا سن کر گاؤں کے بہت سے لوگ آپ

کی ایک جھلک دیکھنے اور تقریر سننے کے لیئے جمع ہوگئے آپ نے تقریر شروع فرمائی آپ کے بالکل سامنے وضو کرنے والی جگہ تھی اور اس پر برآمدہ بنایا گیا تھا جس پر آپ کی تقریر سننے کے لئے بہت سی عورتیں بھی آ گئی تھیں ۔ چونکہ آپ نے ان کو نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ بیٹھی رہیں مگر اچانک آپ نے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تو خواتین پردے کا لحاظ کیے بغیر بیٹھی ہوئیں تھیں۔ آپ نے فوراً نگاہ نیچی فرمالی آپ کی نگاہ کا نیچے ہونا تھا کہ برآمدہ کے شہتیر کے ٹوٹنے کی آواز آئی اور تمام عورتیں گھبرا کر بھاگ گئیں۔ آپ نے تمام لوگوں سے فرمایا کہ آپ اطمینان سے بیٹھے رہیں کچھ نہیں ہوگا۔ اور واقعی شہتیر کو کچھ بھی نہ ہوا۔ آج بھی وہ اپنی جگہ صحیح سلامت موجود ہے۔ یہ صرف ان عورتوں کو ہٹانے کے لیئے آپ نے توجہ فرمائی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم سے نوازا اور ولایت کے بلند مرتبے پر سرفراز فرمایا۔ آپ کی تمام زندگی اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے عشق و محبت سے لبریز تھی اور آپ دین اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کے لیئے ہمیشہ فکر مند رہتے تھے۔ اور یہی فکر آپ کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتی تھی۔ آپ کے سینے میں جو عشق الٰہی و رسالت کی آگ سلگ رہی تھی اس کا اظہار آپ نے اپنی ساری زندگی میں برملا ہر جگہ اور ہر شخص کے سامنے کیا۔ آپ کی زبان مبارک میں ایسی تاثر تھی کہ جہاں بھی آپ وعظ فرماتے لوگوں پر ایک رقت طاری ہو جاتی تھی اپنے وقت کے بڑے بڑے جیّد علماء و معزز مشائخ آپ کے فیض سے مستفید ہوتے تھے حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ صاحب ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ صاحب ، حضرت

مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب اور جناب سید سلیمان ندوی صاحب جیسے اکابرین کے ساتھ آپ کے خصوصی تعلقات تھے۔ ہر مشکل گھڑی میں آپ نے شریعت کے لیئے اپنی جان و مال کی قربانی دی۔ جس کا برملا اعتراف ان بزرگوں نے جگہ جگہ فرمایا ہے۔

آپ کو دین اسلام سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اسی سے وجہ کبھی بھی آرام سے نہیں بیٹھتے تھے اور امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام ہر وقت جاری رکھتے تھے۔ آپ اس کام میں اتنے مستغرق تھے کہ کسی دوسری چیز کا خیال تک آپ کو نہیں رہتا تھا۔ مدرسہ کا تمام انتظام آپ نے حضرت مولانا میرا گل صاحب کے حوالے کیا ہوا تھا۔ جو کہ خود بھی ایک بہت بڑے عالم دین تھے۔ جن کا ثانی اس وقت میں ہونا مشکل تھا۔

جب کسی کو کسی سے مجازی عشق و محبت ہوتی ہے تو اسے اپنے محبوب کے علاوہ کسی کا خیال نہیں ہوتا۔ اور پھر حقیقی عشق و محبت اور جب کسی کو اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی عشق و محبت نصیب ہو جائے تو اس کی شیفتگی اور وارفتگی کا انداز انتہائی بلند اور قابل پسند ہوگا او دیکھنے والے اس شخصیت کی دیوانے بنتے جائیں گے۔ یہی عالم تھا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارک کا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین اور بھروسہ تھا اور یہی یقین ہے جس کی وجہ سے آپ نے حق بات جابر سے جابر حکمران اور ادنیٰ سے ادنیٰ غلام سب کے سامنے بلا روک اور جھجھک کے کہی۔ آپ نے اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ وہ کن سے مخاطب ہیں بلکہ ان کا مدعا ہمیشہ یہی رہا کہ حق بات جس طرح بھی ہوسکے اس کے مخالف تک پہنچائی جائے۔ آپ

کی اسی بلند حوصلگی اور دلیری نے بڑے بڑے امراء کو بھی اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ آپ کے سامنے بات تک نہیں کرتے تھے بلکہ ان پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی جس نے بھی آپ کی بات سے انکار کیا دنیا نے دیکھا کہ اس کا حشر برا ہوا۔ اس بات کی تصدیق قارئین نے کرامات کے باب میں پڑھی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جو کچھ بیان فرماتے سب سے پہلے خود اس پر عمل فرماتے تھے۔ آپ صرف نام و نمود کی خواہشمند خطیبوں اور شعلہ بیان مقرروں کی طرح نہ تھے کہ جن کی شعلہ بیانی اس وقت تو اثر کرتی مگر بعد میں ان کے کردار دیکھ کر لوگ متنفر ہو جاتے ہیں۔ اپ کی شعلہ بیانی حقیقت پر مبنی تھی آپ کی شخصیت ظاہر و باطن میں مکمل طور پر شریعت کی پاسداری کرنے والی تھی۔ جس کی وجہ سے ہزاروں افراد کو شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کے لیئے تیار فرما دیتے تھے۔ جہاد کشمیر میں آپ کی موثر اور شعلہ بیان تقریروں سے ہزاروں مجاہدین کفر کے مقابلے میں برسر پیکار ہوگئے تھے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ تھا۔ آپ کے ہاں جو لنگر جاری رہتا تھا اس میں بہت زیادہ کھانا تیار ہوتا تھا۔ اور کھانا بھی ایسا عمدہ جیسے لوگ گھروں میں کھاتے ہیں لوگ حیران ہوتے تھے کیونکہ اس دور میں اس قسم کا لنگر بڑے سے بڑے امراء بھی نہیں چلا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کو غیبی اسباب سے مدد فراہم فرماتا ہے۔ آپ کے توکل اور بے نیازی کا ایک مشہور واقعہ منقول ہے۔

جب آپ 1951ء میں حج کے لیئے تشریف لے جانے لگے تو آپ کے پاس حج کے لیئے سرمایہ نہیں تھا اس دوران میں آپ کے ساتھ نعت

خواں عبدالکریم صاحب بھی تھے انہوں نے آپ سے عرض کی کہ پیسوں کے بغیر کیسے جاسکتے ہیں ؟ مگر آپ نے ان سے فرمایا کہ اس کی تم فکر نہ کرو۔ لہٰذا آپ روانہ ہوگئے اور اس طرح کراچی پہنچ گئے۔ آپ نے وہاں ایک مسجد میں قیام فرمایا اور وعظ و نصیحت شروع کی۔ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ ہمارے علاقے میں ایک بہت ہی بڑے درویش تشریف لائے ہیں تو وہ آپ سے ملاقات کے لیئے آئے انہوں نے آپ کی بہت خاطر تواضع کی اور آپ کے لیئے ایک خطیر رقم اکٹھی کی۔ جب انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رقم پیش کی تو آپ نے اس کو لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم ان پیسوں کی خاطر نہیں آئے۔ بہت اصرار کے بعد بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں مانے تو انہوں نے آپ کے ساتھ موجود نعت خواں صاحب کو کچھ پیسے پیش کیے۔ جب نعت خواں صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا تو ان کا رنگ پیلا پڑگیا اور انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں تم ان سے پیسے نہ لے لو۔ اس کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ آپ یہ پیسے اپنے پاس امانت رکھیں۔ حج سے واپسی پر اگر ہمیں پھر جہاد کشمیر کے لیئے جانا پڑا تو یہ اس جہاد میں کام آئیں گے۔ اور اسی طرح خالی ہاتھ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پہنچے وہاں بھی کافی لوگوں نے آپ کو نذرانے پیش کیے مگر آپ نے وہاں ہی تقسیم فرمادیئے اپنے پاس کبھی ایک کوڑی بھی نہیں رکھی اور اس سرزمین پر بھی لنگر چلاتے رہے مگر کبھی بھی آپ کا لنگر بند نہیں ہوا۔

حقیقت میں آپ توکّل اور بے نیازی میں بہت بلند مرتبہ رکھتے

تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک بہت بڑے عالم بھی تھے اس لیئے آپ کی مجلس میں بڑے بڑے اہل علم و فضل بھی آتے اور آپ کی گفتگو سنتے اور بہت متاثر ہوتے۔ لوگ آپ سے طرح طرح کے مسائل دریافت کرتے اور آپ نہایت مدلّل طریقے سے ان کی تسلی فرماتے اور وہ آپ کے دلائل سن کر اہل علم و فضل حیران ہوتے کہ ایک ایسا انسان جو شب و روز امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام میں مستغرق رہتا ہے۔ وہ کیسا باعمل عالم ہے کہ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ آپ کے علم و فضل کا واضح ثبوت آپ کا کتب خانہ تھا۔ جس میں اس وقت لاکھوں روپے کی کتابیں موجود تھیں۔ جو کہ آپ نے دوسرے ممالک سے منگوائی تھیں۔ اور اتنی نایاب تھیں کہ لوگ دور دور سے استفادہ کرنے کے لیئے آتے تھے۔ دور نزدیک سے لوگ آپ کے کتب خانے کی شہرت سن کر مطالعہ کے لیئے آتے تھے اور اپنی ضرورت اور تحقیق کے مطابق کتب انہیں میسر آجاتی تھیں۔ راقم الحروف نے خود ان کتب کو دیکھا جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر کتاب کا مطالعہ فرمایا اور ضروری نشان اور تشریحات حواشی کی صورت میں ان کے کناروں پر تحریر فرمائے ہیں۔

ایک طرف تو آپ کے مطالعہ کا یہ حال تھا اور دوسری طرف دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر۔ کوئی شخص بھی اندازہ نہیں کرسکتا کہ ایک وقت میں اتنے زیادہ کام ایک آدمی اتنے مختصر وقت میں کیسے سرانجام دے سکتا ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ہوجاتا ہے اور پھر یہ دنیاوی کام اس کے لیئے مشکل نہیں ہوتے کیونکہ ان کا ہر قول و فعل خدا کی رضا پر ہوتا ہے۔ اس لیئے خدا بھی اس

کو اپنے رحمت کے سائے میں لے لیتا ہے۔ اور ہر طرح سے امداد فرماتے ہیں ایسے آدمی کی زندگی ایک انقلابی زندگی ہوتی ہے۔ اور اس کی تھوڑی سی زندگی میں اللہ تعالیٰ بہت زیادہ برکات ڈال دیتے ہیں اور مختصر وقت میں ان کے ہاتھ سے زیادہ کام صادر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دینی معرفت کے علاوہ دنیاوی علوم اور وسیع علم عطاء فرمایا تھا۔ اور آپ کو مسائل حاضرہ سے گہری واقفیت تھی اور تنقید و تبصرہ کا کمال بھی حاصل تھا جس کا اندازہ آپ کو اس کتاب کے مطالعہ کے دوران کئی جگہ ہوا ہوگا۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے محدود وسائل کے ساتھ نہایت مدبرانہ اور انقلابی کوششیں کیں۔ اور دین کی راہ میں چلتے ہوئے طرح طرح کی مشکلات اور تکالیف برداشت کیں۔ اس کی مثال میں ہم دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ آپ نے ۱۹۳۰ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد شروع کیا اور پھر آخری وقت تک چین سے نہ بیٹھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ زندگی کا بیشتر حصہ جلا وطنی کی شکل میں گزارا۔ ختم نبوّت کے موقعہ پر پھانسی کی کوٹھڑی میں ڈالے گئے مگر آپ نے ان تمام تکالیف کو خوشی سے برداشت کیا۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں بہت زیادہ عمدہ صفات اور خصوصیات موجود تھیں۔ آپ لوگوں سے بے حد تواضع و انکساری سے پیش آتے۔ ہر طبقہ کے لوگوں سے ان کے درجات کے مطابق حسن سلوک فرماتے۔ علماء کے ساتھ عالمانہ انداز اختیار فرماتے اور ان بڑھوں کے ساتھ ان کی سمجھ کے مطابق معاملہ فرماتے اور چھوٹوں کے ساتھ نہایت شفقت سے ملتے۔

علماء کرام اور مشائخ عظام کا نہایت ادب فرماتے اور نہایت ادب سے پیش آتے۔ آپ کے ادب کا یہ حال تھا کہ آپ کے پیر و مرشد کے مرشدان گرامی جناب حضرت حافظ محمد عرف بابا جی صاحب عمرزئی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی خانقاہ کے درمیان تقریباً ایک میل کا فاصلہ ہے مگر آپ روزانہ ان کی زیارت کے لیئے جاتے تو پاؤں مبارک سے جوتے اتار لیتے تھے اور ننگے پاؤں اپنے گھر سے ان کی زیارت کے لیئے جاتے تھے۔

آپ جس سے بھی معاملہ فرماتے وہ یہ سمجھتا کہ بس حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارک صرف اسی سے محبت رکھتی ہیں راقم الحروف جس جگہ بھی گیا اور جن صاحب سے بھی ملاقات کی ان کا پہلا بیان یہی ہوتا تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے بہت زیادہ چاہتے تھے اور مجھ سے محبت رکھتے تھے۔ ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کا دعویٰ کرتا۔ یہ آپ کے حسن اخلاق کی ایک بہترین مثال ہے۔

حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ہمہ تن غرق ذات تھی۔ آپ ہمیشہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے حصے کا کام خود انجام دیا کرتے تھے اور اس کو کرنے میں خوشی محسوس فرماتے تھے۔

باب پانزدهم

تصنیف و تالیف

اتنی ساری مصروفیتوں کے ہوتے ہوئے آپ نے تصنیف و تالیف کا کام بھی کیا۔ ذیل میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی فہرست دی جاتی ہے جس سے قارئین کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی زندگی کے متعلق آگاہی ہوسکے گی۔

۱۔ انوار مدینہ ٦۴
۲۔ گلزار مدینہ چھ حصے ۱۸۲
۳۔ بہار مدینہ ۷۳
۴۔ اسرار مدینہ ۱۵۲
۵۔ الحمد للہ ۱۲۰
٦۔ سبحان اللہ ۱۰۴
۷۔ سبحان ربی الاعلی ۱۴۸
۸۔ دیوان مداح ۲۸۸
۹۔ تحفة الحجاج ۱۲۸
۱۰۔ دیوان محمد آمین
۱۱۔ ھذا من فضل ربی ۴۲
۱۲۔ منازل عقبی ۸۰
۱۳۔ تحفة الحبیب فی فضیلت الصلوة علی اشرف البریہ ۸۰
۱۴۔ روضة الحبیبؐ ۳۵۲ (پرانا)
۱۵۔ گلدستہ مدینہ منورہ چار حصے
۱٦۔ سلسلہ قادریہ ۱٦
۱۷۔ عبرة الحجاج ۱٦۰
۱۸۔ دستور جماعت ناجیہ ٦۴
۱۹۔ من الرب الرحیم
۲۰۔ لا حول ولا قوة الا باللہ
۲۱۔ روحی فدا
۲۲۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین ۱۰۵
۲۳۔ گلدستہ مصطفیٰ
۲۴۔ روحی نثار
۲۵۔ حالات محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲٦۔ الحق (رسالہ)
۲۷۔ وظیفہ ایام خمسہ
۲۸۔ اقرار نامہ
۲۹۔ تحفة الحرمین الشرفین ۱٦
۳۰۔ رسالہ ماہنامہ الصادقہ

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا مختصر تعارف

نمبر۱۔ روضتہ الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ (پشتو) (منظوم)

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب اپنے چھٹے اور آخری حج (۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک پر لکھی۔ اس کتاب کے ہر شعبہ کو نہایت عاجزی کے ساتھ وہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور پر سنایا اور شاید یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو آپ کی دوسری تمام کتب پر فضیلت حاصل ہے۔

اس کتاب کے تقریباً ۳۵۲ صفحات ہیں اور اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں ۱۶۷ صفحات ہیں جو کہ نعتیہ حصہ ہے اس میں ۱۷۵ کے قریب نعتیں ہیں۔ یہ حصہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء بعد از نماز عصر مکمل فرمایا۔

اس کے دوسرے حصے میں بھی نعت کا بڑا حصہ ہے اور تقریباً ۱۱۸ نعتیں ہیں۔ اس کے علاوہ اس حصے میں چند مناجات الٰہیہ اور بعد کے الٰہیہ ویں صفحے پر آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت سید فضل واحد رحمۃ اللہ علیہ (حاجی صاحب ترنگزئی) ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء کے یوم وفات کے یاد میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ اور اسے ۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۶ھ ۹ مئی ۱۹۵۷ء مکمل کرکے اپنی ذاتی خرچ سے شائع کرایا۔

اس کتاب میں ہمیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حرمین الشریفین

میں قیام کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ کتاب کے ہر شعر میں عشق رسول ﷺ جھلکتا ہے۔ تمام نعتیں دلکش ہیں جو انتہائی عقیدت و محبت میں کہی گئی ہیں۔ نعت و نظم کی ابتداء میں عربی زبان میں ابتدائیہ پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں مختلف مقامات پر جماعت ناجیہ ' شریعت مطہرہ اور ہندوستان کی آزادی کے لیئے دعائیں کی گئی ہیں اور تمام غیر شرعی کاموں سے بچنے کے لیئے نصیحتیں کی گئی ہیں اسی طرح اس کتاب کے دوسرے حصے میں نثری مضامین کہے گئے ہیں۔ ان مضامین میں خدا کی وحدانیت ' شان قدرت اور صداقت ایمانی جیسے مختلف عنوانات قائم کیے گئے ہیں اور جملہ متعلقین کے لیئے دعائے خیر طلب کی گئی ہے۔ اس کتاب میں استعمال کی گئی زبان اگرچہ سادہ اور عام فہم ہے لیکن زیادہ تر الفاظ عربی کے استعمال کئے گئے ہیں الغرض یہ کتاب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے پناہ محبت رسول ﷺ دل کی پکار اور تمام تر جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔

۲۔ رسالہ تحفۃ الحبیبہ فی فضیلۃ الصلوۃ علی اشرف البریہ (عربی، پشتو نثر)

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ دوران ہجرت للمہ جوار ھڈہ شریف (افغانستان) میں ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ / ۲۰ اگست ۱۹۳۶ء میں لکھا اور ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء حاجی فضل احد اینڈ سنز تاجران کتب بازار قصہ

خوانی پشاور نے ایمپائر پریس پشاور سے شائع کیا۔ یہ رسالہ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں احادیث صحاح ستہ کے مختلف حوالے پیش کیے گئے ہیں جس سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محنت اور کوشش کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ درود شریف بالجہر کے قائل تھے اور مواقع کی رعایت سے اونچی آواز میں درود شریف پڑھنا انہیں زیادہ پسند تھا۔

یہ رسالہ اپنے موضوع ' افادیت اور معنویت کے اعتبار سے بہت اہم اور قابل قدر ہے۔

۳۔ گلزار مدینہ۔ (پشتو منظوم)

یہ کتاب دو جلدوں اور چھ حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد کے ابتدائی صفحات پر ۲۴ نعتیں اور نظمیں ہیں حصہ دوم کے ۱۳ صفحات پر ۲۳ نظمیں اور نعتیں ہیں۔ حصہ سوم کے ابتدائی ۱۲ صفحات پر ۲۳ نظمیں اور نعتیں ہیں جب کہ دوسری جلد کے تینوں حصوں میں بالترتیب حصہ چہارم ۴۰ صفحات پر ۵۰ نظمیں حصہ پنجم کے ۴۸ صفحات پر نعت اور آخری حصہ کے ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کی پہلی جلد عبدالغفور مالک محمد صدیق بردار اینڈ پبلشرز سٹیشنری بازار قصہ خوانی کی شائع کردہ ہے۔

اس کتاب کا حصہ چہارم ۳ رمضان ۱۳۷۴ھ حصہ پنجم ۱۰ رمضان ۱۳۷۴ھ اور حصہ ششم ۲۲ رمضان ۱۳۷۴ھ کو قلمی طور پر مدون کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کتاب نعتوں پر مشتمل ہے اور اکثر حصہ مدینہ منورہ

اور مکہ معظمہ میں لکھا گیا ہے۔ اکثر اشعار حضور ﷺ کی سیرت طیبہ اور اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی فضل واحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں لکھے گئے ہیں۔

اس کتاب میں جماعت ناجیہ کا لائحہ عمل پیش کیا گیا ہے۔ نیز حضور ﷺ کی پیدائش مبارک کا واقعہ بھی مذکور ہے۔ کتاب کے آخر میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے طریقت میں اپنے شیوخ کا سلسلہ پیش کیا ہے ایک بار حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں طبع ہوئی اور دوبارہ جناب رضوان اللہ صاحب نواسہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے شائع کرایا۔

۴۔ اسرار مدینہ ۔ (پشتو منظوم)

اس کتاب کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے افغانستان میں للمہ کے مقام پر اپنی قیام کے دوران حضرت ہڈہ شریف کے نزدیک تحریر فرمایا۔ اس کے صفحہ ۱۳۱ پر ۲۷ رمضان ۱۳۶۰ھ اور صفحہ ۱۵۰ پر ۲۷ رمضان ۱۳۶۷ھ درج ہے ان تاریخوں میں ۲۷ رمضان کی مقدس تاریخ مشترک ہے۔ پہلی تاریخ کتاب کی تکمیل کی ہے اور دوسری تاریخ شجرہ بیعت کو کتاب میں شامل کرنے کی تاریخ ہے۔ لیکن سرورق پر ۲ ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ۲۷ رمضان ۱۳۶۰ھ کو مرتب کی گئی اور ۲ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ کو حضور ﷺ کے حضور بطور عقیدت پیش کی گئی۔ ۱۵۲ صفحات کی یہ کتاب تقریباً ۵۶ نظموں اور نعتوں پر مشتمل ہے۔

۵۔ سبحان اللہ۔ (عربی پشتو منظوم)

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب حاجی فقیر محمد اینڈ سنز تاجران کتب بازار قصہ خوانی پشاور نے ۱۳۷۱ھ / 1952ء کو شائع کی۔ جبکہ آپ نے اسے سہ شنبہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۶۸ھ / مارچ 1948ء میں مرتب کیا۔ یہ کتاب ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب میں بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے پناہ اظہار کیا گیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی وضاحت کی ہے کہ کس طریقہ سے افغانستان کابل کے بادشاہ امیر عبدالرحمان سے آپ تک پہنچے۔ اور مسلم شریف اور بخاری شریف کی چند احادیث سے اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

۶۔ سبحان ربی الاعلی ۔ (عربی۔ پشتو)

۱۴۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ شوال ۱۳۶۱ھ اکتوبر 1942ء میں مرتب کی اور اس کے چند سال بعد ۱۳۶۶ھ / 1947ء میں میاں بختیار احمد تاجر کتب بازار قصہ خوانی پشاور نے اسے شائع کیا اور اس کی کتابت محمد سعید نے کی اس کتاب کی زبان بھی دوسری کتب کی طرح سادہ اور رواں ہے اس کی تالیف میں تفسیر حسینی، تفسیر خازن معالم التنزیل اور صحاح ستہ وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے اس میں اہل جنت و دوزخ کا حال انتہائی موثر و بلیغ انداز میں قرآن و سنت کی روشنی میں مذکور ہے اس کتاب میں مشہور نعت یہ ہے۔

تور دستر کو دزړه سر م محمّد رسول الله د ے،

اور یہ منظومہ دعا مشہور ہے

پہ عبادت عادت جملہ مسلمانان کرے ربہ !

ترجمہ۔ اے اللہ تمام مسلمانوں کو اپنی عبادت کی توفیق عطا فرما۔

۷۔ من الرب الرحیم۔ (عربی پشتو) منظوم

اس کتاب میں ۱۰۵ نظمیں اور نعتیں ہیں اور تقریباً ۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی تصنیف و تالیف نامعلوم ہے۔البتہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ کو آپ نے ریاض الجنتہ میں متصل روضہ مبارک حضور ﷺ کے ختم فرمایا۔

۸۔ ہذا من فضل ربی۔ (عربی۔ پشتو قلمی) (منظوم)

یہ ایک نادر قلمی نسخہ کی صورت میں موجود ہے اور تاحال طبع نہیں ہوئی۔ ۹۶ نظموں اور نعتوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۴ شوال ۱۳۷۴ھ /۱۹۵۵ء کو مرتب کیا اور ۴ محرم ۱۳۷۶ ھ /۱۹۵۶ء کو مطاف میں سُنایا۔ اور مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے روضہ انور پر ربیع الاول ۱۳۷۶ھ / 1956ء بطور عقیدت پڑھا۔ یہ نادر قلمی نسخہ محترم صاحبزادگان کی اجازت سے راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔

۹۔ تحفة الحجاج۔ (عربی پشتو نثر)

یہ کتاب ۳۰×۲۰/۱۶ سائز کے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اس میں حج

سے تینوں اضلاع کے مجاہدین کے لئے ایک اجازت نامہ لکھا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان تینوں اضلاع میں جس کسی کے پاس آپ کا دیا ہوا اجازت نامہ ہوگا وہ آزادی سے اسلحہ رکھ سکے گا۔ اور قابل گرفت نہیں ہوگا۔

وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان صاحب کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے اجازت نامہ کا ترجمہ جو کہ مولف کے پاس محفوظ ہے درج ذیل ہے

ڈپٹی کمشنر پشاور۔ ڈپٹی کمشنر مردان۔ ڈپٹی کمشنر کوہاٹ

حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف ناجیہ پارٹی کے ساتھیوں کو اجازت دی جائے کہ پشاور مردان اور کوہاٹ کے اضلاع میں اسلحہ رکھ سکیں۔ کسی قسم کی وجوہات کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس پر شبہ پیدا ہو جائے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے افسر متعلقہ رائے دریافت کرے اور ان کی رائے کو منظور کیا جاوے۔[۵]

چیف منسٹر شمالی مغربی صوبہ سرحد مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۴۸ء

اجازت نامہ حاصل کر کے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جماعت کے مجاہدین نے اپنی جیب سے ایک ہزار بندوقیں خریدیں مگر دوسری طرف خان عبدالقیوم خان صاحب نے بظاہر تو اجازت نامہ لکھا مگر دوسری طرف اس پر عمل در آمد نہ کرنے کو بھی کہا۔ اور جیسے ہی جماعت ناجیہ کے مجاہدین نے بندوقیں باہر نکالیں۔ تو مجاہدین کی ساری بندوقوں کو پولیس نے ناجائز قرار دیدیا۔ بیس عدد بندوقیں پکڑ کر مع جرمانے کے ضبط کر لی گئیں۔ ان میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی بندوق بھی ضبط ہوئی۔ اور ایک سو پچاس روپیہ جرمانہ بھی ہوا۔ جس کا اعتراف اس وقت کی پولیس نے بھی کیا کہ ہاں جماعت ناجیہ کے مجاہدین کو جرمانہ کیا گیا چنانچہ لکھتے ہیں۔

---

۵ الصادقہ ۲۷ اگست ۱۹۴۹ء ص ۱۴

گل رحمان ولد نور محمد کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت نامہ دیا اور وہ ہتھیار خریدنے کو سرائے خٹک چلا گیا جہاں گل رحمان کو پولیس نے گرفتار کیا اور ضمانت پر رہا کیا واپسی پر گل رحمان نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی چٹوں کو کالعدم قرار دینے کی شکایت کی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے متعلقہ پولیس سب انسپکٹر کو ایک خط لکھا لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ سب انسپکٹر سے کوئی جواب نہ ملنے پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نوشہرہ کے ڈی ایس پی کو ایک خط لکھا لیکن اس خط پر بھی کوئی عمل نہ ہوا اور آخر کار گل رحمان کو ۳۰ روپے جرمانہ کیا گیا اور اس کے اسلحہ کو ضبط کرلیا گیا۔[1]

ان بندوقوں میں سے ہر ایک بندوق سو سے چار سو روپے تک قیمت کی تھی۔ جب ہر طرف سے ناکامی ہوئی۔ تو جماعت ناجیہ کے مرکز عالیہ المجاہد آباد میں ایک اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ باقی ماندہ بندوقوں کو درپردہ فروخت کر دیا جائے جس پر عمل کرتے ہوئے جماعت ناجیہ کے مجاہدین نے اپنی بندوقیں نصف قیمت پر فروخت کردیں۔

اس کار روائی کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خان عبدالقیوم خان صاحب سے جماعت کی بے عزتی کا غالباً" ٦ مرتبہ شکوہ کیا تو خان صاحب نے ہر بار ضبط شدہ بندوقوں کی فہرست طلب کی اور آپ نے بھی ہر بار فہرست پیش کی مگر افسوس صد افسوس کہ ہر بار خان صاحب نے فہرستوں کے گم ہونے اور اپنے اختیارات کے کم ہونے کا بہانہ کیا اور جب آپ مایوس ہو گئے تو پھر مزید استفسار پر فہرستوں کو پیش نہیں کیا۔[2]

جب یہ افسوس ناک واقعہ جماعت ناجیہ کے مجاہدین کے ساتھ پیش آیا

---

[1] سپیشل برانچ پولیس بنڈل نمبر ۱۶ فائل نمبر ۲۵۰ صفحہ ۱۰ پشاور آرکائیوز۔

[2] الصادق یکم محرم ۱۳۶۸ھ / ۳ نومبر ۱۹۴۸ء

تو جماعت ناجیہ کا ہر ایک مجاہد حکومت سے بدظن ہوگیا لیکن جماعت ناجیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل تھی۔ لہٰذا اس وقت کے محاذ جنگ کے افسروں نے حکومت پاکستان کے دارالخلافہ کراچی کو پھر سے اطلاع دی کہ جس جماعت ناجیہ کے لئے پانچ سو بندوقوں کی سفارش کی گئی تھی وہ جماعت کہاں ہے اور بندوقوں کو لینے کے لیئے کیوں نہیں آئی ؟ الغرض راولپنڈی سے جنرل طارق صاحب نے جماعت ناجیہ کے بزرگوں کو دعوت دی جس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بذات خود تشریف لائے۔ اور آپ کو جہاد کے لئے تین سو امریکی بندوق۔ نوسٹین گن اور ایک برین گن دینے کی منظوری دی گئی۔ اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جرنل طارق صاحب سے کہا کہ ان کے پاس بھی کئی بندوقیں ہیں مگر وہ بلا لائسنس ہیں اور ان کا رکھنا جرم ہے جس پر جنرل طارق صاحب نے کسی ذریعے سے حکومت سے منظوری لے لی کہ جماعت ناجیہ کے بندوقوں کو نہ پکڑا جائے۔

تیسری بار جہاد کشمیر کے لئے روانگی

پونچھ محاذ کے حالات تحریر کرنے سے پہلے میں بہتر سمجھتا ہوں کہ ان اسباب کا ذکر کروں جس کی وجہ سے جہاد کشمیر کے لئے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بار بار جانا پڑا اور جس کو آپ نے جہاد کا نام دیا۔

محاذ پونچھ اور تفصیلی حالات، پونچھ کی حکومتی تنظیم

پونچھ چار تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ ۱۔ سونوتی ۲۔ باغ ۳۔ مینڈر ۴۔ حویلی سردار ابراہیم صاحب صدر آزاد کشمیر گورنمنٹ جو "ہوا نہ مہرہ" نامی گاؤں کے رہائشی تھے جو باغ اور سونوتی کے درمیان واقع ہے اور پلندری سے

گیارہ میل دور ہے۔ پونچھ میں داخل ہونے کے لئے مجاہدین کو "پچھمن پتن" نامی پل پر گزرنا پڑتا تھا جو دریائے جہلم سے ملتا ہے۔

آغاز جنگ

شروع میں سکھوں نے اس پل کو جلایا تھا اور جب مجاہدین اس پل سے گزر رہے تھے تو ان کو بھی معلوم ہوا کہ واقعی اس پل کو سکھوں نے جلایا ہے جس کی وجہ سے حکومت نے اب ایک پل کی بجائے مجاہدین کے لئے دو پل تعمیر کروادیئے تھے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے جہاز گرانے والی توپ بھی لگادی تھی۔

اسباب جنگ

"تنگ آمد بجنگ آمد" ہری حکومت نے ایسے مظالم کی انتہا کردی تھی جس کی مثال دینی مشکل ہے اور مسلمان اس کے ظلم و ستم سے تنگ آچکے تھے نمونے کے طور پر دو مثالیں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کا تعلق علاقہ کے خاص و عام سے ہے تا کہ ہری حکومت کے مظالم سے آگاہی حاصل ہو جائے کہ وہ طرح طرح کے مظالم کے لئے کیسے حربے استعمال کر رہی تھی

ہوا پر ٹیکس

ایک شخص اگر اپنے گھر میں بجائے ایک دروازہ کے کئی کھڑکیاں بنائے تو ہر ایک کھڑکی پر فی کھڑکی ٹیکس لگایا جاتا تھا۔

چولہا پر ٹیکس

ایک شخص اگر کئی چولہے بنائے تو باوجود ایک گھر میں ہونے کے فی چولہا ٹیکس لگایا جاتا تھا ہری حکومت کے مظالم ایسے نہ تھے کہ اس پر خاموشی اختیار کی جاتی۔ اس لئے پونچھ کے باشندے منظم ہونے لگے اور حکومت کے خلاف جلسے ہونے لگے۔ ہری حکومت نے اس بغاوت کو دبانے کے لئے اقدامات شروع کیئے اور پونچھ میں دفعہ ۱۴۴ کو توڑنے کے لئے مقامی لیڈروں نے جدوجہد شروع کی جس کی وجہ سے بہت سے گرفتاریاں ہوئیں جن میں بہت سے لیڈروں کو جیل ہی میں قتل کر دیا گیا۔

فوجی لڑائی "پہلا حملہ"

"دیرہ کوٹ" جو پلندری سے نو میل دور ہے جس میں پونچھ کے باشندوں اور ڈوگرہ فوج کا مقابلہ ہوا مسلمانوں کے پاس اس حملے میں صرف ۳۳ رائفل تھیں جب کہ باقی لوگ کلہاڑیوں اور لاٹھیوں سے لڑائی لڑتے تھے۔ بالمقابل ہر حکومت کے مسلح ڈوگرے تھے جو پونچھ کے مختلف قلعوں اور چوکیوں میں تعینات تھے۔ مسلمانوں کا جذبہ حریت اتنا زبردست تھا کہ ڈوگرہ فوج مرغوب ہو گئی اور اپنے مورچے خالی کر کے بھاگنے لگی۔

دوسرا حملہ

دوسرا حملہ "منگ" پر ہوا جس میں آٹھ اور نو نمبر رجمنٹ موجود تھی

جو کہ جنگجو ہونے کی وجہ سے ممتاز حیثیت رکھتی تھی وہ بھی مسلمانوں کے جذبہ حریت کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور شکست کھا کر بھاگ گئی۔

تیسرا حملہ

تیسرا حملہ راولاکوٹ میں ہوا جس سے ڈوگرہ فوج پونچھ کی طرف جمع ہونے لگی۔ سردار ابراہیم صاحب جو پونچھ کے باشندے ہیں ان حالات سے باخبر تھے اور اس فکر میں تھے کہ تمام کشمیر عموماً" اور پونچھ علاقہ کو خصوصاً" ڈوگرہ حکومت سے نجات دلاسکیں ہری حکومت ایسے شخص کو کب آزاد چھوڑ سکتی تھی لہٰذا ان کو حکومت نے گاؤں میں نظربند کردیا تھا۔ آپ نے اپنی جان و مال اور اہل عیال کی پرواہ نہ کی اور اپنے گاؤں کو خیرباد کہہ کر صوبہ سرحد کے قبائلیوں سے ملاقات کی اور ان کو اپنا سانحہ سنایا قبائلی قدرتی طور پر ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی بھی امداد مانگے وہ مدد کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً" کفار سے جہاد کا جذبہ ان کو ہروقت متحرک رکھتا ہے۔

قبائلیوں کی آمد

یہی وجہ تھی کہ قبائلی پونچھ کی طرف روانہ ہوئے اور بڑی بے تابی سے پونچھ کہاں ہے ؟ پونچھ کہاں ہے ؟ کے سوالات کرتے رہتے تھے۔ ایک طرف قبائلی پہنچے اور دوسری طرف پونچھ میں ہری حکومت کی فوج کی امداد کے لئے ہندوستانی فوج پہنچی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے پونچھ کو کافی عرصہ محصور رکھا

کے بارے میں تمام احکام اور مکہ معظمہ کے چوبیس ابواب کے اسماء دیئے گئے ہیں اس کے علاوہ مدینہ منورہ کے مقامات مقدسہ مساجد وغیرہ میں نوافل اور وہاں کی دعاؤں کا بھی تفصیلی ذکر ہے۔ مسجد نبوی ﷺ کے تین محرابوں اور پانچ ابواب اور پانچ میناروں کے اسماء بھی درج کئے گئے ہیں۔

اس میں داڑھی منڈوانے اور سگریٹ نوشی کی سخت مخالفت کی گئی ہے۔ یہ کتاب حجاج کرام کے لیئے بہترین تحفہ ہے جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول ﷺ کا بہترین نمونہ ہے۔

۱۰۔ عبرۃ الحجاج۔ (عربی نثر)

سولہ صفحات پر مشتمل حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عربی میں ایک رسالہ ہے۔ جسے آپ نے حج کی سعادت کے بعد اس وقت ترتیب دیا جب آپ نے دوران حج بیت اللہ شریف میں حجاج کرام اور بالخصوص مصریوں کو داڑھی منڈواتے اور سگریٹ پیتے دیکھا آپ نے فرمایا کہ جو شخص حجر اسود کے قریب اپنے گناہوں کی توبہ کرتا ہے اور داڑھی منڈواتا ہے ایسا کرنا حرام ہے۔ اور کرنے والا فاسق و ملعون ہے۔ اسی طرح سگریٹ کی بھی سختی سے مخالفت کی کیونکہ یہ سنت رسول ﷺ کے خلاف ہے۔ اور انگریزوں کا طرز عمل ہے کتاب کے آخر میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سعودی حکام کے اس رویے پر حیران ہیں کہ باوجود قدرت رکھنے کے سعودی حکام ان گناہوں کی روک تھام کے لیئے کچھ اقدام نہیں اٹھا رہے۔

رسالے کی اشاعت کا صحیح وقت معلوم نہیں۔ سرورق پر المجاہد آباد

من مضافات ترنگزئی پشاور سرحد کو "ملک الہند" میں ظاہر کیا گیا ہے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی کے ساتھ "امام المسلمین" جماعت ناجیہ صالحہ لکھا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسالہ ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء کے درمیان ترتیب دیا گیا ہے۔

۱۱۔ منازل عقبیٰ۔ (عربی، پشتو)

اس کتاب میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں اور بالخصوص اپنے عقیدت مندوں کے لیئے ہفتہ وار وظائف مرتب کیے ہیں آپ نے اپنی زندگی میں منظور عام پریس پشاور سے اسے شائع کرایا۔ یہ کتاب ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں تقریباً ۷۷۵ آیات قرآنی درج ہیں۔ جسے سات ضربوں، پانچ خمسوں یا تین مثلثوں میں تقسیم کیا گیا ہے ضرب اول کی ابتداء بروز جمعہ اور ضرب ہفتم کا اختتام بروز جمعرات ہونا چاہیئے۔ تمام وظائف کا تحت اللفظ ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ موضوع کے اعتبار سے یہ ایک بہترین کتاب ہے۔

۱۲۔ وظیفہ ایام خمسہ۔ (عربی، پشتو)

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منازل عقبیٰ کے وظائف کو معمولی تبدیلی کے ساتھ اور کچھ اضافہ کرکے پانچ دن کے وظائف میں تقسیم فرمایا ہے اس کا مجموعہ بھی قرآن حکیم کی ۷۷۵ آیات پر مشتمل ہے۔

۱۳۔ سلسلہ قادریہ۔ (پشتو)

سولہ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ قادریہ کا شجرہ ' طریقت اور اسباق پر مشتمل ہے۔ اس میں بیعت کا طریقہ اور مریدوں کے لیئے پند ونصائح بیان کیے گئے ہیں سلسلہ قادریہ کے مریدوں کے لیئے رسالہ بہت ہی مفید ہے۔

۱۴۔ دیوان مداح۔ (پشتو منظوم)

۲۸۸ صفحات پر مشتمل یہ دیوان ۵۲ نظموں اور نعتوں کا مجموعہ ہے۔ اس کو حضرت حاجی صاحب نے ۱۳۵۲ ھ / ۱۹۳۳ ء میں تصنیف کیا اور میاں عبدالخالق تاجران کتب قصہ خوانی بازار پشاور سے شائع کرایا

۱۵۔ الحمد للہ۔ (پشتو منظوم)

یہ کتاب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱ رمضان ۱۳۶۹ ھ / ۱۹۵۰ ء کو تصنیف فرمائی جو کہ تقریباً ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حضرت سید فضل واحد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۶ ھ / ۱۹۳۷ ء کی یاد میں تصنیف فرمایا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اس میں خدا کی کبریائی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطالب بھی موجود ہیں۔

۱۶۔ دستور جماعت ناجیہ صالحہ۔ (پشتو نثر)

اگرچہ جماعت ناجیہ صالحہ کی تشکیل ۱۳۶۵ ھ /۱۹۴۶ ء میں ہوئی لیکن جماعت کے مطبوعہ دستور سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مستقل اشاعت و طباعت ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں ہوئی۔ یہ ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس میں جماعت کا نصب العین۔ طریقہ انتخاب ' اصول اور فرائض و ذمہ داریوں کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اس جماعت ناجیہ صالحہ کا نام آج نہیں بلکہ آج سے تیرہ سو سال قبل حضور ﷺ نے عنایت فرمایا تھا اور یہ "ما انا علیہ و اصحابی" کی بنیاد پر قائم ہے۔

اس دستور کو قرآن و سنت کی اصول پر مرتب کیا گیا ہے اسی دستور پر عمل کرتے ہوئے مجاہدین نے جہاد کشمیر میں حصہ لیا اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔

۱۷۔ اقرار نامہ۔ (اردو ' پشتو نثر)

یہ سولہ صفحات پر مشتمل اقرار نامہ ہے۔ جو کہ اس بات کا اقرار ہے کہ اقرار کنندہ جماعت کے دستور پر سختی سے کاربند رہے گا اگر وہ جماعت کے مندرجہ ذیل اصولوں سے انحراف کرے گا تو مجرم تصور کیا جائے گا۔

۱۔ جماعت ناجیہ اپنے اصولوں کے ساتھ "ما انا علیہ و اصحابی" کے مطابق ایک مستقل جماعت ہے۔

۲۔ مسلمانوں کی کسی بھی جماعت سے اس کی ایسی شرکت نہیں ہیں کہ یہ اس کی ملحق یا تابعدار متصور ہو۔

۳۔ مسلمانوں کی کسی جماعت سے اس کا مقابلہ نہیں تاکہ اسے اس کا دشمن نہ سمجھا جائے۔

۴۔ یہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں یا افراد سے اسلامی اصولوں کے تحت

ہمدردی اور رابطہ رکھتی ہے۔
۵۔ جماعت ناجیہ کو اگر کوئی واقعہ پیش آجائے تو جماعت شرعی اصولوں کے تحت حل تلاش کرے گی۔
اگرچہ اس کی اشاعت کی تاریخ معلوم نہیں لیکن سرورق پر شرعی پاکستان زندہ باد" سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اقرار نامہ پاکستان بننے کے بعد چھپا۔

۱۸۔ دیوان محمد آمین۔ (پشتو منظوم)

۱۹۳۰ء میں عبدالسلام مرحوم نے $\frac{۸}{۲۰\times۲۶}$ سائز پر اسے شائع کیا یہ دیوان دیوان مداح سے پہلے شائع ہوا جو کہ دیوان مداح کے مقابلے میں مختصر ہے جس کے کل ۱۳۴ صفحات ہیں۔

۱۹۔ روحی فدا اور روحی نثار (پشتو۔ منظوم)

ان دونوں کتابوں میں بہترین نظمیں اور نعتیں اور درود شریف موجود ہیں اور یہ دونوں قلمی نسخے کی صورت میں موجود ہیں۔ اور محترم صاحبزادگان کی اجازت سے راقم الحروف کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ کی زندگی میں ہی دونوں کتابوں کی کتابت ہوئی اور آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کتب فروش کے حوالے کیں مگر ابھی تک طباعت نہ ہوسکی۔

۲۰۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ (عربی، پشتو)

یہ بھی ایک نادر قلمی نسخہ ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، نعتیں، نظمیں اور حضور ﷺ پر درود شریف مختلف الفاظ کے ساتھ

درج کیئے گے ہیں۔ اب تک اس کی اشاعت نہیں ہوئی۔ اس کے کل ۱۰۵ صفحات ہیں۔ جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اس کا کچھ حصہ گجرات اور کچھ پنڈی (صوبہ پنجاب) کے جیلوں میں تصنیف فرمایا۔ جب آپ کو ماہ فروی ۱۹۵۳ء جماد الثانی ۱۳۷۲ھ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے ایک عظیم الشان جلسے میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی جس میں آپ نے کالا لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور کالی پگڑی بھی باندھی ہوئی تھی۔ اور آپ تقریر فرما رہے تھے۔ اس وقت کسی کیمرے والے نے دور سے آپ کی تصویر بنائی۔ جو ۱۹ فروری ۱۹۵۳ء / جمادی الثانی ۱۳۷۲ھ میں اس وقت کے مشہور اخبار زمیندار میں شائع ہوئی جس کے نیچے یہ الفاظ درج تھے۔

فخر کشمیر شیر سرحد حاجی محمد آمین صاحب امیر جماعت ناجیہ صوبہ سرحد عمر زئی مجلس عاملہ کے عظیم الشان اجتماع میں ختم نبوت کی حفاظت کے لیئے صوبہ سرحد کی طرف سے ہر قسم کی قربانی دینے کا اعلان فرما رہے تھے۔ جلسے کے اختتام کے بعد جب آپ گاؤں کے لیئے روانہ ہوئے تو آپ کو گجرات کے ریلوے اسٹیشن پر گرفتار کر لیا گیا۔ سیاسی قیدی کی حیثیت سے جس میں اور بھی بہت سے علماء کرام بھی گرفتار ہوئے۔ کیونکہ علماء اور عوام نے قادیانی کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ آپ کو گجرات جیل میں پھانسی کے کمرے میں رکھا گیا۔ اس کتاب میں آپ حضور ﷺ کے عشق میں فرماتے ہیں۔

ستا دِعشق پہ پت ہم وَجُنی ځه غوغـاده
سر راپورته کړه عجبه تمـاشـاده

ترجمہ۔ آپ کے عشق کی بابت مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے

آپ بھی اپنے عاشق کے قتل کا یہ عجیب تماشہ دیکھیں
اسی طرح دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

ماستا دِ عشق پہ جرم وَجنی دا غوغا چہ دہ نن
سر کہڑہ راپورتہ پہ دیوال دا تماشا چہ دہ نن

ترجمہ مجھے آپ کے عشق میں قتل کیا جا رہا ہے اور ہر طرف آج یہی شور ہے

آپ بھی سر اٹھا کر میرے قتل ہونے کا تماشا دیکھیں

تین مہینوں کے بعد آپ کو پنڈی جیل منتقل کر دیا گیا اور چھ مہینے وہاں گزارے اور نو مہینوں کے بعد رہا ہوگئے۔ آخری صفحہ پر انہوں نے کتاب کی اختتامی تاریخ کچھ اس طرح درج فرمائی ہے کہ ۱۰ محرم ۱۳۷۳ھ جیل خانہ پنڈی صوبہ پنجاب

واپس آکر آپ نے یہ کتاب طباعت کے لیئے نورانی کتب خانہ پشاور کے حوالے کی صرف دو کاپی شرف الدین کاتب نے لکھی۔ اس دوران میں آپ حج کے لیئے تشریف لے جانے لگے تو آپ نے یہ نسخہ کاتب سے واپس منگوایا اور اپنے ساتھ لے گئے اور بیت اللہ شریف کے نزدیک اور روضہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تبرکاً" سنایا۔ اور آپ نے کتاب کے شروع اور آخر میں فرمایا۔ ۷ محرم ۱۳۷۶ھ میں بیت اللہ شریف کے نزدیک شروع کی اور ۱۵ محرم کو ختم فرمائی۔ پھر لکھتے ہیں کہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ مدینہ منورہ میں ریاض الجنتہ میں حجرے مبارک کے بالکل نزدیک شروع کی۔ ۲۶ ربیع الاول کو ختم فرمائی۔ حج کے بعد آپ واپس

وہاں مزید ایک سال قیام پذیر ہوئے اور واپسی پر بیمار ہوئے اور مسلسل بیماری کے بعد آپ وفات پاگئے اور یہ کتاب اسی طرح قلمی رہ گئی۔

۲۱۔ انوار مدینہ۔ (پشتو، عربی منظوم)

اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور حضور ﷺ پر درود شریف کا ذکر کیا گیا ہے ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ / ۳ جولائی ۱۹۳۹ء میں للمہ (افغانستان) ھڈہ شریف میں مکمل فرمائی اور آپ نے اسے ۵ محرم ۱۳۶۶ھ / ۲۹ نومبر ۱۹۴۶ء بروز پنجشبہ صلوۃ ضحیٰ کے بعد باغیچہ جنت میں حجرہ مبارک قبر مطہرہ اور منبر کے درمیان اول سے آخر تک بطور عقیدت پڑھا۔ اور آپ کی وہ مشہور نعت جو کہ آپ نے مدینہ منورہ میں تخلیق کی تھی اسی کتاب میں شامل ہے۔

زړګیه سترګې لګوه د قدم لاره نه ده
حضرت ﷺ پرې ایښے قدمونه دومره خواره نه ده

ترجمہ۔ اے دل اپنی آنکھوں کو بچھاؤ یہ زمین قدم رکھنے کے لیئے نہیں کیونکہ اس پر حضور ﷺ نے قدم مبارک رکھے ہیں اس لیئے اس کی فضیلت بہت بڑھ گئی ہے۔

اس کے کل ۶۴ صفحات ہیں اور فضل مالک کتب فروش آف پشاور نے اسے شائع کیا۔ پاکستان بننے سے قبل آفتاب عالم پریس لاہور سے طبع ہوئی ہے۔

۲۲۔ الحق۔ (پشتو نثر)

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو کہ آپ نے ولا الضالین کے مد میں لکھا ہے۔ اس کی کتابت جناب قریشی مرحوم پشاور نے کی۔

۲۳۔ الصادقہ۔ (پشتو نثر)

یہ جماعت ناجیہ کا ماہانہ پشتو رسالہ تھا۔ جو کہ ابتداء میں ۱۵ دن کے بعد جماعت ناجیہ کے خرچ پر شائع ہوتا تھا۔ پھر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذاتی خرچ سے خود اس کے شائع کرنے کا اہتمام فرمایا جس میں علماء کرام کے لیئے علیحدہ صفحات مختص ہوتے تھے۔۔ اور وہ اپنی قیمتی تحریروں سے لوگوں کو مستفید فرماتے تھے۔ اور جو کہ جماعت ناجیہ کا اجراء شریعت اور دوسرے بڑے کاموں کو حکومت وقت تک پہنچانے کا واحد ترجمان تھا۔ جو کہ ہر لحاظ سے ایک جامع دینی رسالہ تھا۔

۲۴۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ (پشتو منظوم)

یہ کتاب بھی جناب رضوان صاحب اور اس ناچیز (راقم الحروف) کی مشترکہ کوششوں سے منظرعام پر آئی جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بہترین نعتیں اور نظمیں بیان کی گئی ہیں۔ جس میں شرعی زندگی کے بارے میں نثر میں رمضان المبارک اور جہاد فی سبیل اللہ غازی کے متعلق نظم میں بیان ہے اور حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دو مرثیے بھی اس میں شامل ہیں اس کے کل ۶۴ صفحات ہیں اور نورانی کتب خانہ نے اس کو شائع کیا ہے۔

۲۵۔ حالات محبوب کریم ﷺ ۔ (پشتو نثر)

یہ ایک نادر قلمی نسخہ راقم الحروف کی پاس محفوظ ہے۔ جس کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شروع فرمایا مگر زندگی نے وفا نہ کی اور یہ کتاب نامکمل رہ گئی۔ اس کتاب کو آپ نے بارہ ابواب میں تقسیم فرمایا اور پہلے باب کا مختصر حصہ تحریر فرمایا تھا۔ کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرماگئے۔

۲۶۔ گلدستہ مدینہ منورہ۔ (پشتو منظوم)

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف اپنی مثال آپ ہے۔ جو کہ دو حصوں پر مشتمل ہے ایک بار حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اس کی طباعت ہوئی اس کے بعد سے یہ کتاب نایاب تھی۔ مگر کافی جدوجہد کے بعد اس کو دوبارہ جناب رضوان اللہ صاحب نے اپنی انتھک محنت سے شائع فرمایا۔

پہلے حصے میں حضور ﷺ کے صفات بیان کی گئی ہیں اور آخر میں وہ خطبہ تحریر فرمایا ہے جو کہ آپ ہر جمعہ کے دن فرماتے تھے اس حصے میں کل ۶۴ صفحات ہیں۔

دوسرے حصے میں حضور ﷺ کے معجزات نظم میں بیان کیے گئے ہیں۔ اور صفحہ ۳۹ پر اپنے پیرومرشد کربوغہ شریف کی تعریف میں پشتو و فارسی پر مشتمل بیان بھی تحریر فرمایا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزِنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جُيُوْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْحِلْمِ وَالْعِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْمِصْبَاحِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتَرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ٥

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب شانزدهم

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی شاعری

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ ایک مرد مجاہد، پیر طریقت، عالم و فاضل تھے بلکہ آپ ایک بلند پایہ صوفی اور نعت گو شاعر بھی تھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخصوص انداز میں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقیدت کے نذرانے پیش کرتے ہیں ویسے تو نعتیہ شعراء بہت گزرے ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کی ہے لیکن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری تمام کی تمام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق سے لبریز ہے۔ اور آپ کی شاعری کا مرکزی خیال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک سے عشق و محبت کا اظہار ہے جو دل کی گہرائیوں کو متاثر کرتی ہے۔ آپ کے کلام کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری سے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس قدر خوشبو آتی ہے۔

آپ کی شاعری کے متعلق جناب ڈاکٹر ہدایت نعیم صاحب اپنے مقالے ”پشتو ادب میں نعت اور اس میں حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ“ میں اس طرح رقمطراز ہیں۔

پشتو بالخصوص منظوم ادب کے نزدیک نزدیک کسی بھی شہپارے کو اٹھایا جائے تو پتہ لگتا ہے کہ اس کی ابتداء حمد پاک سے ہوتی ہے حمد پاک کے بعد اہتمام اور التزام کے ساتھ نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آتی ہے۔ کوئی منظوم مجموعہ چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ عاشقانہ ہو سیاسی ہو یا زندگی کے کسی اور پہلو سے متعلق ہو مگر شروع میں حمد پاک اور نعت شریف ضرور لائی جاتی ہے۔ بلکہ اکثر کتاب کے اندر بھی نعتیں ہوتی ہیں۔ یہ تو ان کتب اور شعری مجموعوں کا حال تھا جو کہ عام شعرا شائع کرتے ہیں

اور نعت کے لئے وہ قطعی مشہور نہیں اس کے علاوہ ایسے شعراء کی بھی پشتونوں میں کمی نہیں جو نعت ہی کہتے ہیں ایسے شعراء میں حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے اس لئے نہ ان سے پہلے اور نہ آج تک ان کے بعد کسی اور نے ان کے برابر نعت کہی اور لکھی۔

دنیائے نعت کے بادشاہ مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف نظم میں نعت کہی بلکہ نثر میں بھی لکھی[۵] ☆ اگرچہ نثر میں نظم کے مقابلے بہت کم کہی۔ مگر ہر دونوں میں سوز و گذار شیرینی و درد اور اصلیت و واقعیت واضح طور پر نمایاں ہیں۔ ان کی نعت گلہائے عقیدت ہیں ان کی نعت بانگہای اخلاص ہیں۔ حقیقت کے نغمے ہیں اور عاشق کے دل سوختہ کی باتیں ہیں۔ ان کی نثر نعت محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیار اور راز و نیاز ہیں۔ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنائیت اور خاص تعلق کے مظہر ہیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم نعتوں کا بحر جدا، وزن جدا، آہنگ جدا اور یہاں تک کہ مزا جدا ہے۔ طرز ادا ان کی بے مثال ہے۔ اور یہاں ان میں شوق و جذب کی بہتات ہے۔ ان کی نعتوں میں شعریت کما حقہ موجود ہے۔ اور جامعیت و سلاست کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں ۔ لہٰذا شعر کی باریکی لطافت اور شیرینی کبھی نہیں چھوٹتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی محبت اور عشق حقیقی ہے لہٰذا ان کی نعتوں میں بلا کی جاذبیت پائی جاتی ہے ان کا ہر شعر دل میں دھڑکن

---

[۵] سبحان اللہ ص ۷۳ ۔ ۷۵ ۔ ۸۴ ۔ ۸۹

☆ جس طرح حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی، عربی اور اردو میں نعتیں کہیں اسی طرح انہوں نے جابجا منثور نعتیں بھی لکھیں۔

کی طرح سما جاتا ہے۔ جو ان نعتوں کو پڑھتا ہے تو حرکت زبان کے ساتھ ساتھ بے اختیار بندے کا سارا جسم مرتعش ہو جاتا ہے اور انسان پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے ان کی نعت کا شعر توجہ سے سننے اور پڑھنے سے دل میں اتر جاتا ہے۔ الغرض حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری ایک خاص اسلوب، جاذبیت، معنویت، سلاست، اصلیت اور ایک خاص کیفیت کے ساتھ دنیائے شاعری میں ایک الگ اور ممتاز مدرسہ کی تاسیس کرتی ہے حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری ہی نعتیہ شاعری ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

باکمال شعراء ډیر په جهان تیر شو
زه خاکسار یمه نعتخوان ستا د جمال [۵۱]

ترجمہ۔ "یوں تو دنیا میں بہت بڑے اور باکمال شعراء گزرے ہیں مگر میں ان سب میں سے اس لئے ممتاز ہوں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا" اور جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا دیوان ختم کرنے لگے تو وہ بھی نعت کہتے ہوئے اور اس کو بھی وہ اپنی کامیابی گردانتے ہیں۔ دیوان کا آخری شعر کچھ اس طرح ہے۔

مبارک دِ شه عاجز محمد آمینه!
چه د فتر دِ اوس د رود بانِدِ ختمیږی [۵۲]

---

[۵۱] دیوان محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ ص ۸۶

[۵۲] دیوان محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۰

ترجمہ۔ مبارک ہو اے محمد آمین کہ تمہار دیوان بھی اب درود شریف کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔"

نعت کے علاوہ دوسری قسم کی شاعری آپ نے تقریباً" نہیں کی ہاں البتہ بعض جگہ انہوں نے قومی قسم کی نظمیں یا نصیحت پر مبنی جو نظمیں لکھیں ہیں ان کا تانہ بانہ بھی حضور ﷺ کی ذات اقدس ' اخلاق حسنہ اور سیرت طیبہ ہی ہیں۔ آپ نے جو کچھ بھی کہا اس کا کسی نہ کسی طرح تعلق حضور پاک ﷺ سے ضرور ہوگا مثال کے طور پر ان کی تحریروں میں بلکہ ان کی زندگی میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ' جہاد ' جہد مسلسل اور نفاذ شریعت کے لئے شبانہ روز کوششیں صاف نظر آنے والی چیزیں ہیں وہ کسی سے مرغوب نہیں تھے۔ حاکم وقت یا وقت کے وزراء سے انہوں نے ہمیشہ سچ کہا۔ اور کھل کر سب کے منہ پر کہا وہ عاشق رسول اللہ ﷺ تھے۔ اور اس سلسلے میں قطعی طور پر مخلص تھے نہ اس سلسلے میں انہوں نے مصلحت پسندی سے کام لیا اور نہ ہی کسی چیز نے انہیں ڈرایا۔

حضرت محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری ایک ممتاز مدرسہ کی تاسیس کرتی ہے۔ اس لئے انہوں نے نعت ہی کہی۔ اور پشتو زبان میں مجموعی طور پر موجودہ نعتیہ کلام کا تقریباً" نصف آپ نے لکھا۔ یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ نے پشتو کے علاوہ اردو ' فارسی اور عربی زبانوں میں بھی نعت کہی جس سے یہ حقیقت آشکارہ ہو جاتی ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان چاروں زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ اردو ' فارسی اور عربی میں کہے ہوئے ان کے نعت ان کی کتب میں جابجا ملتے ہیں۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو سوفیصد نعت اور چند ایک کتب میں تقریباً" نوے فیصد نعت ہیں جو دس فیصد ہے وہ یا تو وعظ و نصیحت ہے اور یا قومی و ملی قسم کی شاعری۔ مگر ان لوگوں کی طرح قومی و ملی نہیں جو قوم پرست بن کر کسی ازم کے نظریئے کی پرچار کرتے ہیں۔ بلکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملی و قومی شاعری قوم و ملت کے لئے ہے۔ مثلاً" مسلمانوں کی بے عملی کو دیکھ کر وہ فرماتے ہیں۔

خدایہ چہ د دین پہ پت یئے لوبے کڑے پہ سرو وینو
هغہ ایماندار مسلمان ٹق د جنت ځہ شولــو

ترجمہ۔ اے خدایا وہ سچے مسلمان کدھر چلے گئے جو غیرت دین کے سلسلے میں سر کی بازی لگاتے اور خون کی ہولی کھیلتے تھے۔ وہ سچے مسلمان جو جنت کے لائق تھے۔

اسی طرح پشتون کے بارے میں کہتے ہیں۔

هغہ پښتانہ چہ پہ عادت او خوئ درانہ وُو دوئ
خُدایہ د پښتون هغہ ربنتینی عادت ځہ شولو

ترجمہ۔ پشتون تو بہت اچھے اخلاق کے مالک ہوتے تھے ان کی خصلت اور متانت تو اپنی مثال آپ تھیں۔ پشتونوں کی تو عادات ہی نے انہیں ممتاز مقام عطاء کیا تھا۔ آخر ان کی خصلت ' عادت اور ان کی سچی پشتونولی کہاں چلی گئی۔

حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اس وقت کے حل و عقد کی بالخصوص قانون شریعت کے نفاذ کے سلسلے میں بے حسی اور لا پرواہی کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے تھے۔ کسی سے نہیں گھبراتے تھے۔ اور نہ ہی کسی سے مرعوب ہوئے۔ سب کو ان کے منہ پر بات کہتے۔ اور متکبر اعمال کو کھینچ کر متوجہ کرتے۔ انہوں نے قانون شریعت کے نفاذ کے لئے فحاشی و بدچلنی کو ختم کرنے کے لئے اور دوسرے محاذوں کے علاوہ فتنہ قادیانیت کے خلاف زبردست جہاد کیا۔ صعوبتیں برداشت کیں ۔ اور جب قربانی کا وقت آیا۔ تو ہر قسم کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا ۔ انہوں نے اس سلسلے میں فرمایا۔

یو د هجران غمونه بل د پاکستان غمونه
زه محمد آمینؔ به د واړه زغمم ترکو مره[1]

ترجمہ۔ ایک ہجرو جدائی کا غم اور دوسرا پاکستان کا غم یہ تو نہ ختم ہونے والے غم ہیں آخر میں کب تک انہیں برداشت کرتا چلا جاؤنگا

اسی طرح گجرات جیل اور راولپنڈی جیل کے دوران بھی آپ نے جو شاعری کی۔ اس کی مثال ملاحظہ فرمائیں۔

ستا د عِشق په پټ م و ژنی څه غوغا ده * سر را پورته کړه عجبه تماشا ده

بل قصور م غماز نه منی قسم د ے
چه ستا مینه ځما جمله مدّعا ده[2]

---

[1] گلذار مدینہ ج ۵ ص ۳

[2] فتبارک اللہ احسن الخالقین (قلمی) ص ۱۰

"ترجمہ۔ اے میرے محبوب ﷺ سر تو اٹھا کر ذرا دیکھو۔ مجھے صرف اس لئے قتل کیا جا رہا ہے۔ کہ میں تیرے عشق میں کھویا ہوا ہوں۔ اور تیری محبت سے باز نہ آنے والا۔ ورنہ نہ تو میرا کوئی قصور ہے۔ اور نہ ہی قاتل ، ظالم۔ غماز مجھے میری غلطی بتا سکتا ہے۔ بلکہ صرف اس لئے کہ تو ہی اور تیری محبت ہی میری مدعا ہے ۔ اور میں قسم کھا کر اس کا اقرار کرتا ہوں"

"دیوان مداح" اور "دیوان محمد آمین" حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان ہیں۔ جو باوجود ضخامت و وسعت کے نعت ہی پر مبنی ہیں اور اس پر بھی انہیں فخر ہے فرماتے ہیں۔

خپل غریب دیوان رم خوښ تر هر دیوان دے
چه کړی مدحے دا دیوان ستا د جمال[۱]

ترجمہ۔ اے حبیب پاک ﷺ مجھے اپنا یہ دیوان تمام ادوان سے زیادہ عزیز ہے اور اس لئے کہ یہ تیری ہی مدحیں اور تیرے حسن کی تعریف بیان کرتا ہے۔

اگر کوئی آپ کے دفتر کو پڑھے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہیں بھی خوش قسمت گردانتے ہیں اور ان کے لئے یوں دعا گو ہیں۔

ستا غریب د دفتر چه ځوک په مینه کوری
اے محمد آمینه! رب دِ کړی ښاد من[۲]

---

[۱] دیوان محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ ص ۸۶

[۲] دیوان محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۹

ترجمہ۔ اے محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ جو بھی تیرے دفتر یعنی دواوین و کتب نعت کو پڑھتا ہے اور شوق سے پڑھتا ہے خدا انہیں خوش رکھے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورتی اور حسن سے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

چہ پخپلہ پرے مولیٰ وائی درود
خلقو چا بہ وی لیدلے دا سے ښکلے[1]

ترجمہ۔ اے لوگوں جس ہستی پر اللہ پاک خود سلام بھیجتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں تو بھلا کون ہوگا جس نے ایسے حسین کو دیکھا ہو۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اتنی زیادہ نعت کہتا ہوں اور ٹھیک ٹھاک کہتا ہوں تو اس کا بھی کوئی سبب اور اس کی بھی کوئی وجہ ہوگی نا۔ وجہ یہی ہے کہ میرا تکیہ میرے دل کی تسلی اور قلب و روح کی طمانیت کا سامان ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

د محمدؐ آمینؔ تکیہ ہمہ پہ دہٗ دہ
ځکہ نہ وځی لہ خولے ځنے اشعار کږ[2]

ترجمہ۔ محمد آمین کا تکیہ اور محبت عشق کے مرکز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اور اس لئے میرا منہ کج لفظی نہیں کرتا۔

---

[1] دیوان محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۵

[2] دیوان محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۷

یعنی آپ حضور ﷺ کی نعت کے سوا دوسری قسم کی شاعری نہیں کرتے اس سلسلہ میں وہ برملا کہتے ہیں۔

زما هر مضمون کِښ ستا وصف وثنا ده
بے لَتا دِ زما هیڅ یو مضمون نشی[1]

ترجمہ۔ اے میرے محبوب ﷺ میرے ہر مضمون میں تیری ہی تعریف ہوتی ہے۔ اور خدا کرے کہ میرا کوئی مضمون بھی تیری تعریف و یاد کے بغیر نہ ہو۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ پاک کی مہربانی اور لطف ہے کہ مجھے آپ ﷺ کی ذات پر عاشق کر کے میری شاعری کا خوبصورت مضمون ہی آپ ﷺ کی تعریف و نعت پر مقرر فرمایا اور اس مضمون پر جملہ شعراء اور ان کے مضامین قربان ہوں چنانچہ فرماتے ہیں۔

پہ صداقت چہ ستا د ښکلی مخ بُلبُل کړو سُبحان
زار شه جمله بلبلان
د محمّد آمینؔ د شعرله زیبا مضمونه
پاک محمّد عربی[2]

---

[1] سبحان اللہ ص ۹۲

[2] گلزار مدینہ ج ۴ ص ۸

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

محمدامینؔ ستا خوبن ے مدحے وائی
قربان ستالہ مدحو همه بلبلان شه[1]

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوسرے شعراء کو میں نے دوسری چیزوں اور دوسرے محبوبوں کی تعریف اور انکی حسن و خوبصورتی کے نغمے گانے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ انہیں وہی کا روبار نصیب ہوا اور مجھے (محمد آمین) کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و نعت کہنا نصیب ہو۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دراصل نعت کہنا میرا ازلی حصہ ہے اور اللہ پاک نے مجھ کو نعت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

دخپلہ ربہ ازلی برخہ یئے بیا موندلہ
محمدآمینؔ چہ ستا نعتو نہ کرل تحریر یانبیؐ

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

دازل نہ محمدآمینؔ پیدا
خوبن و مدحو د محبوب لہ یم پیدا[2]

---

[1] گلزار مدینہ ج ۵ ص ۱۴

[2] گلزار مدینہ ج ۵ ص ۴

ترجمہ۔ میں نے جو آپ ﷺ کی نعتیں تحریر کیں ہیں تو یہ مجھے اپنی قسمت پہنچی اور محمد آمین کدا تو پیدا ہی اس لئے ہوا ہے۔

مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو اپنی سعادتمندی سمجھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ستا په مدحو عاجز خوار محمد آمین
بختور، بختور، بختور شو نبی ﷺ [1]

ترجمہ۔ اے حبیب پاک ﷺ تیرے ہی نغمے گا گا کر محمد آمین بخت آور بن گیا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دل پر عشق کے یہ نقش آپ ﷺ ہی نے کیے ہیں اور آپ ﷺ کو خطاب کرکے کہتے ہیں کہ آپ کی توجہ مبارک سے غم عشق کے یہ درد و الم، شکست کھائیں گے اور آپ ﷺ ہی ہماری مشکل آسان بنائیں گے فرماتے ہیں۔

د محمد آمین په زړه دا ښکلے نقشے
ښکلی محبوب د مدینے منورے کړیدی [2]
نورانی مخ را ننما کړه چه د غم د ور پریشانی
داد غم شپه هو صبا کړه دا کار کله بے له تا شی

---

[1] گلذار مدینہ ج ۵ ص ۸

[2] گلذار مدینہ ج ۵ ص ۳۶

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کسی بھی بیان پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو ہی ترجیح دوں گا اور اس سلسلے میں صد ہزار مجنوں و فرہاد ناموروں کو نچھاور کروں گا۔[۱]

صد هزار مجنون فرهاده به قربان کړي
محمدا مين د عِشق تر يو بيان ستا[۱]

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی بات پکی کرتے ہیں اور سمجھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ سخت سے سخت ترین وقت میں بھی میں وفادار ہوں گا۔ کبھی کسی تکلیف اور مشقت سے روگردانی نہیں کروں گا۔ اور کہتے ہیں کہ قیامت کے دن میں میں آپؐ کی طرف دیکھتا رہوں گا۔ اور بس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اور خوبصورت و محترم چہرے کو دیکھتا رہوں گا۔ آپ فرماتے ہیں۔

قسم دے ستر کے به وانه ړومه د سپین رخساره
په محشر دا اُميد لرمه د سبحانه ځنے[۲]

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ میرے دل کو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عشق کی بیماری سے صحت مند نہ کر بلکہ میں ہمیشہ اس بیماری میں مبتلا رہنا چاہتا ہوں۔

---

[۱] گلذار مدینہ ج ۵ ص ۴۰

[۲] گلذار مدینہ ج ۴ ص ۱۳
[۳] گلذار مدینہ ۲۷/۳

محبوب تو محبوب ہوتا ہے۔ ہر محبوب کا وطن اور کوچہ بھی عاشق کے لئے شفا خانے سے کم نہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وطن مدینہ منورہ اور بھی اہم ہے آپ نے اپنے محبوب کے وطن اور شہر کو دنیاوی شہروں اور محلات تو کیا جنت سے بھی زیادہ پیاری جگہ بتائی ہے اور ہے بھی مگر جس انداز سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ سے پیار کرتے ہیں اور اس کی تعریف میں نغمہ سرا ہوتے ہیں وہ بے مثال ہے۔ اس سلسلے میں بھی انہوں نے بہت کچھ کہا ہے ایک جگہ فرماتے ہین۔

دجملهٔ جنتونو نه م خوښه مدینه
الله راکړے شِفا يمه بيمار د مدينے[1]

ترجمہ۔ مجھے جملہ جنتوں سے مدینہ منورہ زیادہ عزیز ہے۔ اے اللہ مجھے صحت دے اور بس مدینہ منورہ میری بیماری اور یہی اس کا علاج ہے۔
دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

دخدائے دپاره خپل فقير بيا مدينے ته بوځے
هجران په بياكړو پيښور مثلِ سعير يا نبي

ترجمہ۔ خدا کے لئے اس فقیر کو پھر مدینے لے جائیں کیونکہ جدائی اور ہجران نے اس کے لئے پشاور کو پھر دوزخ بنا رکھا ہے۔

---

[1] گلذار مدینہ ج ۵ ص ٦

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پشاور میں ہوں اور مدینے سے دور۔ یہ ہجر ہے یہ فرقت ہے اس کی وجہ سے تو میں پشاور میں تنگ آگیا ہوں اے باری خدا میرے درد مند دل اور افسردہ خاطر پر رحم کھا کر میری تسلی کا سامان فرما اور یہ سامان تسلی مدینہ منورہ ہے۔

شومہ د یر تنگ پہ پیښور کښں د فرقت د لاسہ
تہ تسلہ زما د خوږ زړګی مدینہ کړے[۱]

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف زندگی میں مدینہ منورہ کو اپنا وطن سمجھتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ مدینہ ان کا وطن ہو بلکہ وہ اپنی قبر و مدفن بھی مدینہ منورہ میں ہی چاہتے تھے۔ مگر اس بے قرار اور مخلص عاشق اور خوش قسمت عاشق کی نعتیں شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھیں۔ وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تڑپ اور شوق کو مدھم نہیں کرنا چاہتے ہوں گے۔ اس عاشق حقیقی کی فریاد کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاصہ اور امتیاز قرار دینا مقصود تھا۔ لہٰذا مدینہ کم از کم ان کا مدفن نہیں ہوسکا فرماتے ہیں۔

خداوندہ پخپل احسان زما مدفن مدینہ کړے
شومہ د یر تنگ پہ پیښور زما وطن مدینہ کړے

۱۔ گلزار مدینہ ج ۱ ص ۱۳

ترجمہ۔ خداوند اپنے احسان سے مدینہ کو میرا مدفن بنا اور میں تو پشاور میں تنگ آگیا ہوں۔ پس مدینہ منورہ ہی کو میرا وطن بنا۔

آگے چل کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

ډیره ښُکلے مدینه منوره ده،
نازولے مدینه منوره ده،
ځلیدلے مدینه منوره ده۔
د نور کان دے مدینه منوره کښې،

(روضۃ الحبیب ص ۱۴۱)

ترجمہ۔ مدینہ منورہ کس قدر خوبصورت ہے۔ مدینہ منورہ کس قدر پیاری اور پیارے لوگوں کی شایان شان جگہ ہے۔ مدینہ منورہ کس قدر نورانی اور چمکیلی جگہ ہے۔ کیوں نہ ہو۔ ادھر مدینہ منورہ میں جو نور کی کان اور خزانہ ہے۔

اور جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں اور پھر اپنے معشوق کے پہلو میں دیکھتے ہیں تو با آواز بلند کہتے ہیں۔

ترجمہ۔ "اے لوگوں محمد آمین کو مبارک باد دو کیونکہ یہ مدینہ جیسی خوبصورت اور پیاری جگہ آج اس خوار و عاجز کا مسکن ہے۔

اسی طرح ان کی تصنیف روضتہ الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جسے آپ نے مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو مبارک میں بیٹھ کر لکھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد مبارک اور حکم پر لکھی۔ اس کتاب میں مدینہ منورہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بار بار نئے انداز میں تعریف اور چند حمدیہ نظموں

کے سوا دوسری کوئی چیز نہیں ہے۔ وفات سے تقریباً" ایک سال قبل لکھی ہوئی اس کتاب کی شاعری فنی اور تکنیکی اعتبار سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کی پوری بالغ عمری کی جانب واضح اشارہ کرتی ہے۔ اس کی روانی ' سلاست اور بے ساختگی بھی ان کی دوسری کتابوں کے مقابلے میں زیادہ واضح ہے۔ درد اس کی شاعری میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ خلوص اس کی شاعری سے ٹپکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اور اثر پذیری اس کی خاموش زبان ہے اور بہت بڑی بات یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نعتوں کا ایک مخصوص طرز ہے۔ انہوں نے کبھی گیتوں اور گانوں کی طرز پر نعت نہیں کہے۔ اور یہ بات کرنی ادھر اس لئے ضروری تھی کہ پشتو کے بعض عوامی نعت گو شعراء نے اپنے ہاں اس کا خاص اہتمام کیا ہے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی "گلزار مدینہ" جو کہ چھ چھوٹی جلدوں میں ہے نعتوں کا ایسا مجموعہ ہے کہ جس میں درد عشق ' سوز و گداز اور حقیقت و معرفت کے نغمے ہیں مگر اس کی شاعری قدرے گہری ہے۔ بالکل سادہ نہیں بلکہ دوسری کتب سے مقابلتاً" زیادہ فلسفیانہ ہے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری عوامی شاعری ہے۔ مگر ادبی صنائع و بدائع سے بھی خالی نہیں۔ میرے خیال میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں صنائع و بدائع کو اکٹھا کرکے پیش کرنا ایک الگ کام ہے۔ جیسا کہ عرض کرچکا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کی ہر چیز اپنی ہے۔ خیال اپنا ہے۔ اسے پیش کرنے کا طریقہ اپنا ہے اور محبت کا انداز ممتاز۔ لہٰذا ان کی شاعری کی صنائع و بدائع بھی معمولی نہیں مثال کے طور پر ان کے ہاں تشبیہہ کے وقت کیفیت بالکل جدا ہوتی ہے۔

د محبوب دیدن د پاره زه محشر نه خوشحالیږم
چه د لبر پکښې لیده ے شی دا محشر اختر زما دے

ترجمہ۔ کہتے ہیں کہ روز محشر تو لوگوں کے لئے باعث ہیبت و حواس باختگی ہوگا۔ مگر میری تو عین عید ہے بلکہ اس سے بھی بہتر اور مبارک ہے اس لئے کہ اس دن میں محبوب کو دیکھ سکوں گا"

لہٰذا میں نہیں چاہتا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشبیہات و استعارات و ضائع و بدائع کو اس موقع پر اکٹھا کرنے کی کوشش کروں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پشتو کے علاوہ اردو ' فارسی ' اور عربی میں بھی شعر کہے ہیں۔

جن کو نمونہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ تاکہ آپ ان کی شاعری کا بخوبی اندازہ کرسکیں کہ آپ کس پایہ کے شاعر تھے۔

نعت شریف

گدائے کمترین ہوں میں تمہارا یارسولؐ اللہؐ
نہ چھوڑو بے نوا مجھ کو خدارا یا رسول اللہؐ
رکھا ہے تاج عزت ذوالمنن نے آپ کے سر پر
عطا کروصل کا صدقہ گدارا یا رسول اللہؐ
تمامی انبیاؤں میں ہوئے ہو برگزیدہ تم
نہیں کوئی بشر تجھ سا پیارا یا رسول اللہؐ
پڑا ہے قہر دریا میں تمہارا کشتی امت
لگا دو بہر رب ان کو کنارا یا رسول اللہؐ
بلا دو گے بد محشر جب گناہ گاران شفاعت کو
کریں اس بے نوا کو بھی اشارہ یا رسول اللہؐ
نہ ہوگا کوئی بھی داخل وہاں جنت کے قصروں میں
نہ ہوگا تم سے آقا گر سہارا یا رسول اللہؐ
خدا کے نوری سے پیدا ہوا ہو مہربان حضرت
بہت مشتاق و صلت ہوں بچارا یا رسول اللہؐ
میرے صاحب میرے آقا ہوں محمد آمین عاصی
نہیں تجھ بن کوئی صاحب ہمارا یا رسول اللہؐ

نعت شریف

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ ★ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ ★ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

بالائی عرش لوائی او ★ جمله جهان بہ دعائی او
زنده جهان بہ لقائی او ★ لِلْقَلْبِ حُبٌّ وِصَالِہٖ
وجه الجمیل وصفتش بخوان ★ شد والضحیٰ حبش عیان
واللیل اورا گیسوان ★ یُحْیِ الْعِظَامَ بِقَالِہٖ
اعلیٰ حسب اعلیٰ نسب ★ شاہِ دو عالم بو العجب
بحر صفا امی لقب ★ کُلُّ الرُّسُلِ بِسَوَالِہٖ
کل عاصیان، روز حشر ★ بر خاطر خیر البشر
یابد خلاصی از سقر ★ لِلْجَنَّۃِ بِسُؤَالِہٖ
اے روسیاہ محمد آمین ★ از جرم خوذ اند وهگین
شانِ محمدؐ را ببین ★ اُنْظُرْ بِحُسْنِ مَقَالِہٖ

★ ★ ★

نعت شریف

شمس الدحیٰ محمدؐ - بدروالدجیٰ محمدؐ - صلواة بر محمدؐ

نورالهدیٰ محمدؐ - خیرالوراۓ محمدؐ صدر العلیٰ محمدؐ

صلواة بر محمدؐ

شاه عرب محمدؐ - اعلیٰ نسب محمدؐ - محبوب رب محمدؐ

صلواة بر محمدؐ

دل را دوا محمدؐ - جان را شفا محمدؐ - مشکل کشا محمدؐ

صلواة بر محمدؐ

برهان ما محمدؐ - ما محمدؐ - ایمان ما محمدؐ

صلواة بر محمدؐ

درمان ما محمدؐ - جانان ما محمدؐ - سلطان ما محمدؐ

صلواة بر محمدؐ

کان سخا محمدؐ - شاه وفا محمدؐ - بحر صفا محمدؐ

صلواة بر محمدؐ

محمد امین رحمة الله علیه فقیر - خواهد زر رب قدیر - این ورد در ضمیر

صلواة بر محمدؐ

نعت شریف

نصیب دی رب کړه سرداري اغثني یارسول الله
شوله را پیښه لاچاري اغثني یارسول الله

سیري ګریبان یمه حیران زهٔ دَ هجران په ماتم تل
لرم عشقه بیماري اغثني یارسول الله!

ته‌ٔ کان دَ جود وَ عطا اوکړې نظر په ما ګدا
چه رانه دوشي دُشواري اغثني یارسول الله

په تجلو دي دَ رخسار کون و مکان سو پُر انوار
بیا التا وفاداري اغثني یارسول الله!

خاوري د درستام په سر که شي لطف و کرم ېږ وي
لرمه دا اُمیدواري اغثني یارسول الله!

فقیر ګدا محمد امین براي رب العٰلمین
وائ چه شاه مختاري اغثني یارسول الله-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِكَ وَنَبِیِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزِنِ رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِیَّةِ مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِیْمَانِیَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّةِ مَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِیَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِیِّیْنَ مُقَدَّمِ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِیَآءِ الْمُكَرَّمِیْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰی صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِكَ وَتَرْضِیْهَا وَتَرْضٰی بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰی اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ وَالتَّحِیَّةِ فِیْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَفَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَكَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِیْمِ الْجَمِیْلِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِیْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ه

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب ہفدھم

تبرک موئے مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرا از زلف تو موئے بسند است
ہوس رارہ مدہ بوئے بسند است

موئے مبارک کا واقعہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "سبحان اللہ" میں مختصراً بیان فرمایا ہے۔ مگر بندہ یہاں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔ جو کہ جناب گلروز خان صاحب للمہ افغانستان کی زبانی معلوم ہوا جو نہایت متقی اور پرہیز گار انسان ہیں اور اس وقت حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں طالبِ علم تھے۔

فرماتے ہیں کہ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ للمہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو انہوں نے یہاں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام شروع کیا۔ یہ موئے مبارک بادشاہ وقت امیر عبدالرحمان مرحوم[1] ☆ کے پاس تھے۔ جو کہ تعداد میں سات تھے ان کے ایک بزرگ وزیر سید گل بادشاہ مرحوم سادات زر بچے کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے وزارت کے صلے میں حاصل کیے۔ آپ کے موئے مبارک کے حصول کا طریقہ بھی بہت نرالا تھا۔ یعنی امیر عبدالرحمان نے سیّد گل بادشاہ صاحب سے فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔ اگر کوئی خواہش ہو تو بتاؤ۔ بادشاہ صاحب کا خیال تھا کہ وزیر موصوف کسی جائیداد وغیرہ کا تقاضہ کریں گے۔ مگر انہوں نے ان سے عرض کی کہ آپ کے پاس جو موئے مبارک ہیں ان میں سے کچھ مجھے عنایت فرمائیں۔ تو آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ بادشاہ صاحب حیرانی کے ساتھ اسے دیکھنے لگے کہ یہ تو ہمارے آباؤ اجداد کی نشانی ہے مگر کافی سوچ بچار کے بعد آپ کو دو عدد موئے مبارک عطا فرمائے۔ پھر رشتہ داری کی بنا پر

[1] متوفی ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء

زریچے کے سید گل بادشاہ صاحب سے کوٹ کے شہزاد گل صاحب تک پہنچے۔ للمہ میں جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا کہ موئے مبارک کوٹ کے ایک شخص شہزاد گل صاحب کے پاس ہیں تو آپ للمہ سے کوٹ گئے۔ کیونکہ آپ حقیقت میں عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس لئے اس بات کو کیسے برداشت کرسکتے تھے کہ موئے مبارک کی زیارت نہ کی جائے۔ اپ روزانہ للمہ سے کوٹ تشریف لے جاتے تھے۔ (للمہ اور کوٹ کے درمیان فاصلہ تقریباً ۲۰ کلومیٹر کا ہے) اور موئے مبارک کی زیارت فرماتے۔

اس دوران میں آپ نے موئے مبارک کے حصول کے لئے کتنی بار علماء کرام کا جرگہ شہزاد گل صاحب کی خدمت میں بھیجا اور خود بھی ساتھ تشریف لیجاتے مگر وہ ہر بار انکار کرتے۔ اس دوران میں آپ واپس المجاہد آباد تشریف لے آئے مگر موئے مبارک کی خلش آپ کے دل میں شدت سے تھی اور اسی فکر میں مستغرق رہتے کہ یہ عظیم نعمت میرے پاس ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ اور اسی طرح وقت گزرتا رہا۔ اس دوران میں یہ کوٹ کے دو بھائیوں کے پاس پہنچے جنکے درمیان جھگڑا پیدا ہوگیا۔ تو انہوں نے موئے مبارک تقسیم کرنے چاہے۔ مگر یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ موئے مبارک تقسیم ہونے سے بچ گئے۔ اور ان میں سے ایک بھائی فوت ہوگیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد خلیل کاکا ترنگزئی جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے ایک دن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی موجودگی میں ایک شخص نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ میں علماء کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اس میں بہت سے بزرگان دین

بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک ان کے درمیان ایک آواز آئی کہ حاجی محمد آمین کی آرزو پوری ہوگی۔ سب لوگ حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے تو اس نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی کونسی ایسی خواہش تھی جو کہ غائب سے پوری ہوئی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری تو بس یہی ایک آرزو تھی کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک عنایت فرما دیئے جائیں۔

دوسری طرف کوٹ کے خلیفہ مجاز مولانا حسین خان صاحب اور ان کے رفقاء باربار کوشش کرتے رہے کہ موئے مبارک حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مل جائیں۔ آخر ان کی محنت رنگ لائی اور وہ ایک جرگہ کی شکل میں موئے مبارک کو اپنے ساتھ لائے جب بزرگوں کا یہ وفد المجاہد آباد کے قریب پہنچا تو آپ نے وفد کا نہایت گرم جوشی سے والہانہ اور عقیدت مندانہ استقبال کیا۔ اور جب وہ واپس جانے لگے تو آپ نے گھر میں موجود جو سونا چاندی اور نقدی تھی وہ سب لا کر ان کی خدمت میں پیش کر دی اور ان کو پورے اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت فرمایا۔

اس وقت مولانا شہزادہ صاحبؒ بھی موجود تھے۔ آپ نے ان سے مشورہ کرکے اس کو پانی میں ڈال کر سب کو پلایا۔ اور پھر موئے مبارک کو شیشہ کے ایک برتن میں رکھا گیا۔

ان عظیم تبرکات کو ہمیشہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے پاس بطور تبرک محفوظ رکھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ اور انہیں دنیا و مافیہا سے محبوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت محمد بن سرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔

"میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انسؓ یا آل النبیؐ سے ملے ہیں (یہ سن کر) حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال مبارک کا ہونا دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے" (بخاری ص ۲۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے گرد حلقہ باندے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ کا جو بال مبارک بھی گرے۔ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو" (مسلم شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ (مزدلفہ) منیٰ تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کرکے اپنے مکان میں تشریف لائے پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاریؓ کو بلا کر عطا فرمائے بعد ازاں حضور ﷺ نے بائیں طرف کے بال مبارک منڈوائے اور وہ بھی ابو طلحہؓ کو عنایت کیے اور فرمایا کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کردو۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ ص ۶۳۴)

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس

بھیج دیا کرتی۔ کیونکہ ان کے پاس حضور علیہ السلام کا موئے مبارک تھا۔ نیز فرمایا۔

تو وہ رسول ﷺ کے اس بال مبارک کو نکالتیں۔ جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا (جس سے اس کو شفا ہوجاتی) (بخاری۔ مشکوۃ ص ۴۳۱)

مقام حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ نے حجامت بنوا کر تمام بال مبارک ایک سبز درخت پر پھینک دیئے تمام صحابہ کرامؓ اس درخت کے نیچے جمع ہوگئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت ام لمارہ کہتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال مبارک حاصل کر لئے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر مریض کو پلاتی تو رب العزۃ اسے صحت عطا کردیتا۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۴۸۔ خصائص حبیب الرحمن ص ۶۱۔ ۶۲)

"حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر حضور علیہ السلام کا بال مبارک لے گئے اس کی برکت سے تمام رات انہوں نے فرشتوں کی تسبیح و تہلیل سنی" (مدارج النبوۃ۔ خصائص حبیب الرحمن ص ۶۵)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔"میں نے سنا حضور ﷺ سے درآنحالیکہ حضور ﷺ اپنا ایک بال مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرما رہے ہیں۔ جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی تو جنت اس پر حرام ہے"

(کنزالعمال ص ۲۷۔ جامع صغیر ص ۱۴۵ جلد ثانی۔ خصائص حبیب الرحمن)

عاشق رسول ﷺ حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قسم دا نخلمه د دا ره جهانه
د زلفانو په يو تار د محمد ﷺ

مجھے قسم پروردگار کی کہ میں حضور ﷺ کے ایک بال مبارک کے بدلے تمام دنیا کو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

جناب قاضی فضل اکبر صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موئے مبارک کو محفوظ کر لیا تو لوگوں میں شک پیدا ہوا کہ یہ موئے مبارک واقعی حضور ﷺ کے ہیں یا نہیں۔ تو آپ نے تیسرے دن خواب میں ان موئے مبارک کے صحیح ہونے کی بشارت سنی اور اس کا اظہار آپ نے خود خطیب جامع مسجد کلابٹ سید مولانا عبدالحلیم صاحب سے کیا کہ موئے مبارک کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔

ایک دن آپ جمعہ کے دن اپنے جامع مسجد المجاہد آباد میں تقریر فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالی کے ساتھ ہم کلام ہوئے تو حضور ﷺ نے اللہ تعالی سے عرض کی کہ آپ نے مجھے تمام پیغمبروں کے کمالات عطا کیے ہیں لیکن آپ نے جبرائیل کے پروں کے مقابلہ میں کچھ نہیں دیا۔ تو اللہ تعالی نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ اے میرے محبوب میں نے جبرائیل کے پروں کے مقابلے میں آپ کو اتنی پیاری زلفیں عطا کیں ہیں کہ قیامت کے دن جب لوگ وہ اپنے ساتھ لے کر آئیں گے تو میں آپ کی زلفوں کی خاطر ان کو بخش دوں گا اور یہ حدیث قدسی ہے۔

تفسیر حدیث معراج کے مصنف نے بہت زیادہ شوق سے اس حدیث کا ترجمہ فارسی زبان میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔

چون تو گیسوان شفاعت بنهه برکف دست
من به یک موی تو بخشم به جهان هرچه که هست

موئے مبارک کے شکرانہ میں "حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نذرانہ عقیدت

نعت شریف

شکرانه کښې یئے که زر وارے سر، ورکړمه
په قسم که ادنیٰ شکر به یئے تر سر کړمه

دَ دارینو دولتونه کُل ځما شو
دم په دم د خدائے په فضل دا باور کړمه

تماشے ته که رضوان را ښکاره شے،
یو دیدن به د محبوب د زلفو ورکړمه

چه د یار د زلفو تار ځما په لاس شو
صد افسوس چه خیال په تخت د سکندر کړمه

د جهان شاهان ځما د کوڅې خاورې
چه د یار د زلفو تار د روڼ په ذړ کړمه
په رڼړا باندِ یم آبِ حیات بیا موند
په ژوندون به د عقبیٰ په لور سفر کړمه
که علوی سفلی راځي مبارک ئې له
ورله ښائي چه رب هسې بختور کړمه

بس همه مالره د غه هنر زیبا چه
حواله شکر په الله اکبر کړمه

چه هزار سکاله منزل ورته کوتاه دے
زه هغه زیارت خپل کور شام وسحر کړمه

په قسم چه په هزار عیده ورنکړم
زه چه هر ساعت د روڼ په کور اختر کړمه

شکر په د خپل خاوند رب العزة به
ادا نه کړم که سجده ان تر محشر کړمه
زه محمّد آمین په مخ د محمّد پاک صلی الله علیه وسلم
په دے لوئې فضل خاوند خپل بهره ور کړمه

نعت شریفؐ



ګوشه ګلاه که په اسمان پورته ځماشي بنايي
مبارکۍ له که سفلي او علوي راشي بنايي

دازلي برخې نعمت دومره خوشحاله کړمه
که م په هر ویښته هزار روح پیداشي بنايي

په مات کچکول کښې دومره خیرغني خاوند راکړو
که هر بادشاه م دجهان دَدرګدا شي بنايي

د زړه مشعل م په شمس وقمرکوي فخرونه
کون ومکان که نن په دے مشعل رنړاشي بنايي

چه د دلبر د زلفوتار په لاس کښې راکړو خاوند
که له فردوسه م رضوان په تماشا شي بنايي

د خدائے د علم په مقدار دے شکرانه کښې
هره لمحه که روح ځما لوګے بیا بیاشي بنايي

دِ دے شکر يئے او فخر يئے کښې محمد آمينه!
نصيب به ستا دخپل خاوند رضا لقاشي بنايي



اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزِنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْمِحْرَابِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتُرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب ہژدہم

آپ کے شرعی فیصلے

محاذ پونچھ پر جماعت ناجیہ کے شرعی فیصلے

کرنل کمال خان کی درخواست قبول کرتے ہوئے آپ نے اپنی نگرانی میں قضات حضرات کا مندرجہ ذیل عملہ مقرر فرمایا۔

۱۔ مولانا سربلند خان صاحب صوابی نائب امیر المجاہدین
۲۔ جناب عتیق الرحمان باچہ صاحب درہ
۳۔ مولانا حبیب الرحمان صاحب رستم مردان سالار نشر و اشاعت ریکارڈ
۴۔ مولانا محمد اعظم صاحب مانیری پایان صوابی امثلہ تیار کرکے۔
۵۔ جناب مولانا عبدالحلیم صاحب عمر زئی کو بھیجیں گے اور وہ تمام شعبہ جات کا ریکارڈ محفوظ رکھیں گے۔
۶۔ سالار اعظم حبیب شاہ صاحب برائے گرفتاری ملزمان
۷۔ نائب سالار اعظم پیر سید بادشاہ صاحب اپنے مجاہدین کی معرفت کام کریں گے۔
۸۔ شیخ اجون خان داروغہ جیل خانہ جات

جماعت ناجیہ کے اس عملے نے نہایت عمدہ شرعی فیصلے کیے جس کی وجہ سے علاقہ کے تمام باشندگان کرنل کمال خان اور سردار فتح محمد صاحب سے نہایت مطمئن تھے۔

آپ قارئین کے سامنے نمونے کے طور پر ان کے چند شرعی فیصلے پیش کیے جاتے ہیں۔ تاکہ آپ کو جماعت ناجیہ کی اس حقیقت کا اندازہ ہو جائے کہ وہ "ما انا علیہ و اصحابی" کی بنیاد پر کیسے عمل پیرا تھی۔

فیصلہ نمبرا

اٹھارہ جولائی ۱۹۴۸ء

اللہ دتہ ولد گوہر خان قوم مسلمان ساکن ڈھیرلنہ عمر تخمیناً ۴۰ سل (مدعی) رپورٹ کرتا ہے کہ کافروں کے حملے کے وقت میں نے بمعہ اپنے بل بچوں کے بھاگ کر جنگل میں پناہ لی تو (۱) اکو خان ولد حیدر خان ساکن پنجوٹ لور (۲) لعل شاہ ولد شیر شاہ ساکن کوٹلی (۳) جمعہ ولد فقیر خان ساکن رنجوٹ لور (۴) فیروز ولد پتا (فتاح) ساکن پنجوٹ (چاروں مدعا علیھم) مجھ پر حملہ آور ہو کر ہمارے مندرجہ ذیل سلمان ہم سے جنگل میں چھین لیا ۴۰ روپے نقد لور لوٹیاں ۴ عدد لحاف ۲ عدد (ترنگڑی میں باندھے ہوئے) گھی ۲ ٹین لور ۲ ٹوکری زیورات (قیمت ۴ ہزار روپے) وزن ا سیر چاندی، ۳ پاؤ سونا۔

بیان نمبر ا۔ اکوخان ولد حیدر خان قوم مسلمان ساکن پنجوٹ۔ ملزم مذکورہ بیان کرتا ہے کہ میں نے مدعی مذکور کو نہ دیکھا ہے لور نہ جنگل میں اس کے واقعات سے باخبر ہوں۔

بیان نمبر ۲۔ لعل شاہ ولد شیر شاہ مدعا علیہ۔ بیان کرتا ہے کہ میں کوٹلی کا رہنے والا ہوں۔ ہمارا کام اس علاقے میں تجارت کا ہے اس شخص کو آج سے تین دن پہلے سے میں نے نہیں دیکھا لور نہ میں اس کو پہچانتا ہوں لور یہ جو سلمان میں نے خریدا ہے یہ زر خرید ہے ۔ دریافت کیا جائے کہ میں نے قیمتاً لیا ہے یا اس کو کسی سے چرلیا ہے ۔ میں نے موضع نلٹ میں یہ سرسوں کا تیل ۲ ٹین بڑے لور ایک چوتھائی شیر محمد سے لیا ہے۔ اس کی

قیمت ۵ روپے ہے۔ نرخ فی روپیہ ۹ چھٹانک کے حساب سے خریدا ہے۔
آج سے تین دن پہلے میں کوٹلی سے پنجوٹ پہنچا تو اس چوکیدار اللہ دتہ کے
ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ کیونکہ میں کوٹلی سے مزدور لینے کے لئے پنجوٹ
آیا تھا اور اس نے میرے ساتھ میرے دل کے اطمینان کی باتیں کیں اور
تسلی دی کہ ہمارے ساتھ پٹھان لوگ ہیں اور یہ ان کی بہت تعریف کرتا
تھا۔ اور کہا کہ تم اپنا کام تسلی سے کرو۔ جب میں ناٹ سے بمعہ مزدوروں
کے ڈھیرانہ پہاڑی جہاں کہ چوکیدار مزکور بالا کا گھر ہے پہنچے تو پیچھے سے اس
نے آواز دی کہ ٹھہرو ہاتھ اٹھالو اور اس کے ساتھ چار پانچ مجاہدین جماعت
ناجیہ کے ہمارے پاس پہنچے جن کے ہاتھ میں رائفلیں تھیں اردگرد تین چار
فائر کیے اور ہم اپنے جگہ پر کھڑے ہوگئے پھر ہم کو گرفتار کر لائے۔

نمبر ۳ ۔ جمعہ خان ولد فقیر خان قوم مسلمان ساکن پنجوٹ (ملزم)
مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہیں اور نہ ہی میں اس سے باخبر ہوں۔

نمبر ۴ ۔ فیروز ولد فتاح قوم مسلمان ساکن پنجوٹ (ملزم) مجھے بھی کوئی علم
نہیں ہے۔

آٹھ جولائی ۱۹۴۸ء

فقیر محمد ولد دیوان خان ساکن ڈھیرانہ
بیان کرتا ہے کہ جس وقت کافروں نے حملہ کیا تو ہم سب لوگ بھاگ گئے۔
جنگل میں پناہ لینے کے لئے اس جنگل میں ہم سب اکٹھے تھے۔ نہ تو اس پر
اور اس کے بال بچوں پر کسی نے حملہ کیا اور نہ ہی اس کا کچھ مال جنگل میں
ضائع ہوا۔ میں اس بیان میں بالکل سچا ہوں۔ اور یہ جن اشخاص پر عویٰ
کرتا ہے نہ ہم اس کو جانتے ہیں اور نہ ہی انہوں نے حملہ کیا ہے اور

چوکیدار مذکور ہمارا رشتہ دار لگتا ہے۔
سلطان علی ولد مرعلی خان قوم مسلمان ساکن ڈھیرانہ
مجھ کو چوکیدار مذکور کے بارے میں علم ہے کہ اس کا یہ دعویٰ سچائی پر مبنی نہیں کیونکہ یہ اللہ دتہ ولد گوہر علی خان میرے بڑے بھائی کا بیٹا ہے اس کے پاس نہ چاندی اور نہ سونا تھا۔ اور نہ مجھ کو اس کی چوری کے بارے میں علم ہے اور جن پر اس نے چوری کا دعویٰ کیا ہے میری عمر میں تحصیل کے تمام نمبرداروں میں سے کسی ایک نمبردار نے ان اشخاص کو چوری میں نہیں پکڑا۔
سید احمد ولد ولی داد خان ساکن ڈھیرانہ
بیان کرتا ہے کہ جس وقت کافروں نے حملہ کیا اس وقت تمام لوگ ڈر کے مارے بھاگ رہے تھے اسی دوران چوکیدار مذکور کا لحاف اس کی اپنی بے خبری کی وجہ سے خدا جانے کہاں گر گیا تو چوکیدار مذکور جو کہ ہمارا پھوپھڑ لگتا ہے نے اس اکو خان ولد حیدر خان پر دعویٰ کیا جو کہ جھوٹ ہے۔ اس کے علاوہ سونے چاندی اور نقد ۶۰ روپے کا دعویٰ بھی بالکل جھوٹ ہے۔

شرعی فیصلہ

مدعی مسمی اللہ دتہ ولد گوہر خان ساکن ڈھیرانہ اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت ہوا۔ دعویٰ قابل قبول نہیں اس وجہ سے ہم نے مدعا علیہم مذکوران مندرجہ ذیل۔
۱۔ مسمی اکو خان ولد حیدر خان ساکن پنجوٹ ۲۔ لعل شاہ ولد شیر شاہ ساکن

کوٹلی ۳ ۔ مسمی جمعہ خان ولد فقیر خان ساکن بنجوٹ ۴ ۔ فیروز ولد فتاح ساکن بنجوٹ۔ رہا کر دیئے کیونکہ گواہان صفائی جن کے نام حسب ذیل ہیں ا۔ سلطان خان ولد میر علی خان نمبردار ساکن ڈھیرانہ ۲ ۔ سید احمد ولد ولی داد خان ساکن ڈھیرانہ ۳ ۔ فقیر محمد ولد دیوان خان ساکن ڈھیرانہ بیان کرتے کہ مدعی ہمارا قریبی رشتہ دار ہے اور یہ ہمیشہ جھوٹے دعوے کرتا ہے اور اس کے دماغ میں نقص بھی ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا وجوہات پر مقدمہ خارج عدالت کیا گیا مدعی قابل سخت جرم ہے مگر دماغی نقص کی وجہ سے مشورہ نائب امیر المجاہدین صاحب قاضی صاحب مدعی بھی رہا کر دیا گیا۔

دستخط امیر المجاہدین جماعت ناجیہ صالحہ
حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

فیصلہ نمبر۲

بیس جولائی ۱۹۴۸ء رپورٹ کنندہ مدعی حسن محمد ولد فاتح عالم قوم مسلمان ساکن تارگنو تحصیل مینڈر

با اقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ ہمارے کھیت کی مکئی کی فصل میں مدعا علیہ عبدالغنی شیخ کا نوکر مسمی کالو ولد فقیر مویشی چراتا تھا۔ میں نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر منع کیا کہ تم کیوں ہمارے کھیت میں مویشی چراتے ہو ! تو اس نے گالی دی میں نے بازو سے پکڑ کر کہا گالی مت دو ! پھر میں نے چھوڑ دیا۔ جب میں نے اسے چھوڑ دیا تو یہ کالو ہمارے رہنے کے مکان سے کلہاڑی نکال لایا اور مجھ پر وار کیا۔ اس کو روکنے کے لئے میں نے ہاتھ اٹھایا تو ہاتھ

زخمی ہوگیا اور اس کے بعد کلہاڑی کے دستے سے میرے سر پر وار کیا۔ جو
کہ اب بھی موجود ہے ۔ اس کے بعد میں گرگیا اور میرے بدن کے مختلف
حصوں پر تین وار کیے۔ جن کے نشانات موجود ہیں۔
بیس جولائی ۱۹۴۸ء مدعا علیہ کالو ولد فقیر قوم مسلمان ساکن اوڑی باقرار صالحہ
بیان کرتا ہوں کہ میری بھیڑ رسی توڑ کر حسن محمد کی مکئی میں گئی تو میں بھیڑ
واپس لینے کے لئے گیا۔ تو مسمی حسن محمد نے میری گردن پکڑ کر میرے منہ
پر مکا مارا۔ ہونٹ میں دانت کا زخم اب بھی موجود ہے اس کے بعد اپنے
آپ کو بچانے کے لئے میں اندر بھاگ گیا۔ چنانچہ وہاں بھی مجھے مارنے کی
غرض سے میرے پیچھے آیا۔ چنانچہ اپنے آپ کو بچانے کے لئے میں نے
کلہاڑی اٹھالی اور اسی کشمکش میں یہ زخمی ہوا۔ اس کو میں نے ڈر کی وجہ
سے مارا ہے

شرعی فیصلہ

بیانات سنے گئے مدعی نے جھوٹ کہا۔ مقدمہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ مدعی نے مار
اپنی غلطی سے کھائی ہے۔ مدعا علیہ کالو ولد فقیر نے جو کچھ کیا وہ اپنے آپ
کو بچانے کی خاطر کیا جو کہ کم عمر بھی ہے۔ لہٰذا ہر ایک کو راضی کرکے
معاف کیا گیا۔
اگرچہ رپورٹ کنندہ ۳۰۰ روپے جرمانے کا مستحق ہے مگر چونکہ زخمی ہوا
ہے۔ لہٰذا یہی سزا مدعی کے لئے کافی ہے۔

قاضی اعظم
دستخط امیرالمجاہدین جماعت ناجیہ صالحہ
حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

فیصلہ نمبر ۳

رپورٹ کنندہ مدعی۔ ابراہیم ولد فضل دین قوم مسلمان ساکن سوا عمر تخمیناً ۵۰ سال

با اقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ جب ہم نے سنا کہ کفار کا غلبہ ہوا ہے تو اپنا سامان وغیرہ لے کر دو دن سخی میدان میں رہے پھر جب ہم نے سنا کہ کفار یہاں دھرم سالہ آرہے ہیں تو وہاں سے ڈھیرا اٹھاکر موضع بجلہ کی طرف چلے گئے۔ راستے میں مستری امام دین آملا۔ جو کہ ہم سے ایک دن پہلے ڈھیرا لگائے ہوئے تھا۔ اس نے کہا کہ یہاں بجلہ میں ہمارے واقف اور رشتہ دار ہیں ان کے گھر سامان رکھ دو۔ اور دھوپ میں کہیں آرام کرو۔ کیونکہ دن میں جہاز کا خطرہ ہے اگر چلنا ہے تو رات کو چلنا ہوگا۔ وہ ہمیں محمد دین لوہار کے پاس لے گیا۔ وہاں محمد دین نے ہمارا سامان رکھ دیا۔ جو کہ چار بوجھ میں بندھا ہوا تھا۔ ایک میں کپڑے سینے کی مشین تھی دوسرے میں کھل بند کپڑے تھے۔ جبکہ تیسرے میں کچھ کپڑے اور برتن تھے اور اسی طرح چوتھے میں بھی تھے۔ اس کے بعد ہم باہر نکل آئے۔ کہ کہیں دن کو آرام کرلیں۔ بعد میں شور ہوا کہ ہندو دھرم سال کے کنارے آگئے ہیں چنانچہ ہم چلتے چلتے سونا گلی پہنچے اور وہاں سے پھر واپس نہ آئے پھر چند دن

بعد سنا کہ ملک میں امن ہوا ہے تو واپس آکر ان سے سامان کا مطالبہ کیا تو محمد دین نے انکار کر دیا کہ نہ تو ہم تجھ کو جانتے ہیں اور نہ ہی تمہارا مال ہمارے پاس ہے۔ اس کے بعد اپنی بیوی بچوں کو اپنے گھر چھوڑ کر میں ان آدمیوں کو ساتھ لے کر جو ان کے واقف تھے دوبارہ وہاں گیا۔ لیکن محمد دین اس دن نہیں ملا۔ فتح محمد جو کہ اس کے گھر میں رہتا تھا۔ اس کی چارپائی کے لحاف کے نیچے ایک کیس تھا۔ اس کو دیکھ کر میں نے فتح محمد سے پوچھا کہ تم نے یہ کہاں سے خریدا ہے۔ وہ بولا کہ مجھ کو محمد دین نے دیا ہے۔ ایک کھل جو کہ اندر پڑی ہوئی تھی نظر آنے لگی جسے ایک لڑکے نے باہر نکالا تو میں نے کہا کہ یہ بھی میری ہے۔ چنانچہ اس نے کہا کہ یہ بھی مجھے محمد دین نے دی ہے۔ فتح محمد نے کہا کہ تم پرسوں آجاؤ محمد دین آیا ہوگا۔ باقی مال بھی برآمد ہو جائے گا۔ پھر جب ہم پرسوں بمعہ دو آدمیوں کالا ولد امام دین اور مکھن ولد رنگو جو پہلے دن بھی ساتھ لایا تھا۔ پہنچے فتح محمد نے کہا کہ وہ گھر میں نہیں ہے۔ پھر ہم نے کہا کہ ہمارا مال دو مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر اندر جا کر ایک صندوق سے ایک ٹوپی ' ایک براتی ایک نائی کا بیٹا۔ ایک راشن کا ڈبہ نکال کر سامنے رکھ دیئے۔ ہم وہ تمام چیزیں اس گھر میں چھوڑ کر دوبارہ واپس آگئے اور یہاں آکر درخواست کی۔ تو ہمارے ساتھ جماعت ناجیہ کے بندے گئے اور ان کی تلاشی لی گئی۔ فتح محمد کے گھر دو ایک چھتری اور باقی وہ چیزیں برآمد ہوئیں جو ہم چھوڑ گے تھے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء

مدعا علیہ۔ محمد دین ولد سفیر دین قوم لوہار ساکن چہلہ عمر تخمیناً" ۳۰ سال با اقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ سویرے چکی پر آٹا پینے کے لئے گیا۔ ادھر سے واپس ہو کر آیا تو لوگ کافروں کے ڈر سے بھاگے جاتے تھے میں اپنے

مکان کو واپس آیا دیکھا تو ماسٹر ستر دین آیا اور کہا کہ کافر دھرم سال کو آ گئے ہیں تم اپنی جان بچاؤ۔ اسی وقت میں نے کپڑے وغیرہ باندھے اور بھاگ گیا۔ کوٹلی کی طرف بھاگا۔ میں نے سامان نہیں دیکھا کہ سامان مولوی صاحب نے رکھا ہے یا نہیں اسی وقت اوپر سے جہاز آیا سب لوگ چھپ گئے میں نے اپنا دروازہ بند کر دیا۔ اور دوسرے بھائی کا دروازہ کھول کر بھاگ گئے۔ ۱۱ دن بعد میں اپنے گھر کو واپس آیا اور ۲۲ دن بعد مولوی صاحب آئے اور کہا کہ ہمارا سامان دو۔ میں نے کہا کہ اس میں سے جو تمہارا سامان ہے وہ لے لو کچھ سامان مولوی صاحب کو مل گیا اور باقی کا دعویٰ کیا کہ تم ہمارے چور ہو۔

امام دین ولد فتاح قوم ترکھان مسلمان ساکن سلوا عمر تخمیناً ۶۰ سال

با اقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ ہمارے روبرو سامان ابراہیم نے محمد دین کے گھر رکھ دیا۔ چار بوری بندھی ہوئی تھیں۔ محمد دین ہمارا رشتہ دار ہے۔ میں نے ابراہیم کا تعارف محمد دین کے ساتھ کر دیا تھا ہم نے محمد دین کو سپرد نہ کیا اور نہ حوالے کیا۔ اور نہ مولوی صاحب نے ہمارے روبرو محمد دین کے حوالہ کیا

عبدالغنی نمبردار چیلہ

با اقرار صالحہ بیان کرتا ہوں کہ یہ سب لوگ بھاگ گئے تھے اور سب سے پیچھے میں بھاگا تھا محمد دین مجھ سے پہلے بھاگ گیا تھا۔

گواہ نمبر ا

نور محمد ولد پیر بخش مسلمان ساکن سلوا عمر تخمیناً ۴۰ سال

با اقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ ابراہیم نے جو بیان کیا واقعی درست ہے۔

میرا بھی یہی بیان ہے۔ اور واقعی ہمارے روبرو سامان محمد دین کے گھر رکھوایا تھا۔

گواہ نمبر ۲

فقیر محمد ولد نور ولی قوم گوجر مسلمان ساکن سلوا

با اقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ ابراہیم نے جو کچھ بیان کیا ہے۔ وہ درست ہے اور سچ ہے اور سامان ہم نے اپنے ہاتھوں سے محمد دین کے گھر رکھ دیا تھا تیئس جولائی ۱۹۴۸ء

شرعی فیصلہ

از دفتر امیر المجاہدین جماعت ناجیہ محکمہ شرعیہ

چونکہ مدعی دعویٰ کرتا ہے کہ مسمیٰ ابراہیم کہ میں نے محمد دین کے ساتھ اپنا مال امانت رکھا۔ اس لئے اس نے گواہان بھی پیش کیے۔ لیکن محمد دین مدعا علیہ بھی بھاگنے کا اقرار کرتا ہے۔ اور گواہان سے ثابت ہے۔ اس طرح مدعا علیہ کا مال بھی ضائع ہوا۔ چنانچہ شرعی فیصلے کی رو سے ابراہیم کے مال کا محمد دین ضامن نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا محمد دین مدعا علیہ بری الزمہ ہے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء

نوٹ۔ اگر مولوی ابراہیم صاحب نے کہیں ضائع شدہ مال میں سے کوئی فروخت شدہ مال برآمد کیا تو مولوی ابراہیم صاحب کو حق حاصل ہوگا کہ دوبارہ چارہ جوئی کرے

دستخط امیر المجاہدین جماعت ناجیہ
حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

فیصلہ نمبر ۴

مسمی بگاؤ ولد کالا قوم ساکن گولا کو مسمی اللہ دتہ ولد ------ قوم تکیال نے گولا کو پیٹا تھا۔ جس کی وجہ سے مجرم کو پندرہ روپے جرمانہ کیا گیا آج مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۴۸ء کو مجرم نے جرمانہ پندرہ روپے ادا کیے جو مغروب مذکور کو دے دیئے گئے۔

دستخط
امیر المجاہدین جماعت ناجیہ
حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

فیصلہ نمبر ۵

جو کہ ان کے اپنے جماعت کے ایک اہم رکن سے تعلق رکھتا ہے جس کی وجہ سے کچھ بندوقیں گم ہوئیں۔ آپ نے ان کو بھی عدالت میں حاضر کیا۔ اور بندوقوں کی قیمت ادا کرنے کو کہا جس پر اس نے اپنی غفلت کا اقرار کیا اور جماعت کے فیصلے کو قبول کر لیا۔

فیصلہ نمبر۶

۱۸ جولائی کو چوہدری فضل دین کی وساطت سے غلام محمد نے بنام فقیر دین رپورٹ درج کی اس کے متعلق مکمل تحقیقات کی گئی۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ فقیر دین مجرم نہیں ہے اس لئے اسے بری کر دیا گیا۔

دستخط امیر المجاہدین جماعت ناجیہ
حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

فیصلہ نمبر۷

فقیر محمد مدعی اور شکر و دا کا پسران جمعہ کے درمیان دو من گندم کے دینے کے ساتھ راضی نامہ کیا گیا جس کی وجہ سے وہ بہت خوش ہوئے اور رضامند ہوئے۔

دستخط امیر المجاہدین جماعت ناجیہ
حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

فیصلہ نمبر۸

۲۰ جولائی ۱۹۴۸ء کو کرم داد ولد پہلوان خان مدعی نے اپنے ایک بسترہ کے متعلق ملزمان لال دین ولد بارو اور لال دین ولد بگا پر دعویٰ کیا۔ چنانچہ محمد اللہ سالار جنگ نے تفتیش کر کے قاضی محمد اعظم صاحب کی وساطت سے

قاضی سربلند خان صاحب اور حبیب الرحمٰن صاحب کے پاس معاملہ پہنچایا۔ جس پر بسترہ برآمد ہوا اور صرف چند اشیاء موجود نہ تھی جس کی قیمت ۳۱ روپے تھی۔ یہ رقم مجرمان سے لے لی گئی اور کرم داد خان کو بہ ضمانت محمد خان دلائی گئی اگر محمد خان نے یہ رقم ادا نہ کی تو محکمہ شرعیہ محمد خان سے یہ روپیہ وصول کرکے مدعی کو دلائے گئی۔

دستخط امیرالمجاہدین جماعت ناجیہ
حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح دوسرے مقدمات کا فیصلہ جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عدم موجودگی میں ہوئے۔ بطور نمونہ پیش خدمت ہے۔

"۱۷ جولائی ۱۹۴۸ء کو نائب سالار اعظم مقام ڈیسی گئے جو دھرم سال سے بیس میل دور ہے وہاں تبلیغ کی اور لوگوں کو تسلی دی اور دس مقدمات کا فیصلہ بطریق راضی نامہ کیا گیا۔ نائب سالار نے ان معمولی مقدمات کو امیرالمجاہدین اور قضاہ مقررہ کے سامنے لانا مناسب نہ جانا اور انہیں خوب سلجھایا۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزِنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ۔ رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِؓ وَالْحُسَيْنِؓ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ۔ اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ۔ وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مَقْدُوْمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ۔ حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى۔ تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ۔ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْمِصْرَاجِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ۔ مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى۔ صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتَرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا۔

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ۔ وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سبحان ربی الاعلیٰ از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب نوزدهم

آپ کے مکتوبات گرامی

اولیائے کرام علیہم اجمعین اور بزرگان دین کی ہر تحریر کسی نہ کسی حکمت سے بھری ہوتی ہے اور ان کی تحریریں عام تحریروں سے مختلف ہوتی ہیں قارئین کی خدمت میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات پیش کیے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ آپ کی نصیحت آموز تحریر سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

مکتوب نمبر ۱

یہ خط آپ نے راولپنڈی جیل سے ارسال فرمایا۔ جب آپ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ۹ ماہ قید ہوئے تھے۔

از خادم الاسلام محمد آمین عفی عنہ راولپنڈی جیل

محترم محمد کریم، حاجی شیر محمد صاحب، حاجی شمس الدین و دیگر احباب شب قدر و ضلع پشاور صوبہ سرحد

احوال یہ ہے کہ مجھ سمیت آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا و لقا نصیب ہو۔

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالیٰ و برکاتہ

حالات لکھنے کے قابل نہیں آپ خود دینی بصیرت سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ جل جلالہ ہمارا ایمان اور قرآن نصیب فرمائیں۔ خصوصاً اس موقعہ پر یہ قرآنی آیات **"مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ"** باقی ہمارے ساتھ جو جتنا کر سکتا ہے تو کرتا ہے کوئی کمی نہیں کرتا مگر **حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ۔** ختم شریف کے متعلق بھی خبر مل گئی ہے اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور تقدیر شامل حال رہی

تو ۲۸ رمضان کو رہائی ہے۔ اور اگر کسی دوسرے کی مرضی ہوئی تو وقت بہت ہے۔ خیر جو بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اور یہی ہمارا نصب العین مراد اور مقصود ہے افسوس مجھے ان پر جو کہ اپنی بدقسمتی سے اللہ جل جلالہ کی رضا و لقا سے محروم ہیں جس طرح کہ واقعات آشکار ہیں۔

ماحول کے جملہ علماء و کرام اور دوستوں کو دعا و سلام قبول ہو۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے احباب کے نام لکھے ہیں۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

فقط محمد آمین عفی عنہ

۱۱ر رمضان شریف ۱۳۷۲ھ

مکتوب نمبر ۲

یہ خط آپ نے مدینہ منورہ سے ارسال فرمایا۔ جو تمام مسلمان بھائیوں کے نام ہے۔

پیارے دوستو! حق بات یہ ہے کہ مجھ سا کمزور انسان محبوب انور ﷺ کے دربار میں رہنے کا حق نہیں رکھتا لیکن پشتو میں کہتے ہیں "داد حق دا قابلیت شرط نیست"

الحمدللہ محبوب انور ﷺ کی گلی کوچوں کی خاک کی قدر اس ناچیز کے دل میں جتنی ہے تو قسم ہے رب کی کہ اسے تمام جہان کی بادشاہت بلکہ جنت کی نعمتوں کے بدلے تبدیل نہ کروں۔ یہ بھی رب کا فضل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دوستوں کے خط بہت آتے ہیں ہر ڈاک میں دس گیارہ بلکہ اس ڈاک میں تو پندرہ خط آئے ہیں اور ہر محترم دوست جواب کا حقدار ہے لیکن یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ بھی درپیش ہے اس لئے یہ عاجز تمام جوابات دینے سے قاصر ہے اتنا ضرور کرتا ہوں کہ تحریر کے مطابق جنت کے روضے میں ان کے لئے دعا مانگتا ہوں اور سلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں پیش کرتا ہوں۔

دوستو! مجھے یاد رکھنے کا شکریہ اور اسی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ دوست معاف فرمائیں گے اور اس خط کو تمام دوست اپنا جواب تصور کریں گے۔

میں تمام مسلمان بھائیوں کے لئے اس مقدس جگہ میں دعاگو ہوں۔

دوسرا یہ کہ تمام مسلمان بھائیوں اور دوستوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار سے یہ نصیحت لکھتا ہوں کہ محبوب مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور شریعت کے خلاف نہ چلے نماز نہ پڑھنا حرام خوری ' چغلی ' غیبت ' نشہ ' تماشے ' داڑھی منڈوانا بے پردگی ' بے غیرتی اور اسی طرح دوسری بری عادتیں چھوڑ دے۔ دنیا خواب ہے گزر جائے گی۔ اس لئے کہ آخرت میں بڑی عزت نصیب ہو۔

جو شخص اسلام کی قدر اپنے دل میں رکھتا ہے اسے دونوں جہانوں کی عزت و شرافت نصیب ہوگی اور اگر ایک فاسق بے چارہ کل جہان کا بادشاہ بن جائے مگر وہ اپنے نفس اور شیطان کا ذلیل ترین غلام ہے قسم ہے رب کی کہ شرعی نوجوان اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی غیر شرعی سلطنت کے لاکھوں سالوں کے بدلے نہ دے۔

آخر میں تمام دوستوں اور بھائیوں کو دربار مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف

سے بڑے پیار سے و علیکم السلام کہتا ہوں۔

محمد آمین
مدینہ منورہ

مکتوب نمبر ۳

''حرم نبوی ﷺ کی طرف سے عید کی مبارکبادی''

عاجز حاجی محمد آمین ساکن عمرزئی المجاہد آباد پشاور کی طرف سے عید مبارک
پیارے اسلام کے پیارے بھائیو ! اسلام علیکم

آپ کا ایک دعا گو بھائی اپنے رب کی ہدایت اور توفیق کے سبب دعا سلام اور عید کی مبارکباد نہایت تہہ دل سے بھیج رہا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ آپ محبوب انور ﷺ کی محبت کے واسطے اسے کھلے دل اور بہترین الفاظ میں قبول فرمائیں گے۔
اور اس ناچیز کے لئے بھی دعا فرمائیں گے کہ مجھے اپنے محبوب ﷺ کا ادب و احترام اور حیاء نصیب فرمائے۔ حضرت محترم مجاہد اعظم حضرت فضل واحد صاحب المعروف حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقت کے

کل دوستوں اور جماعت ناجیہ صالحہ کے جملہ اراکین بلکہ تمام صوبہ سرحد بلکہ تمام پاکستان بلکہ اسلام کے تمام بھائیوں کی خدمت میں یہ تحفہ عرض ہے۔ لیکن آپ کو عید حقیقی مبارک ہو۔ اور حقیقی عید وہ ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہو۔ اور اللہ کی رضا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری میں ہے۔

لیکن خلاف سنت اور شریعت اگر ایک شخص تمام جہان کا بادشاہ بن جائے اور اس پر کئی عیدیں بھی آئیں لیکن وہ فاسق اور فاجر رہتا ہے۔ مثلاً" ظالم ، حرام خور ، نشے باز ، داڑھی منڈوانے والا اور وہ بے غیرت جو عورت کی بے پردگی پر شرمندہ نہ ہو۔ اور اس طرح کے اور بداعمال پس یہ عاجز نادان نفس و شیطان کا بدترین غلام ہے۔ اور یہ سلطنتیں اور عیدیں اس کے شرم اور غم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت کے صدقے جملہ مسلمان بھائیوں کو حقیقی اور شرعی عید اور نیک زندگی نصیب کرے (آمین)

محمد آمین عفی عنہ

مکتوب نمبر ۴

یہ خط تحریک ختم نبوت کے دوران قید کی حالت میں راولپنڈی جیل سے ارسال فرمایا

از خادم اسلام محمد آمین عفی عنہ جیل راولپنڈی

نور چشم و لخت جگر پیر امام شاہ صاحب اور جملہ احباب کو اللہ تعالیٰ کی رضا و

لقا نصیب ہو۔ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالے و برکاتہ۔ خیریت جانبین نیک نصیب باد میری قید کی مدت ٦ ماہ اور بڑھادی گئی ہے۔ "انا للہ و انا الیہ راجعون" لیکن یہ ہمارے بہت مہربان خداوند رب العزۃ کی مہربانی ہے۔ اور ان سے بہت امیدیں وابستہ ہیں کہ جو کچھ وہ کرتا ہے وہ ہمارے مقدر میں ہے۔ اور اس میں دونوں جہانوں کی خیر اور عزت ہے۔ "ما اصاب من مصیبتہ الا باذن اللہ الخ" دنیا کی مثال خواب کی طرح ہے۔ اللہ جل جلالہ ہماری باقی زندگی میں عزت و شرف نصیب فرمائے۔ الحمدللہ کہ ہماری اس دنیا میں اطاعت خداوندی اور دین کی خدمت کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں جس نے ناحق اس خدمت سے ہمیں یہاں روکا ہے۔ ان کی بدقسمتی پر افسوس ہے باقی آپ کو اور دوستوں کو نصیحت اور وصیت ہے کہ جملہ مرادیں اور مقاصد اللہ تعالیٰ کی رضا و لقا میں ہیں اور اس کو اپنا مقصد تصور کرنا۔ چاہے مصیبت میں ہو۔ تو میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہر حال میں نصیب ہو۔

جملہ دوستوں اور جملہ مسلمانوں کے ہمراہ اپنا وظیفہ بہت اخلاص سے کرنا۔ میں یہاں اپ کے لئے دعاگو ہوں اور آپ کی دعاؤں کا مشتاق ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اس حق اور "صحیح مراد میں رضا و لقا نصیب فرمائے۔

۱۲ شوال المکرم ۱۳۷۲ھ/۲۳ جون ۱۹۵۳

محمد آمین عفی عنہ المجاہد آباد جیل راولپنڈی فقط

مکتوب نمبر۵

محبوب محترم پروانہ سوختہ جگر اور شیرین سلطان محمد صاحب محمد شریف صاحب اور جملہ احباب کو اللہ تعالیٰ کی رضا و لقا نصیب ہو۔

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ خیریت جانبین نیک نصیب باد

آپ کا شفقت سے بھرپور خط پہنچا۔ اجر کم علی اللہ تعالیٰ

آپ کے سفر علی پور شریف، سرہند شریف اور قیام مزارات دہلی جو ۱۸ یوم پر مشتمل تھا۔ اس کی زیارت کرنے پر آپ کو بہت بہت مبارک مبارک مبارک ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دوستوں کی قربت اور محبت نصیب فرمائے۔ ۱۰ شوال کو غالباً ہم حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخ وفات کے سلسلہ میں مہمند جائیں گے آپ شوال کی چھ یا سات تاریخ تک تشریف لے آئیں اور اگر ہم کسی تقدیری وجہ سے نہ جاسکے تو آپ کو خبر کردیں گے۔ خدا آپ کی اس نیک نیت کو قبول فرمائے۔ جو اسلام کو اپنا تصور کرتا ہے تو اس کا دل کتنا غمگین ہوگا۔ یہاں بہت سی خدمات ہیں اور یہ بندہ نالائق بہت ادب سمیت بھی اس کو پورا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالے ہمیں صحیح توفیق نصیب فرمائے۔

باقی فی الحال میں کسی عذر کی وجہ سے نہیں آسکتا معافی چاہتا ہوں اور اللہ تبارک و تعالے سے آپ کی شادی کے لئے دعاگو ہوں تمام احباب کو دعا سلام اور عید مبارک خدا کی رضا ولقا کی بدولت قبول ہو۔

خادم الاسلام محمد آمین عفی عنہ

المجاہد آباد ڈاکخانہ عمرزئی پشاور ۱۹۵۲ء)

مکتوب نمبر۶

نور چشم امام شاہ صاحب اور جملہ احباب کو اللہ تعالیٰ کی رضا و لقا نصیب ہو۔ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالے و برکاتہ۔ خیریت جانبین نیک نصیب باد۔ عید کے بعد بہت دنوں سے یہ امید تھی کہ حج شریف پر جاؤں مگر مجھ سمیت بہت سے لوگوں کی منظوری نہیں ہوئی۔ اب فی الحال لاہور میں (۵۲) علماء کرام کے کل پاکستان اجتماع جو کہ دستور اسلامی کے نفاذ کے سلسلہ میں ہو رہا ہے۔ انہوں نے مدعو کیا ہے۔ جو کہ یکم جولائی سے شروع ہے اور اب ۳ جولائی تک جاری ہے۔ غالباً" آج کل ختم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالی اگر خیریت سے گھر پہنچا تو ضرور کوہاٹ حاضر ہوں گا۔ ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
جملہ احباب اور جملہ مجلس احباب کو دعا سلام

خادم الاسلام محمد آمین عفی عنہ
از شہر لاہور نیلا گنبد
۱۴ ذوالعقدہ ۱۳۷۴ھ "محمد آمین عفی عنہ"

مکتوب نمبر ۷

نور چشم امام شاہ صاحب اور جملہ احباب کو اللہ تعالیٰ کی رضا و لقا نصیب ہو۔ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ خیریت جانبین نیک نصیب باد آپ کے آنے کے بعد میری بڑی خواہش تھی کہ آپ کی خدمت میں کوہاٹ حاضر ہوں۔ مگر آج کل حج کی منظوری اور نامنظوری کا انتظار ہے۔ کچھ لوگوں کی منظوری آگئی ہے ایک ہفتہ انتظار کروں گا العیاذ باللہ اگر کام نہ ہوا تو پھر انشاء اللہ تعالے کوہاٹ آؤں گا اور اگر کام ہوا تو پھر آپ کو خبر کردوں گا۔

ماشاء اللہ تعالے لا حول ولا قوۃ الا با اللہ

جملہ احباب کو دعا سلام

۱۸ شوال المکرم ۱۳۷۲ھ

مکتوب نمبر ۸

نور چشم امام شاہ صاحب اور جملہ احباب کو اللہ تعالیٰ کی رضا و لقا نصیب ہو۔ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالے و برکاتہ۔ آپ کا پہلا خط بھی اور اب آپ کا دوسرا خط بمع اشتہار ملا۔ چونکہ اشتہار میں میری تقریر ۱۴ مئی کو ہے تو میں کوشش کروں گا کہ ۱۳ مئی کو حاضر ہو جاؤں اور اگر نہ آسکا تو ۱۴ مئی کو اپنی تقریر کے لئے انشاء اللہ ضرور اللہ تعالے کی توفیق کی بدولت حاضر ہوں گا۔

جملہ احباب اور ممبران انجمن کو دعا سلام اور جملہ احباب کو دعا سلام
فقط ۱۴ شعبان العظم ۱۳۷۱ھ
خادم الاسلام محمد آمین عفی عنہ بقلم خود

مکتوب نمبر۹

بنام پیر امام شاہ صاحب جنگل خیل کوہاٹ

برخوردار و نور چشم امام شاہ اور جملہ احباب کو اللہ تعالیٰ کی رضا و لقا نصیب ہو

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالے و برکاتہ خیریت جانبین نیک نصیب باد۔ آپ کا دوسرا خط بھی پہنچ گیا ہے۔ "اجر کم علی اللہ تعالیٰ" دین کی سعادت نصیب ہو ۱۷ شوال/۱۸ جون بروز جمعہ جماعت ناجیہ کا آٹھواں سالانہ اجتماع مقرر ہوا ہے۔ آپ جماعت ناجیہ کے کچھ ارکان تشریف لائیں انشاء اللہ اجتماع کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ والسلام
جملہ احباب جماعت ناجیہ و طریقت کو دعا سلام اور جملہ ارکان کو سعادت دارین نصیب ہو۔ ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
فقط خادم الاسلام محمد آمین عفی عنہ المجاہد آباد پشاور

مکتوب نمبر ۱۰

بنام پیر امام شاہ صاحب جنگل خیل کوہاٹ

نور چشم امام شاہ اور جملہ احباب کو اللہ تعالیٰ کی رضا و لقا نصیب ہو۔
اسلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالےٰ برکاتہ خیریت جانبین نیک نصیب ہو۔
آپ کا خط اور عید کارڈ مجھے موصول ہوا ہے میں نے بھی بڑی تعداد میں احباب کو عید مبارکبادیں بھیجیں ہیں لیکن افسوس ابھی تک نہیں پہنچ سکیں ہیں۔محرم کو ہنگو میں ایک دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ اس کے لئے میں انشاء اللہ ہنگو آؤں گا۔ صالحین بابا سے بھی مل لوں گا۔
۹ محرم کو آپ کے ساتھ ملاقات انشاء اللہ ہو جائے گی ورنہ پھر واپسی میں آپ کے ساتھ ملوں گا۔ تمام دوستوں اور احباب کو حتی الامکان دعا سلام اور اللہ کرے دونوں جہانوں کی سعادتیں تمام دوستوں کو نصیب ہوں۔

فقط والسلام
خادم الاسلام محمد آمین عفی عنہ
المجاہد آباد ۷ ستمبر ۱۹۵۷ء

مکتوب نمبر ۱۱

بنام پیر امام شاہ صاحب جنگل خیل کوہاٹ

نور چشم امام شاہ صاحب و جملہ احباب کو تمام مسلمانوں کے ساتھ اللہ کی رضا و لقا نصیب ہو۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالےٰ و برکاتہ خیریت جانبین نصیب ہو۔

۱۶ ربیع الاول بشب جمعہ و روز جمعہ سالانہ میلاد شریف اور زیارت باسعادت موئے مبارک محبوب انور ﷺ ہوگی۔ تمام دوستوں کو اطلاع دیں۔ اگر کوئی تشریف لا سکتا ہے تو بہت ہی اچھا ہوگا۔

فقط والسلام

محمد آمین عفی عنہ

المجاہد آباد پشاور ۹ اکتوبر ۱۹۵۷ء

مکتوب نمبر ۱۲

بنام پیر امام شاہ صاحب جنگل خیل کوہاٹ

نور چشم لخت جگر امام شاہ اور جملہ احباب کو تمام مسلمانوں کے ساتھ اللہ کی رضا و لقا نصیب ہو۔

سلام مسنون کے بعد آپ کا خط ملا اجر کم علی اللہ تعالےٰ میں اب ویسی

دوائی کھا رہا ہوں۔ طبیب روزانہ آتا ہے ابھی میری طبیعت سنبھل رہی ہے آپ کی دعاؤں سے باقی روشنہ الحبیب پشاور سے تجارتی نرخ پر ارسال خدمت ہے۔ اور کوئی خاص بات نہیں دعاگو ہوں۔

جملہ احباب و دوستوں کو دعا وسلام

فقط خادم الاسلام محمد آمین عفی عنہ

المجاہد آباد پشاور

فقط ۱۳۷۷ھ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَ اِمَامِ حَضْرَتِكَ وَ طِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَ مَخْزِنِ رَحْمَتِكَ وَ حِلْمِكَ وَ جَمَالِكَ وَ عَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَ عَظَمَةِ ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ مَجْمَعِ اللّٰهِ قَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مَقْدُوْمِ جَيْشِ الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَ الْحِلْمِ وَ الْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَ الْمِعْرَاجِ وَ الْمِضْرَابِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ وَتَرْضِيْهَا وَ تَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَحْبَابِهٖ وَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ وَ التَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ٥

سبحان ربی الاعلیٰ از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب بیستم

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مختلف حضرات کے تاثرات

جناب شیرین خان پیر صاحب کراچی

قبلہ اعلحضرت حاجی الحرمین شریفین حاصل خاص کامل ، مکمل و اکمل و مکمل دوست مقرب بدر بار رب العلمین و نائب رحمتہ للعلمین مقبول رب المشرقین و المغربین و سیلتنا الی اللہ سید الاولیاء سدالاتقیاء زبدالفقھا راس العلماء رئیس الفضلاء قبلتہ السالکین امام العارفین برھان المعرفت شمس الحقیقیتہ فرید العصر و حیدالزمان مظھر فیض الرحمٰن کان ادب و حیاء و غیرت شجاعت سخاوت سالار مجاہدین قطب الاقطاب غوث الزمان فخر العلماء اہلسنت عاشق رسول ﷺ لاثانی فنا فی الرسول ﷺ و فنا فی اللہ و بقا باللہ مرشدنا پیر طریقت سلاسل اربعہ قبلہ حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی نہ کسی تعارف کی محتاج ہے اور نہ ان کے محاسن و فضائل کسی ادنی اور علمی پیمانہ میں سما سکتے ہیں۔ بلا مبالغہ آپ کے فضائل و کمالات کا احاطہ ممکن نہیں ہماری زبان عاجز ہے۔ اور قلم قاصر ہے کہ آپ کے محامد و محاسن کو کامل طور پر بیان کر سکیں۔ مختصر یہ کہ آپ کا ہر قول و فعل مشعل صراطِ مستقیم ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ رسول اللہ ﷺ کی دربار عظیم میں آپ کو اسی قدر مقبولیت عزت شرف حاصل تھا کہ خود سید الانبیاء و المرسلین حبیب رب العلمین نے اپنے ساتھ ریاض الجنتہ میں کتاب روضتہ الحبیب ﷺ کے تحریر کرنے پر معمور فرمایا۔ جس طرح نبی کریم ﷺ نے خود حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد نبوی میں منبر بچھایا تھا۔ حالانکہ اور بھی بہت صحابہ

کرام شعراء تھے۔ لیکن ان کے اشعار حضور ﷺ کو بہت پسند تھے
اسی طرح عشاق شعراء بہت گزرے ہیں اور اب بھی ہیں لیکن اپنے ساتھ
اس طرح کتاب لکھنے کا اتنا مبارک وقت کسی کو نہیں دیا۔ آپ شعرا عشاق
میں حاصل خاص ہیں۔ آپ شعراء صالحین کے زمرہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں "الذین امنو و عملو الصالحات و ذکر اللہ کثیرا"
امنو و عملوا الصالحات میں شعراء اسلام کی مدحت میں اپنا کلام سناتے ہیں۔ اس
پر اجرو ثواب پاتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرتے ہیں ۔ اس
لئے حضور ﷺ کی نعت اسلام کی حمایت توحید کے مضامین یقیناً" ذکر
الٰہی ہیں ۔ اس لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے قبلہ اعلحضرت کو اپنے
روضتہ الحبیب ﷺ لکھنے کے لئے منتخب فرمایا آپ کی کتاب کا ہر شعر
عقائد ، اقوال ، افعال اسلام کے موافق ہیں۔ اور ایسے اشعار حقہ حضرت
جبرائیل علیہ السلام سے بھی ثابت ہیں ۔ "الحدیث" "**ان من الشعر
لحکمة**" بعض شعر حکمت والے ہوتے ہیں "الحدیث" **ان جبریل علیہ
السلام اعان حسانا علی مدحة النبی ﷺ سبعین بیتا**" " حضرت
جبرائیل علیہ السلام نے حسان کی مدد کی مدحت مصطفیٰ ﷺ کی ستر
بیتوں میں "ترجمہ حدیث" مومن جہاد کرتا ہے تلوار اور زبان سے اور قسم
ہے اس ذات کی جس کے قدرت میں میری جان ہے جو تم شعروں کے تیر
مارتے ہو وہ دشمن پر نیزے مارنے سے زیادہ کاٹ کرتے ہیں"
معلوم ہوا کہ قبلہ اعلحضرت کا ہر شعر اہل اسلام کے لئے دلیل حق ہے
عقیدہ قولا" فعلا" اور اہل باطن کے لئے تلوار ہے۔ قرآن اور حدیث سے
ثابت کر سکتے ہیں کہ قبلہ اعلحضرت تمام فرقہ باطل سے اعتقادا" فعلا" قولا"

مخالف تھے۔ اس لئے آپ نے جماعت ناجیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اس لئے کہ اہل سنت و جماعت خاص کر جماعت ناجیہ ہے اور جماعت ناجیہ وہ جس کے عقائد فعل و قول نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے موافق ہوں۔ وہی نجات پانے والے اہل نجات ہیں۔

"قالوا من هم قال علیہ السلام ما انا علیه و اصحابیؓ من الا عتقاد و الفعں والقول فهو حق و طریق موصل الی الجنة والفوز والفلاح"

اسی طرح آپ کا ہر کلام ہر شعر اعتقادا" فعلا" قولا" اطاعت اللہ جل جلالہ اللہ و رسول ﷺ و صحابہ کرامؓ ہے۔

الحاصل قبلہ اعلحضرت نے اہلسنّت و جماعت کے عقائد افعال اقوال کے متعلق سب کچھ اپنے اشعار میں مکمل طور پر بیان فرمایا آپ کے اشعار حقیقت و معرفت الہی کا چشمہ ہیں تمام حقانی علماء اہلسنّت اور مشائخ کرام صوفیا کرام آپ کے صفت خوان تھے۔ کسی نے آپ کے اعتقاد قول و فعل وغیرہ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ علماء کرام و مشائخ عظام نے آپ کو تسلیم کیا۔ آخری حج کے دوران میں ایک سال قیام میں عرب ممالک کے بڑے بڑے اکابر علماء نے اپ سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ حضرت علامہ مولانا عبدالغفور مدنی صاحب مرحوم نے سلسلہ قادریہ مبارکہ میں آپ سے شرف بیعت حاصل کیا تھا اس بات کا انہوں نے خود اقرار کیا تھا حالانکہ آپ خود بہت بڑے محقق عالم عابد اور سلسلہ نقشبندیہ کے پیر طریقت تھے اور لاکھوں کی تعداد میں ان کے مریدین عرب وعجم میں تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مولانا صاحب کو معلوم تھا کہ اس دور میں عرب و عجم میں ایسی ہستی اور نہیں جیسی اعلحضرت کی ہستی ہے۔

اگرچہ میں نے پہلے ہی تحریر کردیا تھا کہ آپ کی شان میں لکھنا میرے بس کی بات نہیں مگر کچھ نہ کچھ لکھنے کی جسارت کی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپ کے درجات کو اور بھی بلند فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین ثم آمین

جناب گل احمد مینی صوابی

ع۔ ہر گزر غیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما (اقبال)

قرآن پاک گواہ ہے کہ جب اللہ جل شانہ نے ملائکہ کے سامنے تخلیق آدم کے سلسلے میں اپنی عظیم منشاء اس انداز میں پیش کی کہ

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

تو فرشتوں نے اس کے جواب میں سر تسلیم خم کر دیا اور یہ اقرار کیا کہ

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۝

فرشتوں نے اللہ کے حکم پر آدم علیہ اسلام کو سجدہ کیا اور فرشتوں کے استاد ابلیس نے تعظیمی سجدہ سے انکار کیا اور قرآن شریف کے ان الفاظ کی روشنی میں کہ

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ۝

اپنے اعلیٰ منصب سے اللہ کے حکم سے سر کے بل گرادیا گیا اور دائمی لعنت

کا حق دار ٹھہرا۔ پھر کیا تھا وہ تو دیوانہ ہو گیا اور یہ قسم کھائی کہ قیامت تک آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کے ساتھ دشمنی کروں گا۔ اور کوشش کروں گا کہ آدم علیہ السلام اور اس کے اہل کو صراط مستقیم پر چلنے نہیں دوں گا۔ پھر اللہ کا حکم ہوا۔ کہ جو لوگ میرے تابعدار ہیں اور میرے حکموں کو مانتے ہیں ان کو تم گمراہ نہیں کرسکتے اور جو لوگ تمہاری مانیں گے ان کو بھی تمہارے ساتھ دوزخ میں ڈال دوں گا۔ اور اس کو تمہارا مستقل ٹھکانہ بنادوں گا۔

روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسان عقل اور قوت حیوان کا مجموعہ اور مرکب ہے ۔ عقل فرشتوں کی نیک قوت ہے۔ جو کامیابی جنت اور رضائے الٰہی کا راستہ دکھلاتی ہے لیکن قوت حیوان (شہوت) نفس امارہ کی خواہش پر انسان کو صراط مستقیم سے بے راہ کر دیتی ہے اور دوزخ تک پہنچا دیتی ہے۔ ان دو متضاد قوتوں کا مجموعہ انسان کے لئے جنت اور دوزخ کی شکل میں منتظر ہے۔ جنت محنت مشکلات اور تکالیف کے غلاف میں چھپی ہوئی ہے۔ لیکن دوزخ نفسانی خواہشات کی رنگینوں میں چھپی ہوئی ہے۔ انسان نفس امارہ کی خواہش پر دوزخ کی طرف حرص کی وجہ سے کھنچا چلا آتا ہے۔ اور جنت سے منہ موڑتا ہے۔

اللہ جل شانہ کی ذات رحیم و کریم ہے۔ اللہ نے انسان کو شیطان یا نفس امارہ کے ہاتھوں میں محض ایک بال کی طرح نہیں رکھا۔ بلکہ حضرت آدم علیہ اسلام سے لے کر خاتم النبین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام جو ضرورت کے تحت اولاد آدم کی ہدایت کے لئے بھیج دیئے تھے۔ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ذمہ داری پورے اخلاص محنت

اور ایثار کے ساتھ پوری کی اور کسی قسم کی قربانی سے منہ نہیں موڑا ہے۔ لیکن جب سردار انبیاء حضرت محمد علیہ الصلوۃ والتسلیم اس دنیا میں تشریف لائے۔ تو اس کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری قیامت تک امت کے کندھوں پر آپڑی

اللہ جل شانہ جب کسی بندے پر فضل کرتا ہے تو اس میں پھر اس انسان کے حسب و نسب امارت اور قوت کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ بس جو لوگ اس کے اہل ہوتے ہیں۔ رب کائنات ان سے پھر دین کی خدمت کا کام لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے صحابہ کرام کے بعد ہر زمانے میں ایسے بہت سے حضرات پیدا ہوئے ہیں کہ ان بزرگان دین کے نام ان کی دینی خدمات اخلاص اور ترویج کے سبب لوگ بڑی قدر اور عزت و احترام کے ساتھ لیتے ہیں۔ اور انہی بزرگان دین کی بے دریغ قربانیوں کی وجہ سے اسلام ہم تک اپنی اصلی شکل میں آپہنچا ہے۔ انہی پاک باطن ہستیوں کے ضمن میں حضرت حاجی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی۔ جب پاکستان نیا نیا بنا تھا۔ میں تقریباً" ۵ یا ۶ سال کا تھا۔ بس اتنا یاد ہے کہ ایک دن عصر کے وقت میں گھر میں بیٹھا تھا کہ اچانک لا الہ الا اللہ کی اجتماعی آواز میرے کانوں سے آٹکرائی میں گھر سے نکل آیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا ایک ہجوم اٹد آیا ہے۔ بوڑھے، جوان، بچے لاتعداد چل رہے ہیں

اور اس کی قیادت ایک سفید ریش بزرگ ، پگڑی باندھے اور ہاتھ میں عصا لئے (حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید) کر رہے تھے اور ان کی تقلید میں لا الہ الا اللہ کی دل کھینچنے والی آواز ایک خاص جذبے کے تحت جاری تھی۔ ابھی ابھی یہ لکھتے ہوئے میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور اقبال کا یہ شعر دل میں آیا۔

گلا تو گھونٹ لیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

میں بھی بے اختیار ان کے ساتھ چل پڑا۔ اس پورے ہجوم نے نفی اثبات کے ورد کے ساتھ پورے محلے کی گلی کوچوں کا گشت کیا اور لوگوں کو مغرب کی نماز کے لئے اڑ ابراہیم کے جامع مسجد میں جمع کیا۔

اسی زمانے میں ہمارے گاؤں میں مولانا محمد رسان صاحب ، مولانا غلام حبیب صاحب عرف .سیک مولوی صاحب مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور مولانا محمد صاحب آف حبیب خیل جیسے علم اور فضل کے مالک موجود تھے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اخلاص سے بھرپور محبت تھی۔ جب بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گاؤں (مینئی) تشریف لاتے تو گاؤں کے کونے کونے سے بچے بوڑھے جوان سبھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سننے کے لئے بڑے جذبے شوق اور محبت کے ساتھ جمع ہوتے۔ اول الاذکر مقامی بزرگ بھی کتاب اللہ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں لوگوں کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے وعظ و نصیحت فرماتے۔ لیکن یہ میرا مشاہدہ تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے دوران کسی میں بھی یہ مجال نہیں تھی کہ وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کے علاوہ

کہیں اور متوجہ ہوتا۔ بس ناظرین ہمہ تن گوش ہوتے بلکہ سامعین یہ تقاضا کرتے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریر جاری رکھیں کسی کو یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ سردی ہے یا گرمی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت ناجیہ صالحہ نامی تنظیم کے پلیٹ فارم سے اپنا مشن جاری رکھا تھا۔ ہمارے گاؤں کے اڑ ابراہیم کے جامع مسجد میں قطب سویل کی طرف الگ ایک کمرہ تھا جو ناجیہ صالحہ کے دفتر کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ ھینئی میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لاتعداد مرید تھے ابھی بھی کچھ ان میں زندہ ہیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کی بدولت ہمارے گاؤں کے بہت سے لوگ غلط کاموں رواجوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ اور ان کی ایسی روحانی اصلاح ہوئی کہ وہ اور لوگوں کے لئے نمونہ بن گئے اور ان کے مریدوں کا حلقہ پورے پاکستان میں پھیل گیا۔ اور انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مشن پورے اخلاص کیساتھ جاری رکھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کشمیر میں بھی بہت بڑا حصہ لیا تھا اور ختم نبوت کی تحریک میں بھی بڑا حصہ لیا تھا۔ اور ہمارے گاؤں میں قادیانیوں کے ساتھ بھی کئی بار مناظرے کئے تھے اور ان کو شکست دی تھی

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی دل کھینچنے والی پیاری صورت رکھتے تھے بہت ہی بارعب گول مٹول سرخ اور سفید چہرہ ' روشن روشن آنکھیں ' سادہ سبز کپڑے ' پگڑی باندھے عصا اور تسبیح ہاتھ میں لئے ہر وقت خالق حقیقی کی حمد و ثناء کرتے اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے پہلی بار کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ اس وقت آپ کی داڑھی مبارک میں بہت کم بال کالے تھے۔ لیکن پھر بھی آپ بہت مضبوط اعصاب اور اچھے خدوخال کے مالک تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے ملک پاکستان کے ساتھ بہت ہی پیار تھا۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔

یو د هجران غمونه بل د پاکستان غمونه
زه محمد آمین به دواړه زغم ترکوم مه

افسوس ! کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے بہت ہی کم لوگوں نے عملی میدان میں قدم رکھا ہے۔ ورنہ پاکستان جو کہ لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا ہے بہت ہی پہلے ایک حقیقی اسلامی اور مضبوط فلاحی مملکت کی حیثیت سے ایک نمونہ بن چکا ہوتا۔ اس ملک کے حصول کی کوششوں میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ افغانستان ہجرت کر گئے تھے اور تقریباً ۹ سال کا عرصہ وہاں گزارا تھا۔

مجھے یاد ہے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ غلط رواجوں ، غیر اسلامی اخلاقوں اور غلط کاموں کے سخت مخالف تھے۔ بلکہ ایسے کاموں کو ختم کرنے کے لئے عملی اقدامات بھی کئے تھے۔ جب بھی آپ ہمارے گاؤں تشریف لاتے تو جن لڑکیوں کی منگنیاں ہوئی ہوتی تھیں انہیں آپ خود ڈولیوں میں ڈال کر اور ان لڑکیوں کا نکاح کر کے سسرال پہنچاتے ۔ بچوں کا ختنہ کرواتے۔ انگریزی ٹائپ بال قینچی کرواتے۔ لڑکے اور جوان رضا کارانہ طور پر حجاموں

کے پاس آتے اور ان رسموں میں کسی قسم کی غیر شرعی حرکت نہیں ہوتی تھی۔ اسی طرح لوگ اسراف سے بھی بچ جاتے اور دوسری طرف موجودہ دور کی طرح قسم قسم کے گناہوں کا ارتکاب بھی نہیں ہوتا تھا۔ جیسا کہ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ ظاہری نمود و نمائش اور اپنا نام کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔ تاوان بھی کرتے ہیں اور گناہ بھی کرتے ہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلاف شرع کاموں کو بالکل برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ ایک دو واقعات پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ

ستا د بنائست ګلونه ډیر دی
جولۍ م تنګه زه بهٔ کوم یو ټولومه

چونکہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جید عالم دین۔ مرد قلندر اور بے باک مناظر تھے اس لئے آپ بڑی حکمت کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔

یہ واقعہ میں نے صاجزادہ دوست محمد صاحب سے سنا کہ

ایک دن میں المجاہد آباد میں تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تشریف لائے جو کہ بہت بڑے خان تھے۔ پہلے داڑھی رکھی ہوئی تھی مگر اس دن منڈھوائی تھی۔ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس پر پڑی تو آپ کے چہرے مبارک کا رنگ غصے کی وجہ سے تبدیل ہوگیا۔ اور اس سے فرمایا کہ یا داڑھی رکھ لو یا ہمیں چھوڑ دو ۔ یہ بات سنتے ہی وہ خان بڑا پشیمان ہوا اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی اور آئندہ اپنے وعدے پر قائم رہنے کی قسم کھائی۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید حاجی عبدالمتین صاحب ساکن مینئی نے گندف کے علاقے گدون کے بارے میں بیان کیا تھا کہ ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملاخیل کی ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اسی محلے میں کسی کے ہاں شادی تھی۔ دوپہر نزدیک تھی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مریدوں کے لئے بڑا پُر تکلف کھانا تیار کیا گیا تھا۔ دسترخوان بچھایا گیا۔ شادی والے گھر سے گانوں کی آوازیں آرہی تھیں اور ڈھول بج رہا تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ ان سے کہو کہ گانے وغیرہ بند کردیں۔ مگر وہ شادی والے نہیں مانے حضرت حاجی صاحب نے اسی وقت اس گاؤں سے نکلنے کی تیاری شروع کی۔ کھانا بھی چھوڑ دیا اور گاؤں سے باہر ایک میدان میں نماز پڑھی اور بھوکے پیاسے مینئی سے نکل آئے۔

انہی صاحب سے ایک اور روایت ہے

کہ ایک دن نماز اشراق کے وقت میرا ایک رشتہ دار نا بینا حافظ قرآن تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ عبدالمتین بھائی ! مجھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاؤ۔ اس وقت حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وضو کر رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے حافظ صاحب کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملوایا۔ آپ نے حافظ صاحب سے اکیلے میں کچھ باتیں کیں اور پھر ہاتھ سے پکڑ کر اپنے مریدوں کے درمیان میں لے گئے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن شریف منگوایا دیکھا اور پھر آپ نے تمام حاضرین سے فرمایا کہ اس حافظ صاحب کے لئے دل کے اخلاص کے ساتھ دعا کریں کہ اس کی دنیا اور آخرت دونوں اچھے ہو جائیں اور عمر بابرکت ہو

جائے کیونکہ حافظ صاحب نے میری اصلاح کی۔ کیونکہ آج صبح مجھ سے قرأت کے دوران سہوہ ہوگیا تھا۔

میرا مقصد یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سہوے کا اظہار عام مجلس میں فرمایا۔ حالانکہ آج کل کے بے علم اور بے عمل پیران یہ نہیں چاہتے کہ میری کوئی غلطی یا کمزوری لوگوں پر آشکارہ ہو جائے۔ لیکن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مزاح دل اور بہت علم کے مالک تھے۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

دعا کرتا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخروی درجات بلند ہوں اور انہوں نے جو مشن شروع کیا تھا اس کے طفیل پاکستان ایک خالص اسلامی مملکت بن جائے

آمین ثم آمین

حضرت علامہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی

جماعت ناجیہ کے امیر محترم حضرت حاجی غازی محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ معہ اپنے رفقا پچھلے دنوں کراچی تشریف لائے۔ جناب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ممدوح حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشین اور نہایت ممتاز خلیفہ ہیں حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے کون آشنا نہ ہوگا جنہوں نے اپنی پوری زندگی جہاد فی سبیل اللہ میں گزاری ان کے سچے جانشین حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے شیخ کی حیات میں

اور ان کی وفات کے بعد برابر جہاد فی سبیل اللہ کرتے رہے۔ جہاد حالیہ کشمیر میں ان کی جماعت ناجیہ نے بعض اہم معرکے سر کیے اور اللہ کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی کے وہ جوہر دکھلائے جنہیں دیکھ کر بڑے بڑے ذمہ دار قائدین نے آپ کی خدمت میں خراج تحسین پیش کیا۔ نہ صرف یہ کہ آپ کی جماعت نے معرکہ قتال میں بڑی بامردی سے داد شجاعت دی بلکہ وہاں کی تعمیری خدمات میں بھی گراں قدر حصہ لیا۔ حضرت حاجی صاحب ﷫ سے مل کر میرا ایمان تازہ ہوگیا۔ حقیقی معنی میں جسے مجاہد کہہ سکتے ہیں وہ میں نے ان کی جماعت کو پایا۔ صبر و تقویٰ ان کا شعار اور خالص کلمتہ الحق ان کا نصب العین۔ جہاں تک میں اندازہ کرسکا وہ محض اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں ان کی زندگی دینی لحاظ سے قابل رشک و تقلید ہے۔ حق تعالیٰ ان کو بیش از بیش امداد فرمائے اور ہم گنہگاروں کو بھی ایسے نیک کاموں کی توفیق بخشے۔ جتنی دیر ان کی صحبت رہی اسے میں اپنی زندگی کے مستنقر لمحات میں شمار کرتا ہوں اور اگر پشاور جانا ہوا تو میں ان کے مستنقر میں حاضر ہونے کی ضرور کوشش کروں گا۔

"مولانا شبیر احمد عثمانی"

سابق وزیر اعظم پاکستان چوہدری محمد علی

چند دن ہوئے جناب مولانا طفیل احمد صاحب کا کراچی سے خط ملا۔ جس میں حضرت حاجی محمد آمین صاحب ﷫ امیر جماعت ناجیہ صالحہ ترنگزئی کے انتقال پر ملال کی خبر تھی اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○ اللہ

تعالیٰ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جنت فردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور صاحبزادگان کو صبر جمیل عطا فرمائے یہ دعا ہے میری اور پاکستان نظام پارٹی کی طرف سے اس خبر کے ملنے کے بعد پاکستان نظام پارٹی کا لاہور میں اجلاس ہوا جس میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خادموں اور مجاہدوں میں سے تھے میری دیرینہ خواہش تھی کہ ان کی زیارت کروں لیکن جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔

مخلص محمد علی A ٣٦ لارنس روڈ لاہور ١٠ جولائی ١٩٥٨ ء

مولانا خلیل الرحمن اتمانزئی

حضرت حاجی محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے کون واقف نہ ہوگا۔ اور ان کے اخلاص سے کون واقف نہ ہوگا۔ ماشاء اللہ ان کے یہ دو کارنامے ایک جماعت ناجیہ صالحہ کا قیام اور دوسرا "الصادقہ" رسالے کا اجراء یہ دونوں کارنامے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اندرونی احساسات کا آئینہ ہے۔ جماعت ناجیہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بلیغ و فصیح زبان جو دل فراش الفاظ بیان فرماتے ہیں اور دوسری طرف "الصادقہ" رسالے میں اپنے پر تاثیر الفاظ سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اس کی مثال مشکل ہے "الصادقہ" کے ایک رسالہ کا میں نے یرژہاں مطالعہ کیا چشم بدور فی الواقعہ یہ مبالغہ نہیں کہ صوبہ سرحد میں الصادقہ علمی اور اسلامی خدمت کے اعتبار سے ایک بے مثل شاہکار ہے اور اس کی نظیر ملنی مشکل

ہے۔

ڈاکٹر فضل قادر کلابٹ صوابی

حضرت حاج محمد آمین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی اللہ تعالی کی رضا اور اس کے حکم فرض اور واجب کی تعمیل اور اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتباہ اور اس سے محبت پر مبنی تھی۔ اور آپ نے خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ ' حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قابل عمل علم دین اسلام پر پابند رہے۔

لوگوں کو اس کام کی تاکید فرماتے جو اللہ تعالی کو پسند تھے۔ غیر پسندیدہ کاموں یعنی برے کاموں سے منع فرماتے تھے۔ اچھے کاموں کی تبلیغ فرماتے تھے۔ میری عمر اس وقت ۸۰ سال ہے اور میں نے زندگی میں بہت اچھے اچھے لوگ دیکھے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجودہ زمانے کے پکے مسلمان باعمل دین اسلام اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پابند تھے۔ برے کاموں کو روکنے میں اپنی تکلیف کا خیال نہیں فرماتے تھے۔ نتیجہ خدا پر اور توکل اللہ پر تھا اور اسی سے امداد طلب فرماتے تھے۔ چونکہ ان کا عمل خوف خدا اور عقیدہ آخرت پر تھا اس لئے وہ صدر ' وزیر اعظم ' حاکم وقت کو خدا کے قانون کی بات بلا خوف و خطر نہایت دلیری سے فرماتے تھے اور ان کی بس یہی ایک خواہش تھی کہ پاکستان میں قانون خدا اور دین اسلام کی شریعت نافذ ہو۔ اور اکثر حکمرانوں سے یہی بات فرماتے تھے کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کوشش کرنے والوں کو تکلیف نہ دیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزَنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْمِضْرَابِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتُرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ انِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

سبحان ربی الاعلیٰ از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

باب بیست و یکم

حضرت حاجی صاحبؒ کے نام مختلف خطوط اور تاریخی دستاویزات



Jahedu Fi Sabilillah

The Azad Kashmir Government are pleased

to confer the award of FAKHR-I-KASHMIR.

on HAJI MOHD AMIR YOUSAF JAI (IRREGULAR TROOPS).

for conspicuous gallantry and devotion to duty in

the Kashmir Jehad

(Authority D. C. R 297 dated 29-4-49.)

Ali Ahmed Shah

Defence MINISTER ~~..........~~ President

Muzaffarabad.

Azad Kashmir Government



P.S.G PRESIDENT

Constituent Assembly Sectt.,
Karachi.
1.3.49.

My dear Haji Sahab,

When you came to see the Hon'ble President I informed you that the present session of the Constituent Assembly (Legislature) is a sessions of the Dominion Parliament. No issue of constitutional nature will be placed before the House for discussion or determination. I am now glad to inform you that the Constituent Assembly has been summoned for the purpose of discussion of the constitutional problems on Monday, 7th March 1949. It is likely that Objective Resolution will be placed before the House for discussion and determination.

I am particularly informing you about this new development because it is a departure from what I gave you to understand in my previous letter and during personal discussions.

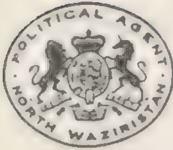
Yours sincerely,

H A Shaikh

(HASSAN A. SHAIKH)
Private Secy. to Hon.President.

Haji Mohd. Amin Sahab
of Turangzai,

۲۷۲



MIRANSHAH.

31st March'49.

Haji Mohd Amin and his Hajia Party, apart from having played a very prominent part in the Kashmir Jehad, have been of invaluable help to me in controlling the tribal situation in North Waziristan. As a party of Mujahidin, they have asked for rifles. I hope it will be possible to give them rifles. I am confident that rifles granted to them will not be misused.

Political Agent,
North Waziristan.

PRIME MINISTER
PAKISTAN

Karachi.
1.3.49.

I was very pleased to meet Haji Mohd Amin Saheb of Peshawar today.

Liaquat Ali Khan

۱۳۶۱
۹ ذوالقعده   خوږه ګرانه حاجي صاحبه د ناعی

السلام علیکم -

خوږ عزيز حاجي محمد امين صاحب د پښناوره
علاقې نه واپس راغلو - په حاجي آباد کښې به
او سېږي -
تاسو ته به د ده د زړه تلو او د اسېدو نه محسوس
په معلومات راکړے شو - فقط فضل اکبر -

زیارشاه گل صاحب با اجازت باشد زیرا هم ایجاد شاید
محمد فرید بقلم خود

۱۱۱

اقرار صحیح شرعی کوم زه ملنګ [illegible] شهزاده بادشاه قوم صاحب

زادګان مشکین لوخي شنوار په دې صورت کړم چه موئ مبارک د حضرت مصطفی صلی

الله علیه وعلی آله واصحابه اجمعین پلار [illegible] قبیل کړه حاجی محمد امین صاحب

ورکړی دی خاص ده زه ده خوږ اوده لښکول ده باره په دې سبب چه ملنګ قرض ده

کول نشو او زر او نقصان [illegible] هیڅ دلي نو ده خپل ډېره ور [illegible] کړه دي نو صاحب

پلار ورکړی دی نو زه ده دی دعوی او [illegible] البرایم هیڅ عذر او حیله لرم او که ملک

ماه دعوه وکړی دعوی [illegible] ده [illegible] باطل او ناشنواره ده حال مفتي صاحب حاضر نوه

بکاغذ سفید به حضور ده مسلمانان نوشته شو په ۱۲ ده عقرب سنه ۱۳۳۶

ګواه شد ملک بادام — ګواه شد ملک ګل حسن — ګواه شد عظیم خان — ګواه شد نور ګل — ګواه شد ملک ګل [illegible] جان بادشاه — ګواه شد میره جان بادشاه

دستخط خود ملنګ بادشاه صحیح است بطریق شهادت دستخط ملا [illegible]

CONSTITUENT ASSEMBLY SECTT.,

Assembly House,
Karachi,
21.2.49.

Haji Mohammad Amin,
Turangzai.

Dear Sir,

You were good enough to see the Hon'ble President and to show him voluminous records with signatures from a large number of people.
The present is a budget session of the Constituent Assembly (Legislature). No matter of constitutional bearing can therefore be discussed during this session. It is proposed to call a session of the constituent Assembly in a short time and the question of the basis or our constitution is likely to be determined in that cession.

Yours faithfully,

(Hassan A. Shaikh)
Private Secretary to the
Hon'ble President.

Followers of Haji Mohammad Amin Sahib of the Jamati-Najia should be allowed to carry arms in Peshawar District, Mardan Distt: and Kohat District.

It is needless to state any reasons. In case of doubt the official concerned should enquire from the Haji Sahib, whose opinion should be accepted on the point.

Chief Minister,
N.W.F.P., Peshawar.
26/1/48.

D.C. Peshawar.
Mardan.
Kohat &
All other officials.

The Hon'be Chief Minister,
N.W.F.Province, Peshawar.

Hon'ble Sir,

Haji Mohammad Amin,
I feel is one of the first who came to this pents and is without any shadow of doubt a true Ghazi. I am convinced that he is amongst those who are really working for the cause of Islam, and I might mentions that there are no more than ten others or his type on the whole of the Kashmir front.

Haji Sahib i leaving the front for a few day. He will be back again soon. He will discuss with you his requirement of arms. All I can say i that I have no hesitation in recommending all assistance to him.

SD -KEMAL
23/1/48.

I entirely agree with Kamal in no far as remarks about Haji Mohammad Amin are concerned. He was twice wounded in this sector and I am sure he would welcome death if it come to him in this sacred cause. His men would o course do wonder if they carry the same feelings and what the Haji Sahib feels. I think they should be give the arms. Haji Sahib stands surety for the arms that will be given to his men He has a large followers and in the first instance. I think 500 may be given a trail

Ghulam Sarwar Khan
Sd/- Dy Commissioner Hazar
24/1

Dated. 27. 7. 48.
Mender, Poonch Sector.

Dear General Tariq.

Najia Party, under Haji Mohammad Amin, has been at poonch/Mender Sector since 4.7.48.

This party is extra-ordinary, in that whilst they behaved like soldiers, they at the some time were perfect gentlemen. Such a party would be invaluable in the valley or elsewhere for that matter.

On bon of object this sector who on behalf of Allst this sector who have been associated with Haji Mohammad Amin and his party we would very strongly recommend that Najia party be given every encouragement and opportunity to save Azad and other causes.

A request is made that as a sign of appreciation for sincere and good services the authorities be asked to remove a small hindrance (i.e.) that members of Haji Mohammad Amin's party be permitted to carry rifles freely provided they possess a certificate from the society to prove their bonfires. As Haji Sahib with party propose returning to one of the Sectors soon after "Id" would it be possible to allow them to retain rifles issued until their return. Could you please send another Lashker under Haji Mohammad Amin for a start we can take 600 men.

In the absence of Civil Administration Haji Mohammad Amin was deputed to dispense justice according to Shariat and

generally speaking cases were dealt with promptly and very satisfactorily.

Haji Sahib requests facilities to purchase good Rifles for his group, perhaps this permission, if granted, would be an advantage not only for the Azad cause but for Pakistan own defence. I am sure Pakistan can defend on the loyalty of this group and supply of Rifles to them by the Pakistan. Govt. would be a good investment. Perhaps recommendations made in this letter may seem irregular, yet I would even suggest your personal recommendation to H.E. the Governor General to help this very well bent "Jamiat".

All is well except that I want more troops.

Sd/- Kamal,
A.K.F.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزَنِ رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مُقَدَّمِ جَيْشِ الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْمِحْرَابِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ وَتُرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَفَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب مدظلہ

کتابیات و ماخذ

۱۔ بہار مدینہ از حضرت حاجی محمد آمین ؒ

۲۔ سبحان اللہ از حضرت حاجی محمد آمین ؒ

۳۔ رسالہ الصادقہ از حضرت حاجی محمد آمین ؒ

۴۔ دیوان مداح از حضرت حاجی محمد آمین ؒ

۵۔ مکتوبات حضرت حاجی محمد آمین ؒ

۶۔ قلمی ڈائری جناب عرفان اللہ صاحب فرزند ارجمند حضرت حاجی صاحب ؒ

المجاہد آباد

۷۔ ذاتی ڈائری مولانا عبدالجلیل صاحب شیخ محمدی پشاور

۸۔ ذاتی ڈائری مولانا حبیب الرحمن صاحب رستم مردان

۹۔ روحانی رابطہ از قاضی عبدالحلیم اثر صاحب تخت بھائی

۱۰۔ عاشق رسول ﷺ مجاہد اعظم حضرت حاجی محمد آمین فخر کشمیر کی حیات پر ایک نظر از پروفیسر ڈاکٹر وحید الرحمن

انٹرویوز

۱۱۔ حاجی جعفر خان حیات آباد پشاور

۱۳۔ عبدالکریم صاحب شیوہ صوابی
۱۴۔ کان مولوی صاحب چلوزئی کیمپ پیبی
۱۵۔ مولانا محمد ادریس صاحب ترنگزئی
۱۶۔ حاجی گلروز خان اخون محمد لنڈی پشاور
۱۷۔ عبدالباقی صاحب عمرزئی
۱۸۔ سید کریم صاحب تخت بھائی
۱۹۔ صوبت اللہ صاحب شاہ ڈھنڈ پشاور
۲۰۔ عبدالغفار صاحب پڑانگ چارسدہ
۲۱۔ ماسٹر مراد علی عمرزئی
۲۲۔ اجارہ مولوی صاحب (اجارہ میرہ عمرزئی)
۲۳۔ مولانا عبدالروف صاحب شیخانو ناو عمرزئی
۲۴۔ ناظم خان محمد صاحب بڈھ بیر پشاور
۲۵۔ عبدالواحد صاحب فضل آباد تخت بھائی
۲۶۔ پیر صاحب آف تھانہ سوات
۲۷۔ نور داد خان صاحب عرف جلو شیخ ترناب
۲۸۔ مولانا سلامت اللہ صاحب یوسف آباد پشاور
۲۹۔ صوفی محمد انور صاحب شیدو۔
۳۰۔ صاحبزادہ دوست محمد صاحب بازہ ہملٹ صوابی
۳۱۔ گل احمد مینئی صوابی
۳۲۔ قاضی فضل اکبر صاحب عمرزئی
۳۳۔ مولانا غلام حیدر صاحب چھوٹا لاہور

۳۴۔ فضل واحد صاحب گوجر گھڑی مردان
۳۵۔ مولانا عمران اللہ صاحب پشتو نگر پیبی
۳۶۔ امین الحق صاحب سلیمان خیل پشاور
۳۷۔ پشاور یونیورسٹی جنرل ۹۳۔ ۱۹۹۲ از ڈاکٹر ہدایت اللہ نعیم تہکال پشاور
۳۸۔ ہمسایہ ملک افغانستان کے علاقہ للمہ اور حڈہ شریف کا دورہ
۳۹۔ روزنامہ سرحد پشاور ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء
۴۰۔ "رسالہ الصادقہ" ۲۷ اگست ۱۹۴۹ء
۴۱۔ "رسالہ الصادقہ" یکم محرم ۱۳۶۸ھ / ۳ نومبر ۱۹۴۸ء
۴۲۔ "رسالہ الصادقہ" دو ذیقعدہ ۱۳۶۸ھ ۲۶ اگست ۱۹۴۹
۴۳۔ "رسالہ الصادقہ" ۲۷ اپریل ۱۹۴۸
۴۴۔ "رسالہ الصادقہ" ۳ نومبر ۱۹۴۸ء
۴۵۔ "رسالہ الصادقہ" ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۹ء
۴۶۔ "رسالہ الصادقہ" دو ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ / ۲۶ ستمبر ۱۹۴۹ء
۴۷۔ "رسالہ الصادقہ" ۱۶ مارچ ۱۹۴۹ء
۴۸۔ "رسالہ الصادقہ" ۱۵ اپریل ۱۹۴۹ء
۴۹۔ الصادقہ رسالہ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء
۵۰۔ شرعی فیصلے محاذ مینڈر پونچھ از حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ
۵۱۔ مختلف اشتہارات جماعت ناجیہ صالحہ
۵۲۔ اجتماعات جماعت ناجیہ صالحہ
۵۳۔ روزنامہ زمیندار ۱۹ فروری ۱۹۵۳ء لاہور نیشنل ارکائیوز اسلام آباد
۵۴۔ صدائے ملت مردان مئی ۱۹۵۸ء

۵۵۔ روزنامہ انجام پشاور ۲ نومبر ۱۹۵۸ء ۱۱ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ پشاور آرکائیوز
۵۶۔ صدائے ملت مردان ۱۹۵۷ء
۵۷۔ تجلیات سلاسل اربعہ از الحاج مولوی محمود جان صاحب تہکال بالا پشاور
۵۸۔ خفیہ رپورٹس پشاور ارکائیوز پشاور
۵۹۔ روزنامہ انجام پشاور ۱۳ اپریل ۱۹۵۷ء
۶۰۔ روزنامہ انجام پشاور ۲۳ نومبر ۱۹۵۸ء
روزنامہ مشرق پشاور ۱۹۸۴ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَمَخْزِنِ
رَحْمَتِكَ وَحِلْمِكَ وَجَمَالِكَ وَعَفْوِكَ وَقُدْرَتِكَ وَكَرَمِكَ وَعَظَمَةِ
ذَاتِكَ. رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ
مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ مَهْبَطِ
الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ. وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ مَقْدُوْمِ جَيْشِ
الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ. حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ
الْاَعْلٰى صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى. تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
مَعْدِنِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ. صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْمِحْرَابِ وَالْعَلَمِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ. مَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى. صَلٰوتًا تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ
وَتُرْضِيْهَا وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا.

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ
وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَ
فَضْلِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الْجَمِيْلِ
الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ. وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سبحان ربی الاعلی از حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

التماس

محترم قارئین :۔ راقم الحروف نے پوری کوشش کی ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق کوئی واقعہ رہ نہ جائے مگر تحقیق کی دنیا بہت وسیع ہے ۔ ممکن ہے کہ کوئی واقعہ رہ گیا ہو اس لئے جملہ احباب ، مریدین، دوست احباب اور متعلقین حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے التماس ہے کہ اگر آپ حضرات کے پاس حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین، زبانی یادداشت پر مبنی کوئی واقعہ، خطوط یا قلمی نسخے موجود ہوں تو برائے مہربانی راقم الحروف کو ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے شائع کیا جا سکے ۔

تمت بالخیر

خاکسار

تحسین اللہ یوسف آباد عمرزئی